سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

حصہ اول

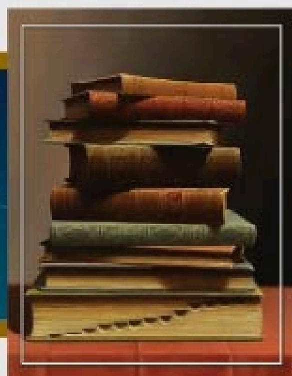
حیات وخدمات

حصہ دوم

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج

حصہ سوم

اعتراضات وجوابات



متکلم اسلام مولانا

محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ





نام کتاب.......................سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

تالیف.......................متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت.......................جولائی 2024ء

ناشر.......................مکتبہ دار الایمان



مکتبہ دار الایمان (رجسٹر)

0321-6353540

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ آپ کی ابتدائی تربیت اپنے نانا کی گود میں ہوئی۔ اپنے والد کے زیرِ سایہ بھی رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ مدینہ منورہ میں گزارا۔ علم، تقوٰی، عبادت اور شجاعت کے لحاظ سے آپ کا شمار عظیم شخصیات میں ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ان کے احترام بجالانے کا حکم دیا اور انہیں ”اہل بیت“ میں شمار فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ کربلا میں جان قربان کی اور دنیا کے سامنے ایک مثال قائم کی جس میں آزادی، عزت اور سچ کی راہ میں جان دینا شامل ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حیات، آپ کی شخصیت، آپ کے کارنامے اور شہادت کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کی شہادت سے مسلمانوں کو اسلام کے لیے قربانی دینے، ظلم و جبر کے خلاف آواز اٹھانے اور حق کی راہ پر ثابت قدم رہنے کا درس ملتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ”سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما“ میں ہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی ہے جن سے آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آئے گی۔ کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

حصہ اول: حیات و خدمات

حصہ دوم: واقعہ کربلا

حصہ سوم: اعتراضات وجوابات

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین.

محتاجِ دعا

[signature]

استنبول، ترکیہ

اِتوار؛7- محرم الحرام 1446ھ، 14- جولائی 2024ء

﴿حصہ اول﴾

حیات وخدمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر جنہوں نے اپنی عملی زندگی سے اہل اسلام کو جینے اور راہ حق میں قربان ہونے کا سبق دیا۔ آج بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ حضرت حسین کی صرف شہادت کو بیان کیا جاتا ہے لیکن آپ کے فضائل و مناقب، سیرت و کردار، زہد و تقویٰ، خشیت وللّٰہیت، علم و تفقہ، عبادت و ریاضت، تواضع و انکساری، جمال و کمال، عفو و درگزر، فیاضی و سخاوت، گفتار ورفتار، جلوت خلوت، قول و عمل، ایثار و ہمدردی، عادات واطوار، خوش خلقی، حسن سلوک، مُروّت و رواداری، شجاعت و عزیمت، دوراندیشی وفراست، حکمت ودانائی، محبت و معرفتِ خداوندی اور متبع سنت ہونے کی باتیں عموماً نظر انداز کی جاتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا لیکن یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ صرف شہادت کو بیان کرنا اور آپ کے اعلیٰ اخلاق، عمدہ اوصاف، بہترین کمالات کا تذکرہ نہ کرنا کیا اس بات کی طرف اشارہ نہیں کر رہا کہ ہم حسینیت کو صرف بیان کرنا چاہتے ہیں، اپنانا نہیں چاہتے۔ آیئے! جنتی نوجوانوں کے اس سردار کی زندگی کی چند پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں۔

سیدنا حسین بن علی کی ہمہ جہتی:

اللہ تعالیٰ نے جن طبقات پر اپنا خصوصی انعام فرمایا ہے وہ چار ہیں۔

﴿اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيۡقِيۡنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا (٦٩)﴾

سورۃ النساء:69

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل کیا ہے، یعنی انبیاء [علیہم السلام]، صدیقین، شہداء اور صالحین (پر)، اور رفاقت کے اعتبار سے یہ کیا ہی بہترین لوگ ہیں!

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایسے صحابی ہیں جو مقام ولایت کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہو کر راہ حق میں شہید ہوئے ہیں۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ صحابی بھی ہیں، شہید بھی ہیں اور ولی بھی ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم انہی انعام یافتہ لوگوں کی اتباع کریں۔ اتباع کے لیے ضروری ہے کہ انسان ان کی سیرت سے واقف ہو۔ اسی نیک مقصد کے لیے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی حَسِین زندگی کے چند گوشے پیش خدمت ہیں۔

خاندان کا اجمالی تعارف:

والد	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
والدہ	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
ازواج	لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود الثقفی، رَباب بنت امرء القیس بن عدی، ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ
بیٹے	علی اکبر، علی اصغر (زین العابدین) جعفر، عبد اللہ
بیٹیاں	سُکَینہ، زینب، فاطمہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کی بشارت:

امام ابو الحسن نور الدین ملا علی بن سطان محمد القاری الھروی رحمہ اللہ (ت1014ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ

جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا يَكُونُ فِي حِجْرِكِ. فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهٖ.

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 324 باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت ام الفضل (لُبابۃ) بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ کیا (دیکھا) ہے؟ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ نہایت پریشان کن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی کہ کیا (دیکھا) ہے؟ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا ہے اور اسے میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ (یہ سن کر) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی تعبیر ذکر کرتے ہوئے) فرمایا کہ (میری لخت جگر) فاطمہ ایک بیٹے کو جنم دے گی اور وہ آپ کی گود میں آئے گا۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسے ہی وہ میری گود میں آیا۔ ایک دن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا۔

فائدہ: ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا؛ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

اصل نام لُبَابۃ ہے، قبیلہ بنو عامر سے تعلق رکھتی ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ ایک قول کے مطابق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: وُلِدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لِخَمْسِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ أَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص241 رقم الحدیث 2783

ترجمہ: حضرت زبیر بن بکار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی پیدائش پانچ شعبان سن چار ہجری میں ہوئی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان اور اقامت:

امام ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق الدِّيْنَوَرِیُّ الشافعی المعروف بابن السُّنِّی رحمہ اللہ (ت364ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى لَمْ يَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ.

عمل الیوم واللیلۃ: ص354 رقم الحدیث 623 باب مایعمل بالولد اذا ولد

ترجمہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو اس کی وجہ سے اس بچے کو ام الصبیان (یہ ایک بیماری کا

نام ہے جس میں بچہ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے) نہیں لگے گی۔

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا وُلِدَ أَذَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُذُنِهِ.

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ج1 ص516 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی۔

فائدہ: اس روایت میں اگرچہ صرف اذان کا تذکرہ ہے لیکن مراد اذان و اقامت دونوں ہیں کیونکہ اذان کا اطلاق اقامت پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الَّذِي زَادَ التَّأْذِينَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 913

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن تیسری اذان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شروع کروائی جب مدینہ کے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس اذان کا اضافہ فرمایا وہ تیسری اذان تب بنے گی جب اس سے پہلے دو اذانیں ہوں جبکہ اس سے پہلے ایک اذان اور ایک اقامت ہے۔ ثابت ہوا کہ یہاں اذان کا اطلاق اقامت پر ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین رضی اللہ عنہ کو گھٹی دینا:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ

اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ حَنَّكَهُ وَتَفَلَ فِي فِيْهِ وَدَعَا لَهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص545 قصۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو (دہن مبارک سے کھجور چبا کر) تحنیک فرمائی اور (برکت کے لیے) اپنا لعابِ دہن ان کے منہ میں ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

فائدہ: تحنیک کے بارے میں حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّحْنِيْكُ: مَضْغُ الشَّيْءِ وَوَضْعُهُ فِي فَمِ الصَّبِيِّ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9 ص728 بَاب تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ

ترجمہ: تحنیک کہتے ہیں کسی کھانے والی چیز (مثلاً کھجور وغیرہ) کو چبا کر نومولود کے منہ میں ڈالنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین رضی اللہ عنہ کا نام رکھنا:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ حَسَنًا فَلَمَّا وَلَدَتِ الْآخَرَ سَمَّاهُ حُسَيْنًا.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص129 ترجمۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (پہلے بیٹے) حسن کی پیدائش ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کا نام "حسن" رکھا۔ پھر جب دوسرا بیٹا پیدا

ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "حسین" رکھا۔

"حُسین" جنتی نام ہے:

امام ابوبِشْر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری الدولابی الرازی رحمہ اللہ (ت 310) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اسْمَانِ مِنْ أَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ للدولابی: ص 67 رقم الحدیث 99

ترجمہ: حضرت عمران بن سلیمان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں۔

"حسین" زمانہ جاہلیت میں کسی کا نام نہ تھا:

امام ابوبِشْر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری الدولابی الرازی رحمہ اللہ (ت 310) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اسْمَانِ..... لَمْ يَكُوْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ للدولابی: ص 67 رقم الحدیث 99

ترجمہ: حضرت عمران بن سلیمان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حسن اور حسین ایسے نام ہیں جو زمانہ جاہلیت میں کبھی نہیں رکھے گئے۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النَوَوِی رحمہ اللہ (ت 676ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْمُفَضَّلِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ حَجَبَ اسْمَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَتّٰى سَمّٰى بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَيْهِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ.

تہذیب الاسماء واللغات: ج 1 ص 170 ترجمۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت مفضل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے نام چھپا کر رکھے تھے (یعنی پہلے کسی کے دل میں یہ نام رکھنے کا خیال پیدا نہیں فرمایا) یہاں تک کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسین رکھے۔

سر کے بالوں کی مقدار کے برابر چاندی کا صدقہ:

امام شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

جَعْفَرٌ الصَّادِقُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: وَزَنَتْ فَاطِمَةُ شَعْرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَأُمِّ كُلْثُوْمٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهٖ فِضَّةً.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص129 ترجمۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن، حسین اور ام کلثوم کے سر کے بالوں کا وزن کیا اور ان کے وزن کے برابر چاندی اللہ کے نام پر صدقہ کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کرنا:

امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی النسائی رحمہ اللہ (ت303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَقَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ.

سنن النسائی: رقم الحدیث 4224

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقے میں دو

دو دنبے ذبح کیے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

محدثین کی تحقیق (جو آئندہ سطور میں آرہی ہے) کو مدار بنا کر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی خوبصورت تھے، ذہانت وذکاوت آپ کے چہرے پر جھلکتی تھی، قوت وشجاعت کے پیکر اور غیر معمولی خوبیوں کے مالک تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

جامع الترمذی: رقم الحدیث3779

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حسن (رضی اللہ عنہ) کا جسم اوپر والے نصف حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملتا جلتا تھا جبکہ حسین (رضی اللہ عنہ) کے نیچے والے نصف حصے کی ساخت پرداخت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے مشابہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت وسخاوت کے وارث:

امام ابو بکر بن ابی عاصم الشیبانی رحمہ اللہ (ت287ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَتَتْ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَبَاهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَكْوَتِهِ الَّتِي

مَاتَ فِيهَا فَقَالَتْ: تُوَرِّثُهُمَا يَا رَسُولَ اللهِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: "أَمَّا الْحَسَنُ فَلَهُ هَيْبَتِي وَسُؤْدُدِي وَأَمَّا الْحُسَيْنُ فَلَهُ جُرْأَتِي وَجُودِي."

الآحاد والمثانی: ج1 ص299 رقم الحدیث 408

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد گرامی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو لے کر ان دنوں میں حاضر ہوئیں جن دنوں میں آپ مرض الوصال میں مبتلا تھے۔ تشریف لائیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن؛ میری ہیبت اور سرداری کا وارث ہے اور حسین؛ میری جرأت اور سخاوت کا وارث ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مالی میراث جاری نہیں ہوتی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نسبی تعارف:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "كُلُّ بَنِي أُنْثَى فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ، مَا خَلَا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا عَصَبَتُهُمْ وَأَنَا أَبُوهُمْ."

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص178 رقم الحدیث 2565

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر خاتون کے بیٹوں کی نسبت ان کے والد کی طرف ہوتی ہے سوائے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد کے کیونکہ میں ہی ان کا نسب ہوں اور میں

ہی ان کا باپ ہوں۔

فائدہ: ہر شخص کا نسب اس کے والد کی طرف سے چلتا ہے لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا نسب اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چلتا ہے۔ اس لیے فاطمی اولاد کو "سید" یا "سادات" کہا جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دوسری بیویوں سے ہے ان کو "علوی" کہتے ہیں۔

زبانِ نبوت سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خاندانی فضیلت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَلَمَّا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ حَتّٰى رَكِبَا عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ وَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ .... فَحَمَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ وَالْحُسَيْنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ جَدًّا وَجَدَّةً؟ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ عَمًّا وَعَمَّةً؟ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ خَالًا وَخَالَةً؟ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ أَبًا وَأُمًّا؟ هُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ جَدُّهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَّتُهُمَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَأُمُّهُمَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوهُمَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَمُّهُمَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَمَّتُهُمَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ وَخَالُهُمَا الْقَاسِمُ بْنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَالَاتُهُمَا زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ بَنَاتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَأَبُوهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَعَمُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ

وَعَمَّتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَخَالَاتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَحَبَّهُمَا فِي الْجَنَّةِ.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص198 رقم الحدیث 2616

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی، جب آپ چوتھی رکعت (کے سجدے) میں تھے اسی دوران حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا..... اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دائیں کندھے پر جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں کندھے پر سوار کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے نانا اور نانی کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ میں آپ کو ان کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اپنے ماں اور باپ کے اعتبار سے سب لوگوں میں سے بہترین ہیں۔ یہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ ان کے نانا اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی نانی (ام المومنین سیدہ) خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں اور ان کے والد حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ ان کے چچا جعفر بن ابی طالب ہیں اور ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ ہیں اور ان کی خالائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ ان کے نانا (اور نانی بھی) جنت میں ہوں گے۔ ان کے والد (اور والدہ بھی) جنت میں ہوں گے۔ ان کے چچا اور پھوپھی بھی جنت میں ہوں گے ان کی خالائیں (اور ماموں بھی) جنت میں ہوں اور وہ دونوں (حسن

و حسین رضی اللہ عنہما) بھی جنت میں ہوں گے اور جو (بشرط ایمان و مقتضائے ایمان) ان دونوں سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں؛ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْحُسَيْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيدًا.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے۔

محبت حسین رضی اللہ عنہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَعْلَى الْعَامِرِيِّ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ..... مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ حُسَيْنًا.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت یعلیٰ (بن عطاء) العامری رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ

حسین سے بھی محبت کرے۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخذَ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ يَقُوْلُ: هٰذَانِ ابْنَایَ فَمَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِی وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِی.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ میرے بیٹے ہیں، جو اِن دونوں سے محبت کرتا ہے تو وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان دونوں سے نفرت کرتا ہے تو وہ مجھ سے بھی نفرت کرتا ہے۔

محبت حسین رضی اللہ عنہ محبت الٰہی کا ذریعہ:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِی بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی شَیْءٍ لَا أَدْرِی مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِی. قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِی أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلٰی وَرِكَيْهِ فَقَالَ: "هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِی، اَللّٰهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3769

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک رات کسی کام کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر میں کیا لپیٹا ہوا ہے۔ جب میرا کام ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ نے کیا چیز چادر میں لپیٹی ہوئی ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کولہوں سے چمٹے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں۔ آپ بھی ان سے محبت فرمائیں اور اس شخص سے بھی محبت فرمائیں جو اِن سے محبت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرنا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ: "إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3371

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھ کر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما (کو شیطانی اثرات سے تحفظ) کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے اور فرماتے کہ آپ کے

جد امجد (حضرت ابراہیم علیہ السلام) اپنے بیٹے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے انہی کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔ (کلمات تعوذ کا معنیٰ یہ ہے) میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے پناہ حاصل کرتا ہوں ہر (وسوسہ ڈالنے والے) شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے اور ہر بری نظر سے۔

فائدہ: حدیث مبارک میں اشارہ ہے کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل حضرت اسحاق و اسماعیل علیہما السلام سے چلی اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے چلے گی۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو چوسنا:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ... قَالَ: أَشْهَدُ لَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَهُمَا يَبْكِيَانِ وَهُمَا مَعَ أُمِّهِمَا فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَتَاهُمَا، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهَا: مَا شَأْنُ ابْنَيَّ؟ فَقَالَتْ: الْعَطَشُ. قَالَ: فَأَخْلَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَنَّةٍ يَبْتَغِي فِيهَا مَاءً، وَكَانَ الْمَاءُ يَوْمَئِذٍ أَغْدَارًا، وَالنَّاسُ يُرِيدُونَ الْمَاءَ، فَنَادٰى: هَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَهُ مَاءٌ؟ فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ إِلَّا أَخْلَفَ بِيَدِهِ إِلٰى كُلَابِهِ يَبْتَغِي الْمَاءَ فِي شَنَّةٍ، فَلَمْ يَجِدْ أَحَدٌ مِنْهُمْ قَطْرَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَاوِلِينِي أَحَدَهُمَا" فَنَاوَلَتْهُ إِيَّاهُ مِنْ تَحْتِ الْخِدْرِ، فَرَأَيْتُ بَيَاضَ ذِرَاعَيْهَا حِينَ نَاوَلَتْهُ، فَأَخَذَهُ فَضَمَّهُ إِلٰى صَدْرِهِ وَهُوَ يَطْغُو مَا يَسْكُتُ، فَأَدْلَعَ لَهُ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يَمُصُّهُ حَتّٰى هَدَأَ أَوْ سَكَنَ، فَلَمْ أَسْمَعْ لَهُ بُكَاءً، وَالْآخَرُ يَبْكِي كَمَا هُوَ مَا يَسْكُتُ، فَقَالَ: "نَاوِلِينِي الْآخَرَ" فَنَاوَلَتْهُ إِيَّاهُ

فَفَعَلَ بِهٖ كَذٰلِكَ، فَسَكَتَا فَمَا أَسْمَعُ لَهُمَا صَوْتًا.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص184 رقم الحدیث 2590

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں اس واقعے کا چشم دید گواہ ہوں کہ ہم ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے۔ ابھی ہم راستے میں تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی، وہ دونوں اپنی والدہ سیدہ فاطمہ کے پاس تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تیزی سے پہنچے (راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا: میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانی لینے کے لیے مشکیزے کی طرف بڑھے۔ ان دنوں پانی کی قلت تھی اور لوگوں کو پانی کی شدید ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی: کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاووں سے لٹکے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر ان کو ایک قطرہ بھی نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ایک بچہ مجھے دیں۔ سیدہ نے ایک کو پردے کے نیچے سے دے دیا۔ وہ سخت پیاس کی وجہ سے رو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں داخل کی وہ اسے چوسنے لگا یہاں تک کہ اس کی پیاس بجھ گئی۔ جس کی وجہ سے اسے سکون آ گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہیں سنی۔ ابھی دوسرا برابر رو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرا بچہ بھی مجھے دے دیں۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا بچہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

دوسرے کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جیسے پہلے سے کیا تھا۔ (یعنی اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی جسے وہ چوسنے لگا یہاں تک کہ اس کی پیاس بجھ گئی۔) دونوں چپ ہو گئے۔ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہیں سنی۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار:

امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد المعروف بالبزار رحمہ اللہ (ت292ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَیْتُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِمَا عَلٰی عَاتِقَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: نِعْمَ الْفَرَسُ تَحْتَکُمَا. قَالَ: "وَ نِعْمَ الْفَارِسَانِ هُمَا."

مسند البزار: ج1 ص419 رقم الحدیث 293

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں مبارک پر سوار دیکھا تو کہا کہ اے حسنین! آپ کی کتنی اچھی سواری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَمْشِی عَلٰی أَرْبَعَةٍ وَعَلٰی ظَهْرِهِ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ یَقُولُ: نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُکُمَا، وَنِعْمَ الْعِدْلَانِ أَنْتُمَا.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص168 رقم الحدیث 2595

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں اور دونوں ٹانگوں کے بل چل رہے تھے اور آپ کی کمر مبارک پر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے اور آپ ان دونوں کو فرمارہے تھے کہ تمہاری سواری کیسی زبردست ہے اور تم دونوں بھی کیا زبردست سوار ہو!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "صَدَقَ اللهُ ﴿اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا.

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3774

ترجمہ: حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ اسی دوران حسن و حسین (جو ابھی کم عمر بچے تھے) سرخ رنگ کی قمیصیں زیب تن کیے ہوئے گرتے پڑتے ہوئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے باعث آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں کو ان کی قمیصوں میں گرتے پڑتے دیکھا تو مجھ سے رہا

نہ گیا اور میں نے اپنی گفتگو وہیں چھوڑ دی اور انہیں اٹھا لیا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر کھیلنا:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ عَلَى صَدْرِهِ.

سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج4 ص144 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ کے سینے مبارک پر چڑھ کر کھیل رہے تھے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ هٰذَا عَلَى عَاتِقِهِ وَهٰذَا عَلَى عَاتِقِهِ.

المستدرک علی الصحیحین: ج4 ص156 رقم الحدیث 4830

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ایک دائیں کندھے پر اور دوسرے بائیں کندھے پر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو سونگھنا:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت

نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ..... كَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ: "ادْعِي لِيَ ابْنَيَّ" فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ.

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3772

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے: "میرے بچوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کو میرے پاس بلاؤ!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سونگھتے اور انہیں اپنے (سینے کے) ساتھ لگاتے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، هٰذَا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَهٰذَا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً وَهٰذَا مَرَّةً حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْنَا.

المستدرک علی الصحیحین: ج4 ص156 رقم الحدیث 4830

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) بھی تھے۔ ایک دائیں کندھے پر اور دوسرے بائیں کندھے پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے کا یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لے آئے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک پر:

امام ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری الکنانی

الشافعی رحمہ اللہ (ت840ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ رَكِبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ رَفَعَهُمَا رَفْعًا رَفِيقًا ثُمَّ إِذَا سَجَدَ عَادَا فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْعَدَهُمَا فِي حِجْرِهِ.

اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری: ج7 ص271 رقم الحدیث 9069

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تشریف لے گئے تو حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ نے (سجدے سے) سر اٹھایا تو انہیں آہستہ سے اتارا۔ جب دوسرا سجدہ کیا تو دونوں بچے پھر آپ کی کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پھول:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ :.... سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 5994

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حسن وحسین دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو گرمی سے بچانے کا حکم:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهَا يَوْمًا فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنَايَ؟" فَقَالَتْ: ذَهَبَ بِهِمَا عَلِيٌّ فَتَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا يَلْعَبَانِ فِي مَشْرُبَةٍ وَبَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَضْلٌ مِنْ تَمْرٍ، فَقَالَ: "يَا عَلِيُّ! أَلَا تَقْلِبُ ابْنَيَّ قَبْلَ الْحَرِّ."

المستدرک علی الصحیحین: ج4 ص155 رقم الحدیث 4827

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ میرے بیٹے (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی کہ علی ان دونوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تلاش میں تشریف لے گئے تو انہیں ایک پانی پینے والی جگہ (کنویں) کے قریب کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت ان کے سامنے کچھ کھجوریں بچی ہوئی موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! دھیان رکھنا میرے بیٹوں کو تیز دھوپ پڑنے سے پہلے پہلے واپس لے آنا۔

حسین رضی اللہ عنہ کے رونے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

وَفِيْ مَرَاسِيْلِ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ حُسَيْنًا يَبْكِيْ فَقَالَ لِأُمِّهِ: "أَلَمْ تَعْلَمِيْ أَنَّ بُكَاءَهُ يُؤْذِيْنِيْ؟"

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص146 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ کی مرسل روایات میں سے ایک روایت یہ

ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین (رضی اللہ عنہ) کے رونے کی آواز سنی تو ان کی والدہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے فرمایا: (اسے رونے نہ دیا کرو) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اس کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر:

امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِيَاسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2423

ترجمہ: حضرت ایاس (بن سلمہ بن الاکوع) رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو سفید خچر پر بٹھا کر اس کی لگام تھامے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لایا۔ (حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے) ایک بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جبکہ دوسرا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔

امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ جَعْفَرٍ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا قَالَ: فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ، أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ: فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2428

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو ہمیں (مدینہ سے باہر) آگے لے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملایا جاتا۔ راوی (حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ (ایک بار) مجھے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگے لے جایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور باقیوں کو پیچھے سوار کیا۔ ہم اسی طرح (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر سوار ہو کر) مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بیعت کرنا:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَهُمْ صِغَارٌ لَمْ يَبْلُغُوا. قَالَ: وَلَمْ يُبَايِعْ صَغِيرًا إِلَّا مِنَّا.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص239 رقم الحدیث 2774

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو اس وقت بیعت کیا جب وہ چھوٹی عمر کے تھے اور ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (اہلِ بیت کے ان حضرات کے) علاوہ کسی اور کو چھوٹی عمر میں بیعت نہیں فرمایا۔

فائدہ: یہ بیعت تبرک تھی۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3768

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ وَقَدْ دَخَلَ الْحُسَيْنُ الْمَسْجِدَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھا تو فرمایا: جو شخص جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہو تو وہ اس نوجوان (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے (کہ حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں:

امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2424

ترجمہ: صفیہ بنت شیبہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک روز صبح سویرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے۔ (اتفاق سے) حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) بھی وہاں آ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) بھی تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اپنی چادر میں جمع فرما لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مبارکہ ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ تلاوت فرمائی۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والو! آپ کو معصیت ونافرمانی کی گندگی سے دور رکھے اور ظاہراً وباطناً عقیدۃً وعملاً وخُلقاً پاک صاف رکھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذوقِ عبادت

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قیام اللیل:

امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان العبسی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ إِسْحَاقَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْخُذُ نَصِيبَهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَكَانَ الْحُسَيْنُ يَأْخُذُ نَصِيبَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: ج4 ص441 رقم الحدیث 6680 کتاب الصلوٰۃ

ترجمہ: ام اسحاق بنت طلحہ رحمہا اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ رات کے پہلے حصے میں عبادت فرماتے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ رات کے آخری حصے میں عبادت (نوافل، دعا و مناجات) فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کثرت عبادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاضِلًا كَثِيْرَ الصَّوْمِ، وَالصَّلَاةِ، وَالْحَجِّ، وَالصَّدَقَةِ، وَأَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا.

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ج1 ص518 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ صاحب فضل و کمال تھے، (فرض روزوں کے علاوہ) کثرت کے ساتھ (نفلی) روزے رکھتے۔ (فرض نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ) کثرت کے ساتھ نوافل کا اہتمام فرماتے۔ بہت زیادہ (25) حج کیے۔ اللہ کے نام پر مال کو خرچ کرنے والے تھے۔ تمام خیر اور نیکی کے کام بھی کثرت سے کرنے والے

تھے۔

شہادت والی رات عبادت میں مصروف:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَخْبَرَهُ الْعَبَّاسُ بِقَوْلِهِمْ قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُؤَخِّرَهُمْ إِلَى غُدْوَةٍ لَعَلَّنَا نُصَلِّي لِرَبِّنَا هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَنَدْعُوهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ فَهُوَ يَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أُحِبُّ الصَّلَاةَ لَهُ وَتِلَاوَةَ كِتَابِهِ وَكَثْرَةَ الدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ. وَأَرَادَ الْحُسَيْنُ أَيْضًا أَنْ يُوصِيَ أَهْلَهُ. فَرَجَعَ إِلَيْهِمُ الْعَبَّاسُ وَقَالَ لَهُمْ: انْصَرِفُوا عَنَّا الْعَشِيَّةَ حَتّٰى نَنْظُرَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، فَإِذَا أَصْبَحْنَا الْتَقَيْنَا إِنْ شَاءَ اللهُ، فَإِمَّا رَضِينَاهُ وَإِمَّا رَدَدْنَاهُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص57 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت عباس (بن علی رضی اللہ عنہما) نے ان (شمر وغیرہ) لوگوں کی گفتگو کی اطلاع دی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ جائیں اور ان سے کہیں کہ اگر وہ کل صبح تک اس کو مؤخر کر سکتے ہیں (تو مؤخر کر دیں) تاکہ ہم آج رات اپنے رب کے حضور نماز ادا کر سکیں، دعا مانگ سکیں، استغفار کر سکیں، کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں نماز کو محبوب رکھتا ہوں، اس کی کتاب کی تلاوت کو محبوب رکھتا ہوں اور دعا و مناجات اور کثرت استغفار کو محبوب رکھتا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو کچھ وصیتیں (اور نصیحتیں) کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم لوگ آج رات یہاں سے چلے جاؤ (یعنی جنگ نہ کرو) تاکہ ہم اس معاملہ میں غور و فکر کر سکیں۔ ان شاء اللہ صبح کے وقت ملاقات ہو گی۔ یا تو ہم ان کی بات کو تسلیم کر لیں یا انکار کر دیں گے۔

فائدہ: شمر اور عمر بن سعد وغیرہ نے باہمی مشورے سے اس بات کو قبول کر لیا اور واپس چلے گئے۔ جب ان لوگوں نے اس بات کو قبول کر لیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پورے لشکر کے ساتھ مل کر ساری رات عبادت میں گزاری۔

چنانچہ امام ابوالحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَمْسَوْا قَامُوا اللَّيْلَ كُلَّهُ يُصَلُّونَ وَيَسْتَغْفِرُونَ وَيَتَضَرَّعُونَ وَيَدْعُونَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص59 دخلت سنۃ احدیٰ وستین

ترجمہ: جب رات ہو گئی تو (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے) قافلہ کے تمام لوگ رات بھر کے لیے نماز میں مصروف ہو گئے، استغفار کرنے لگے، گڑگڑانے لگے اور دعا ومناجات کرنے لگے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا 25 پیدل حج کرنا:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ مُصْعَبٌ الزُّبَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: حَجَّ الْحُسَيْنُ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ حَجَّةً مَاشِيًا.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص147 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت مصعب زبیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے 25 پیدل حج فرمائے۔ (یعنی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف پیدل سفر فرمایا)۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اوصافِ کریمانہ

حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایصالِ ثواب:

امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان العبسی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ : أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ كَانَا يُعْتِقَانِ عَنْ عَلِيٍّ بَعْدَ مَوْتِهِ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: ج7 ص485 رقم الحدیث 12214 کتاب الجنائز

ترجمہ: حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے (بطور ایصال ثواب) غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا فقراء و مساکین سے محبت کرنا:

فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی رحمہ اللہ (ت 373ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سِعْرٍ أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بِمَسَاكِينَ وَهُمْ يَأْكُلُونَ كِسَرًا لَهُمْ عَلٰى كِسَاءٍ فَقَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! الْغَدَاءَ. قَالَ: فَنَزَلَ وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: قَدْ أَجَبْتُكُمْ فَأَجِيبُونِي فَانْطَلَقُوا مَعَهُ فَلَمَّا أَتَوُا الْمَنْزِلَ قَالَ لِجَارِيَتِهِ: أَخْرِجِي مَا كُنْتِ تَدَّخِرِيْنَ.

تنبیہ الغافلین للسمرقندی: ص88 باب الکبر

ترجمہ: حضرت سُفیان بن سِعر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجھ تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ پہنچا ہے کہ (آپ رضی اللہ عنہ ایک بار کہیں جا رہے تھے تو) کچھ غریب لوگ ایک چادر بچھا کر راستے میں بیٹھے روکھی سوکھی روٹی کے ٹکڑے کھا

رہے تھے، انہوں نے (جب آپ کو دیکھا تو) عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ ! (آئیں ہمارے ساتھ) ناشتہ کریں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ سواری سے نیچے اترے اور فرمایا: اللہ تکبر کرنے والوں کو اپنا دوست نہیں رکھتا۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے۔ پھر ان سے کہا: میں نے آپ کی دعوت قبول کی ہے، آپ بھی میری دعوت کو قبول فرمائیں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ چل دیے۔ جب وہ آپ کے گھر آ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی سے فرمایا کہ جو کچھ آپ نے کھانے کے لیے رکھا ہوا ہے، سب لے آؤ!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کمالِ سخاوت:

امام ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الذَّيَالِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ: خَرَجَ سائِلٌ يَتَخَطّٰى أَزِقَّةَ الْمَدِيْنَةِ، حَتّٰى أَتٰى بَابَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَقَرَعَ الْبَابَ......وَكَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَاقِفًا يُصَلِّي، فَخَفَّفَ مِنْ صَلَاتِهِ وخَرَجَ إِلَى الْأَعْرَابِيِّ، فَرَاٰى عَلَيْهِ أَثَرَ ضُرٍّ وَفَاقَةٍ، فَرَجَعَ وَنَادٰى بِقَنبَرٍ، فَأَجابَهُ: لَبَّيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ! قالَ: مَا تَبَقّٰى مَعَكَ مِنْ نَفَقَتِنَا؟ قَالَ: مِئَتَا دِرْهَمٍ، أَمَرْتَنِيْ بِتَفْرِقَتِهَا فِيْ أَهْلِ بَيْتِكَ قَالَ: فَهَاتِهَا فَقَدْ أَتٰى مَنْ هُوَ أحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فَأَخَذَهَا وَخَرَجَ يَدْفَعُهَا إِلَى الْأَعْرَابِيِّ.

تاریخِ دمشق: ج14 ص185 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت ذیال بن حرملہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بار ایک ضرورت مند مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے دروازے پر رک گیا اور دروازے پر دستک دی (ساتھ میں اپنی غربت و لاچاری کو

اشعار کی صورت میں بیان کیا) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اس وقت نماز میں مشغول تھے، (سائل کی آواز اور فقر و فاقہ کا خیال فرما کر) نماز کو ذرا جلدی مکمل فرمایا۔ باہر اس دیہاتی کے پاس تشریف لائے، سائل کی حالت دیکھی تو اس پر فقر و فاقہ کے آثار نمایاں تھے۔ گھر واپس لوٹے اور اپنے غلام قنبر کو آواز دی۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابن رسول اللہ! میں (خدمت اور تعمیل حکم کے لیے) حاضر ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ہمارے اخراجات میں سے آپ کے پاس کچھ رقم باقی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ دو سو دراہم موجود ہیں۔ آپ نے حکم دیا ہوا ہے کہ ان کو آپ اہل خانہ پر خرچ کرنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ لے آؤ! ہمارے اہل خانہ سے زیادہ ان دراہم کا مستحق آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ سارے دراہم قنبر سے لیے اور اس دیہاتی (سائل) کو دے دیے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّهُ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِهِ، وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًّا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص600 صفۃ مقتلہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سادات مسلمین اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صاحبزادی کے بیٹے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے افضل ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ عبادت گزار، بہادر اور سخی تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و باہمی تعلقات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا .... قَالَ أَبُو بَكْرٍ ... : وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4035

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (ایک موقع پر) فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنا:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَانَ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكْرِمُهُ وَيُعَظِّمُهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو طیلسان کی چادروں کا ہدیہ:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت

نقل کرتے ہیں:

وَجَّهَ [خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ] إِلٰى أَبِي بَكْرٍ بِالطَّيْلَسَانِ مَعَ مَالِ الْحِيْرَةِ وَبِالْأَلْفِ دِرْهَمٍ فَوَهَبَ الطَّيْلَسَانَ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

فتوح البُلدان: ص149 فتوح سواد العراق فی خلافۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (عہد صدیقی میں جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حِیرَہ نامی علاقے کو فتح کیا تو) انہوں نے طیلسان کی چادر، حِیرَہ علاقے کا (بہت سارا) مالِ غنیمت اور ایک ہزار دراہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس (مدینہ منورہ) بھیجے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طیلسان کی چادر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو عطا فرمائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت وباہمی تعلقات

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2881

ترجمہ: حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں تو ایک قیمتی چادر بچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: امیر المؤمنین! یہ چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (نواسی) کو دے دیں جو کہ آپ کی زوجہ ہے۔ ان کی مراد سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تھی۔

امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی رحمہ اللہ (ت354ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَ عُمَرُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَهِيَ مِنْ فَاطِمَةَ وَدَخَلَ

بِهَا فِيْ شَهْرِ ذِي الْقَعْدَةِ ثُمَّ حَجَّ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ.

کتاب الثقات لابن حبان: ج2 ص216

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (سن 17 ہجری میں) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں اور ام کلثوم کی رخصتی ذوالقعدہ میں ہوئی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آمد ورفت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں چونکہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ محترمہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں اس لیے یہ دونوں حضرات اپنی ہمشیرہ سے ملنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گھر میں آتے جاتے رہتے تھے۔

چنانچہ امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان العبسی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا يَدْخُلَانِ عَلٰى أُخْتِهِمَا أُمِّ كُلْثُومٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

مصنف ابن ابی شیبۃ: ج9 ص372، 373 رقم الحدیث 17280 کتاب النکاح

ترجمہ: حضرت ابو صالح سے مروی ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں اپنی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز سمجھنا:

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ

اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیدٍ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ حُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ أَنْ یَأْتِیَهُ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَأَتَاهُ حُسَیْنٌ فَلَقِیَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ حُسَیْنٌ: مِنْ أَیْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: قَدِ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰی عُمَرَ فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ. فَرَجَعَ حُسَیْنٌ فَلَقِیَهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ یَا حُسَیْنُ أَنْ تَأْتِیَنِیْ؟ قَالَ: قَدْ أَتَیْتُكَ وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ لَمْ یُؤْذَنْ لَّهُ عَلَیْكَ فَرَجَعْتُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَأَنْتَ عِنْدِیْ مِثْلَهُ؟ أَنْتَ عِنْدِیْ مِثْلَهُ؟ وَهَلْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَی الرَّأْسِ غَیْرُکُمْ؟

تاریخ دِمَشق: ج14 ص175 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے سلسلے میں اپنے پاس بلایا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے اِن کے پاس تشریف لائے تو وہاں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ میں (اپنے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا تھا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مصروف ہیں) اس لیے مجھے ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ (ملاقات کیے بغیر ہی) واپس تشریف لے گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین! کیا بات ہے آپ ہمارے ہاں تشریف کیوں نہیں لائے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں آپ سے ملنے آپ کے ہاں گیا تھا لیکن (وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آپ مصروف تھے اور) آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ نے بتایا کہ (انہوں نے بھی

آپ سے ملنا تھا لیکن) ان کو بھی اجازت نہیں ملی اس لیے میں واپس آگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ میرے بیٹے کی طرح ہیں؟ کیا آپ میرے بیٹے کی طرح ہیں؟ (یعنی آپ کی حیثیت میرے بیٹے سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لیے جب آپ تشریف لائے تھے تو مجھے اطلاع بھیج دیتے، میں اپنا کام موخر کرلیتا اور آپ سے ملاقات کرتا۔ اس لیے کہ) ہمیں جو عزت ملی ہے وہ آپ ہی کی وجہ سے ملی ہے۔

فائدہ: ”وَهَلْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَى الرَّأْسِ غَيْرُكُمْ“ کا جملہ ایک محاورہ ہے۔ لفظی معنی تو یہ ہے کہ ”ہمارے سروں پر بال آپ ہی نے اگائے ہیں“ لیکن یہاں محاورہ مراد ہے۔ چونکہ بال عام طور پر عزت وتوقیر کی علامت ہوتے ہیں اس لیے اس محاورہ کا معنی ہوگا کہ ”ہمیں جو عزت ملی ہے وہ آپ ہی کی وجہ سے ملی ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنا:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَانَ الصِّدِّيقُ يُكْرِمُهُ وَيُعَظِّمُهُ، وَكَذٰلِكَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے)۔

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو یمنی لباس کا ہدیہ:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُمَرَ كَسَا أَبْنَاءَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ مَا يَصْلُحُ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ فَأُتِيَ بِكِسْوَةٍ لَهُمَا فَقَالَ: اَلْآنَ طَابَتْ نَفْسِيْ.

سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج4 ص146 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: امام زُہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولادوں کو (مال غنیمت میں سے) لباس دیے۔ ان میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے شایان شان کوئی لباس نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کے علاقے کی طرف آدمی بھیجا (اور والی یمن کو حکم بھیجا کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے خصوصی قیمتی اور خوبصورت لباس تیار کر کے بھیجا جائے۔) جب یہ لباس وہاں سے تیار ہو کر آیا (اور ان دونوں حضرات نے پہنا) تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا: اب مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔

تقسیمِ مال کے وقت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو مقدم رکھنا:

امام معمر بن ابی عمرو راشد الازدی رحمہ اللہ (ت 153ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: لَمَّا أُتِيَ عُمَرُ بِكُنُوزِ كِسْرٰى .... قَالَ: أَنَكِيلُ لَهُمْ بِالصَّاعِ أَمْ نَحْثُوَ؟» ، فَقَالَ عَلِيٌّ: بَلِ احْثُوا لَهُمْ، ثُمَّ دَعَا حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَوَّلَ النَّاسِ فَحَثَا لَهُ، ثُمَّ دَعَا حُسَيْنًا ثُمَّ أَعْطَى النَّاسَ.

الجامع لمعمر بن راشد ملحق بمصنف عبد الرزاق: ج10 ص138 رقم الحدیث 2025

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (فتح ایران کے بعد) کسریٰ (شاہ ایران) کے خزانے

لائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ان کو کیسے تقسیم کیا جائے؟ پیمانوں سے ماپ کر تقسیم کریں یا ہاتھوں سے بھر بھر کے تقسیم کریں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاتھوں سے بھر بھر کر تقسیم کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا کر ہاتھوں سے بھر کر دیا اور ان کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا (انہیں بھی اسی طرح دیا) اس کے بعد باقی لوگوں کو دینا شروع کیا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اصحابِ بدر کے برابر وظیفہ دینا:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا دَوَّنَ الدِّيْوَانَ أَلْحَقَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بِفَرِيْضَةِ أَبِيهِمَا لِقَرَابَتِهِمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ لِكُلٍّ مِنْهُمَا خَمْسَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص133 ترجمۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: موسیٰ بن محمد تیمی اپنے والد محمد تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مالی امداد کی سرکاری فہرستیں بنوائیں تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے ان کے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے برابر وظیفہ مقرر کیا۔ اس لیے کہ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے لیے (بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حصوں کے برابر) پانچ پانچ ہزار دراہم مقرر کیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و باہمی تعلقات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنا:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَانَ الصِّدِّيقُ يُكْرِمُهُ وَيُعَظِّمُهُ، وَ كَذٰلِكَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے)۔

طرابلس و افریقہ کے جہاد میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بھیجنا:

امام ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمی رحمہ اللہ (ت 808ھ) نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّ ابْنَ أَبِي سَرْحٍ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانَ فِي ذٰلِكَ وَاسْتَمَدَّهُ فَاسْتَشَارَ عُثْمَانُ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَأَشَارُوْا بِهِ فَجَهَّزَ الْعَسَاكِرَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْهِمْ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَابْنُ جَعْفَرٍ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَسَارُوْا مَعَ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ سَنَةَ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ وَلَقِيَهُمْ عُقْبَةُ بْنُ نَافِعٍ فِيْمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِبُرْقَةَ ثُمَّ سَارُوْا إِلٰى طَرَابُلُسَ.

تاریخ ابن خلدون: ج2 ص573 ولایۃ عبد اللہ بن ابی سرح علی مصر و فتح افریقیہ

ترجمہ: 26 ہجری میں جب عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کا والی مقرر کیا گیا تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (مغربی ممالک طرابلس وغیرہ کی طرف پیش قدمی کی) اجازت و امداد طلب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اس بارے میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ انہوں نے پیش قدمی کا مشورہ دیا۔ آپ نے مدینہ منورہ سے فوجیوں کے دستے تیار کیے۔ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت شامل تھی۔ (چند ایک کے نام یہ ہیں) عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، عبد اللہ بن جعفر، حسن بن علی، حسین بن علی رضی اللہ عنہم۔ مجاہدین کا یہ قافلہ حضرت عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سن 26 ہجری میں جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ "برقہ" نامی جگہ پر عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ سے اس قافلہ کی ملاقات ہوئی۔ پھر یہ سب طرابلس وغیرہ کی طرف روانہ ہوئے (اور اسے فتح کیا)۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی فتح جُرجان میں شرکت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ رَكِبَ فِيْ جَيْشٍ فِيهِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، وَالْعَبَادِلَةُ الْأَرْبَعَةُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فِي خَلْقٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَسَارَ بِهِمْ فَمَرَّ عَلَى بُلْدَانٍ شَتَّى يُصَالِحُوْنَهُ عَلَى أَمْوَالٍ جَزِيلَةٍ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَلَدٍ مُعَامَلَةِ جُرْجَانَ، فَقَاتَلُوهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص166 سنۃ ثلاثین من الہجرۃ

ترجمہ: (30 ہجری میں) حضرت سعید بن العاص الاموی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اسلامی لشکر روانہ ہوا جس میں بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک

ہوئے (چند ایک کے نام یہ ہیں) حسن، حسین، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، عبد اللہ بن زبیر، حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم۔ مختلف شہروں سے گزرے، کثیر مال پر وہاں کے باسیوں سے صلح کی حتیٰ کہ جرجان کے ایک قریبی شہر (جس کا نام طَمِیْسَہ منقول ہے) تک پہنچ گئے اور وہاں کے لوگوں سے قتال کیا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہرہ دینا:

امام عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لِلْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ: اذْهَبَا بِسَيْفَيْكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ فَلَا تَدَعَا أَحَدًا يَصِلُ إِلَيْهِ.

تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص127 خلافۃ [عثمان رضی اللہ عنہ] وماحدث فی عھدہ من الاحداث

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تلواریں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر (پہرے دار بن کر) کھڑے ہو جاؤ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھی نہ پہنچنے دو۔

عہد مرتضوی میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کردار و خدمات

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی کے ساتھ ساتھ رہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے والد کے ساتھ کوفہ کا سفر:

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ إِقَامَةُ الْحُسَيْنِ بِالْمَدِيْنَةِ إِلٰى أَنْ خَرَجَ مَعَ أَبِيْهِ إِلَى الْكُوْفَةِ.

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج1 ص379 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رہے (شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے کچھ عرصہ بعد حالات کی سنگینی کے پیش نظر) اپنے والد گرامی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگی معرکوں میں شمولیت:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) نقل کرتے ہیں:

عَلَى الْمَيْمَنَةِ الْحَسَنُ وَعَلَى الْمَيْسَرَةِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص111 سنۃ ست و ثلاثین

ترجمہ: (36 ہجری جنگ جمل میں) لشکر کے میمنہ (دائیں جانب کے افراد پر مشتمل فوجی دستے) پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نگران تھے جبکہ میسرہ (بائیں جانب کے

افراد پر مشتمل فوجی دستے) پر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نگران تھے۔

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَشَهِدَ مَعَهُ الْجَمَلَ ثُمَّ صِفِّيْنَ ثُمَّ قِتَالَ الْخَوَارِجِ، وَبَقِيَ مَعَهُ إِلٰى أَنْ قُتِلَ.

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج1 ص379 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنگ جمل اور اس کے بعد جنگ صفین، اسی طرح خوارج سے قتال (الغرض) تمام معرکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَوْصٰى وَلَدَيْهِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بِتَقْوَى اللهِ وَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَظْمِ الْغَيْظِ، وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَالْحِلْمِ عَنِ الْجَاهِلِ وَالتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ وَالتَّثَبُّتِ فِي الْأَمْرِ وَالتَّعَاهُدِ لِلْقُرْآنِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجْتِنَابِ الْفَوَاحِشِ وَوَصَّاهُمَا بِأَخِيهِمَا مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَوَصَّاهُ بِمَا وَصَّاهُمَا بِهِ وَأَنْ يُعَظِّمَهُمَا وَلَا يَقْطَعَ أَمْرًا دُونَهُمَا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص350، 351 صفۃ مقتلہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ (پر جب قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ شدید زخمی ہوئے تو آپ) نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، غیض وغضب کو

برداشت کرتے رہنا، صلہ رحمی کرتے رہنا، جاہل کے مقابلے میں حلم و حوصلے سے کام لینا، دینی مسائل میں خوب سمجھ داری سے کام لینا، ہر معاملے میں غور و فکر سے کام لینا، قرآن کریم کی حفاظت کرنا، پڑوسیوں سے معاملات اچھے رکھنا، نیکی کا حکم اور برائی سے روکتے رہنا، بے حیائی سے دور رہنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں صاحبزادوں کو اُن کے بھائی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کو بھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے حسنِ سلوک کی، ان کی تعظیم کرنے اور ان کے بغیر فیصلہ نہ کرنے کی وصیت فرمائی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ دونوں میں پیار و محبت دیدنی تھا جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

امام ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن سهل بن شاکر الخرائطی رحمہ اللہ (ت 327ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمَدَائِنِيِّ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: جَرٰى بَيْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخِيهِ الْحُسَيْنِ كَلَامٌ، حَتّٰى تَهَاجَرَا، فَلَمَّا أَتٰى عَلَى الْحَسَنِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ هَجْرِ أَخِيهِ، تَأَثَّمَ ، فَأَقْبَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَأَكَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ فَقَبَّلَهٗ فَلَمَّا جَلَسَ الْحَسَنُ، قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: إِنَّ الَّذِي مَنَعَنِي مِنَ ابْتِدَائِكَ وَالْقِيَامِ إِلَيْكَ أَنَّكَ أَحَقُّ بِالْفَضْلِ مِنِّي، فَكَرِهْتُ أَنْ أُنَازِعَكَ مَا أَنْتَ أَحَقُّ بِهٖ.

مساوی الاخلاق ومذمومھا: ص250 رقم الحدیث 567

ترجمہ: حضرت ابو الحسن المدائنی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی نامناسب بات پیش آ گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے بات چیت ترک کر دی۔ جب ترکِ گفتگو کے تین دن پورے ہونے لگے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (ترکِ تعلق کی وجہ سے ہونے والے) گناہ سے خود کو بچانا چاہا۔ چنانچہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لیے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جھک کر آپ کے سر کا بوسہ لیا (اور بیٹھ گئے) جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: (بھائی جان!) آپ کو سلام کرنے میں پہل کرنے اور (آپ کی آمد پر استقبال کے لیے) کھڑے ہونے سے میں اس لیے رک گیا کیونکہ آپ کو مجھ سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ تو میں

نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کے حق میں آپ سے پہل کروں (بلکہ میں نے یہی مناسب جانا کہ یہ چیزیں چونکہ آپ کا حق ہیں اس لیے آپ ہی کی جانب سے ان کا اظہار ہونا چاہیے)

فائدہ: صلح حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کا واقعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔ صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان کا تذکرہ عہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحت آ رہا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و باہمی تعلقات

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خوب تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ چند واقعات پیش خدمت ہیں:

صلحِ حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موافقت:

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّيْ رَأَيْتُ رَأْيًا أُحِبُّ أَنْ تُتَابِعَنِيْ عَلَيْهِ. قُلْتُ: مَاهُوَ؟ قَالَ:رَأَيْتُ أَنْ أَعْمَدَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَأَنْزِلَهَاوَأُخَلِّيَ الْأَمْرَ لِمُعَاوِيَةَ فَقَدْ طَالَتِ الْفِتْنَةُ وَسُفِكَتِ الدِّمَاءُ وَقُطِعَتِ السُّبُلُ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَبَعَثَ إِلَى حُسَيْنٍ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: أُعِيْذُكَ بِاللهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى رَضِيَ.

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج 1 ص 377 ترجمۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس معاملے میں میرا ساتھ دیں۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی فرمائیں! آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ بن رہا ہے کہ میں مدینہ چلا جاؤں اور خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں

کیونکہ ہنگامے بڑھ چکے ہیں اور خون خرابہ بہت ہو چکا ہے اور (انتشار کے باعث) راستے پر خطر ہو چکے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ آپ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ (کو اعتماد میں لینے کے لیے) ان کے پاس پیغام بھیجا (وہ تشریف لائے) آپ نے ان کے سامنے سارا معاملہ رکھا۔ انہوں نے شروع میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسلسل ان کی ذہن سازی فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی راضی ہو گئے۔

(شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (ت460ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَقُوْلُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا اَنِ اقْدَمْ أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوا الشَّامَ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ فَقَالَ: يَا حَسَنُ! قُمْ فَبَايِعْ. فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ: يَا قَيْسُ! قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ: يَا قَيْسُ! اِنَّهُ اِمَامِيْ يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

رجال کشّی: ص86 ترجمۃ قیس بن سعد بن عبادۃ

ترجمہ: محمد بن راشد کے غلام؛ فضیل سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن بن علی صلوات اللہ علیہما کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ تھا) کہ آپ، آپ کے بھائی حسین اور حضرت علی کے اصحاب ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب یہ حضرات حضرت

معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے لگے تو قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (رضی اللہ عنہ) بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ لوگ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس) شام پہنچے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے انہیں اندر آنے کی درخواست کی۔ (یہ حضرات اندر تشریف لے گئے)۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کے لیے کئی خطباء جمع کیے۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) اٹھے انہوں نے بھی حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت قیس بن سعد (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت قیس (رضی اللہ عنہ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھا (کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟) حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے قیس! وہ یعنی حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) میرے امام ہیں۔ (جب انہوں نے بیعت کر لی تو میں نے بھی کر لی، اس لیے تم بھی بیعت کر لو)۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھنا:

1: امام شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَكْتُبُونَ إِلَى الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدْعُونَهُ إِلَى الْخُرُوجِ إِلَيْهِمْ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ يَأْبَى.

تاریخ الاسلام: 2 ص 571 مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کرتے تھے کہ آپ ان لوگوں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین) کے خلاف خروج (بغاوت) کریں لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس سے انکار کر دیا کرتے تھے۔

2: امام احمد بن داوٗد الدِینَوری الحنفی رحمہ اللہ (ت 282ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ الْحُسَيْنُ: إِنَّا قَدْ بَايَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَلَا سَبِيْلَ إِلَى نَقْضِ بَيْعَتِنَا.

الاخبار الطوال: ص326 دخول حجر علی الحسین

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر) بیعت کر چکے ہیں اور صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا اب بیعت توڑنے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

3: (شیعہ مصنف) شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان البغدادی (ت 413ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَحَرَّكَتِ الشِّيْعَةُ بِالْعِرَاقِ وَكَتَبُوْا إِلَى الْحُسَيْنِ فِيْ خَلْعِ مُعَاوِيَةَ وَالْبَيْعَةِ لَهٗ فَامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ عَهْدًا وَعَقْدًا لَا يَجُوْزُ لَهٗ نَقْضُهٗ حَتّٰى تَمْضِيَ الْمُدَّةُ فَإِنْ مَاتَ مُعَاوِيَةُ نُظِرَ فِيْ ذٰلِكَ.

الارشاد: ص 251 باب الامام الحسین علیہ السلام

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی علیہ السلام وفات پا گئے تو عراق کے شیعوں نے تحریک چلائی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ حضرت معاویہ کی اطاعت گردن سے اتار پھینکیں اور ان کی بیعت توڑ دیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

نے اس سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے درمیان ایک عہد ہے اور صلح کا ایک معاہدہ ہے۔ اسے ختم کرنا جائز نہیں جب تک کہ اس کی مدت نہ ختم ہو جائے۔ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت تمام ہو جائے) ہاں جب خود حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) وفات پا جائیں گے تب دیکھا جائے گا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اموی حکمران کی اقتداء میں نمازیں:

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (ت 204ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ كَانَا يُصَلِّيَانِ خَلْفَ مَرْوَانَ، قَالَ: فَقَالَ: مَا كَانَا يُصَلِّيَانِ إِذَا رَجَعَا إِلَى مَنَازِلِهِمَا؟ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَا يَزِيدَانِ عَلَى صَلَاةِ الْأَئِمَّةِ.

مسند الامام الشافعی: ص 55 من کتاب الامامۃ

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ اپنے والد (محمد باقر) رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما (اموی حکمران) مروان بن الحکم کی اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ (ایک مرتبہ ان سے) ایک آدمی نے پوچھا: کیا یہ دونوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) جب واپس گھر میں تشریف لاتے تو نماز لوٹاتے نہیں تھے؟ تو حضرت محمد باقر رحمہ اللہ نے جواب دیا: نہیں! اللہ کی قسم! یہ حضرات ان (اموی) ائمہ کی اقتداء میں ادا کی جانے والی نمازوں پر کوئی اضافہ نہیں کرتے تھے (بلکہ ان کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازوں کو ہی کافی سمجھتے تھے)۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہدایا کو قبول کرنا:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ

(ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَافِدَيْنِ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَجَازَهُمَا فَقَبِلَا.

الشریعۃ لآجُرّی: ص702رقم الحدیث2017

ترجمہ: ثویر اپنے والد (سعید بن علاقہ رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے تو میں ابھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ (جب وہاں پہنچے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو ہدایا پیش کیے جو انہوں نے قبول فرما لیے۔

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا يَقْبَلَانِ جَوَائِزَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

الشریعۃ لآجُرّی: ص702رقم الحدیث2020

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد محمد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہدایا قبول کرتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا لَقِيَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ رَسُولِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلًا وَيَأْمُرُ لَهُ بِثَلَاثِمِائَةِ أَلْفٍ.

الشریعۃ لآجُرّی: ص702 رقم الحدیث 2016

ترجمہ: حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابو یعقوب سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ملے تو ان سے فرمایا: اے رسول اللہ کے بیٹے! خوش آمدید مرحبا اور حکم دیا کہ میری طرف سے 3 لاکھ (دراہم) بطور ہدیہ کے ان کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس کی تعریف کرنا:

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْکَلْبِیِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِیَۃُ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَیْشٍ إِذَا دَخَلْتَ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتَ حَلْقَةً فِيْهَا قَوْمٌ كَأَنَّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمُ الطَّيْرَ فَتِلْكَ حَلْقَةُ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ مُؤْتَزِرًا عَلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ.

تاریخ دِمَشق: 14 ص179 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت ابو سعید کلبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک شخص کو (کسی کام کے سلسلے میں مسجد نبوی بھیجا اور اس سے) فرمایا: جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوں گے تو آپ ایک ایسا حلقہ دیکھیں گے جس کے لوگوں پر ایسا سکون طاری ہو گا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں تو سمجھ لینا کہ یہ حلقہ ابو عبد اللہ (حسین بن علی رضی اللہ عنہما) کا ہے۔ انہوں نے اپنی تہبند نصف پنڈلیوں تک باندھی ہو گی۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت

گزشتہ صفحات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کے چند واقعات کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اب باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:

امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان العبسی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ، قَالَ: بَيْنَمَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، إِذْ رَأَى الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ مُقْبِلًا، فَقَالَ: هٰذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: ج16 ص114 رقم الحدیث 31292 کتاب الأمراء

ترجمہ: حضرت ولید بن عَیزار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ جوان اہلِ زمین میں سے آسمان والوں (ملائکہ) کی سب سے محبوب شخصیت ہیں۔

محمد بن نعمان بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:

امام ابوبِشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری الدولابی الرازی رحمہ اللہ (ت 310) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، قَالَ: خَرَجْتُ أَمْشِي مَعَ جَدِّي حُسَيْنِ بْنِ

عَلِيٍّ إِلَى أَرْضِهِ فَأَدْرَكَنَا ابْنُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ فَنَزَلَ عَنْهَا وَقَالَ لِحُسَيْنٍ: ارْكَبْ أَبَا عَبْدِ اللهِ! فَأَبَى فَلَمْ يَزَلْ يُقْسِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى قَالَ: أَمَّا إِنَّكَ قَدْ كَلَّفْتَنِي مَا أَكْرَهُ وَلٰكِنْ أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا حَدَّثَتْنِيْهِ أُمِّي فَاطِمَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

- الرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ
- وَفِرَاشِهِ
- وَالصَّلَاةِ فِي بَيْتِهِ.... فَارْكَبْ أَنْتَ عَلَى صَدْرِ الدَّابَّةِ وَسَأَرْتَدِفُ.

الذریۃ الطاھرۃ للدولابی: ص97رقم الحدیث180

ترجمہ: حضرت محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں اپنے دادا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جگہ کی طرف جارہا تھا۔ ہمیں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے (محمد بن نعمان بن بشیر رحمہ اللہ) ملے جو ایک خچر پر سوار تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو نیچے اتر آئے اور عرض کی: اے ابوعبد اللہ! آپ میری سواری پر سوار ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا لیکن ابن نعمان رحمہ اللہ برابر اصرار کرتے رہے اور آپ کو قسم دی کہ آپ ضرور سوار ہوں۔ (آپ مجبور ہو کر سوار ہوئے اور) فرمایا: آپ نے مجھے ایسی بات پر مجبور کیا جو مجھے (طبعاً) اچھی نہیں لگتی۔ میں آپ کو ایک حدیث مبارک بیان کرتا ہوں جو مجھے میری والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- سواری پر آگے کے حصے پر سوار ہونے کا حق دار سواری کا مالک ہے۔
- بستر (کے درمیانے حصے) پر بیٹھنے کا حق دار بستر کا مالک ہے۔
- گھر میں (نماز باجماعت ادا کرنے کی صورت میں) جماعت کرانے کا زیادہ

حق دار صاحب خانہ ہے۔

(اس لیے حدیث مبارک کے پیش نظر) آپ سواری کے آگے والے حصے پر سوار ہوں اور میں پیچھے بیٹھتا ہوں۔

فائدہ نمبر1: امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مجمع الزوائد میں طبرانی کے حوالے سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس کے آخر میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں کہ آپ کی والدہ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ میرے والد بشیر رضی اللہ عنہ بھی اس حدیث مبارک کو آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح نقل فرمایا کرتے تھے مگر اس میں بعض الفاظ زائد بھی ذکر کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مذکورہ امور میں اگر مالک یا صاحب خانہ کسی کو اجازت دے دے تو دوسرے شخص کے لیے یہ امور جائز ہیں۔

فائدہ نمبر2: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

الرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهٖ وَفِرَاشِهٖ.

ترجمہ: سواری پر آگے کے حصے پر سوار ہونے کا حق دار سواری کا مالک ہے۔ بستر (کے درمیانے حصے) پر بیٹھنے کا حق دار بستر کا مالک ہے۔

یہ روایت ایک اور طریق سے بھی منقول ہے جس کے راوی حضرت عبد اللہ بن حنظلہ ہیں۔ اس میں کچھ الفاظ مزید بھی منقول ہیں۔ چنانچہ امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی التمیمی السمرقندی رحمہ اللہ (ت 255ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهٖ وَصَدْرِ فِرَاشِهٖ، وَأَنْ يَؤُمَّ فِي رَحْلِهٖ."

سنن الدارمی: ج2 ص371 رقم الحدیث 2666

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سواری پر آگے کے حصے پر سوار ہونے کا حق دار سواری کا مالک ہے۔ بستر کے درمیانے حصے پر بیٹھنے کا حق دار بستر کا مالک ہے۔ گھر میں (نماز باجماعت ادا کرنے کی صورت میں) جماعت کرانے کا زیادہ حق دار صاحب خانہ ہے۔

چونکہ اس روایت میں "وَصَدْرِ فِرَاشِهٖ" کے الفاظ ہیں اس لیے ہم نے الذریۃ الطاھرۃ للدولابی کی روایت میں "وَفِرَاشِهٖ" کا ترجمہ کرتے ہوئے دوسرے طریق کے الفاظ کے پیشِ نظر "کے درمیانے حصے" کے الفاظ بین القوسین ذکر کیے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:

امام ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُدْرِكِ بْنِ عُمَارَةَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ آخِذًا بِرِكَابِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقِيْلَ لَهُ: أَتَأْخُذُ بِرِكَابِهِمَا وَأَنْتَ أَسَنُّ مِّنْهُمَا؟ فَقَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ ابْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَ مِنْ سَعَادَتِيْ أَنْ آخُذَ بِرِكَابَيْهِمَا.

تاریخِ دمشق: ج14 ص179 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت مدرک بن عمارہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی (سواری کی) رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ عمر میں بڑا ہونے کے باوجود ان کی رکاب کیوں تھامتے ہیں؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے (نواسے) ہیں۔ کیا یہ میرے لیے سعادت مندی (خوش بختی) کی بات نہیں ہے کہ میں ان کی

رکاب تھامتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فَأَقْبَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَنْفُضُ بِثَوْبِهِ التُّرَابَ عَنْ قَدَمِ الْحُسَيْنِ.

سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج4 ص47 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت ابو الْمُهَزِّم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک جنازہ میں شریک تھے (واپسی پر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں سے دھول کو صاف کیا۔

حضرت زِبرِقان بن اصلم رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ بَرَزَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَوْمَ صِفِّيْنَ فَذَكَرَ قِصَّةً فِيهَا فَقَالَ لَهُ الزِّبْرِقَانُ بْنُ أَصْلَمَ: انْصَرِفْ يَا بُنَيَّ! فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مِنْ نَاحِيَةِ قُبَاءٍ وَأَنْتَ قُدَّامَهُ فَمَا كُنْتُ لِأَلْقَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَمِكَ.

الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ: ج1 ص622 ترجمۃ زِبرِقان بن اصلم

ترجمہ: (37 ہجری میں جنگ صفین پیش آئی) حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بڑھ چڑھ کر قتال کیا۔ ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ زِبرِقان بن اصلم رضی اللہ عنہ (درست لفظ "اصلم" ہی

ہے اگرچہ بعض لوگوں نے اسلم بھی کہا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے) نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے بیٹے! آپ میرے سامنے سے ہٹ جائیں۔ کیونکہ میں نے ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبا کی جانب سے تشریف لارہے تھے اور آپ ان کے آگے آگے چل رہے تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ میں آپ کا خون کرکے روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (شرمسار ہوکر) ملوں۔

حصہ دوم

واقعہ کربلا

پس منظر، حقائق اور نتائج

یزید کی تخت نشینی

بیعت کی خواہش:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوا۔ یزید نے اقتدار سنبھالتے ہی حاکم مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا۔

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ رُزَيْقٍ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا هَلَكَ مُعَاوِيَةُ بَعَثَنِي يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ وَكَتَبَ إِلَيْهِ بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ وَأَنْ يَبْعَثَ إِلَى هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ فَيَأْمُرُهُمْ بِالْبَيْعَةِ لَهُ. قَالَ: فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ لَيْلًا فَقُلْتُ لِلْحَاجِبِ: اسْتَأْذِنْ لِي. فَقَالَ: قَدْ دَخَلَ وَلَا سَبِيلَ إِلَيْهِ. فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ جِئْتُهُ بِأَمْرٍ فَدَخَلَ فَأَخْبَرَهُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ فَلَمَّا قَرَأَ كِتَابَ يَزِيدَ بِوَفَاةِ مُعَاوِيَةَ وَاسْتِخْلَافِهِ جَزِعَ لِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ جَزَعًا شَدِيدًا.

تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص144 سنۃ ستین

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام رزیق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یزید نے مجھے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے پاس بھیجا۔ یزید نے حاکم مدینہ کو (میرے ذریعے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر لکھ بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ ان لوگوں (یعنی حسین بن علی، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم) کو میری بیعت کرنے پر مجبور کرو (اور اس معاملے میں انہیں مہلت نہ دو) راوی کہتے ہیں کہ میں یزید کا پیغام لے کر رات کو مدینہ پہنچا۔ میں نے حاکم مدینہ ولید کے دربان سے کہا کہ میرے لیے ملاقات کی اجازت لو۔ دربان نے کہا کہ ابھی وہ آرام کے لیے کمرہ خاص میں چلے گئے

ہیں اور ان سے اس وقت ملاقات کی کوئی صورت نہیں۔ میں نے کہا کہ بہت اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے میں حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ دربان؛ حاکم مدینہ ولید کے پاس گیا اور اسے جا کر اطلاع دی۔ اس نے اجازت دی، اس وقت وہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے یزید کا خط پڑھا جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا تذکرہ تھا اور اپنی خلافت (بیعت لینے) کا ذکر تھا۔ تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات والی خبر سے بہت غمزدہ ہوا۔

فائدہ: جن لوگوں کے بارے میں یزید نے بطورِ خاص کہا کہ ان کو میری بیعت پر مجبور کرو، وہ یہ ہیں: حضرت حسین بن علی، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

چنانچہ امام ابو الحسن احمد بن یحیٰی بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلِيَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ بَعْدَهُ كَتَبَ يَزِيْدُ إِلٰى عَامِلِهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فِي أَخْذِ الْبَيْعَةِ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

انساب الاشراف للبلاذری: ج 3 ص 155 امر الحسین بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جس وقت یزید بن معاویہ نے اقتدار سنبھالا تو اس نے مدینہ کے حاکم ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا جس میں حضرت حسین (بن علی)، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کا حکم دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نرمی کا حکم:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت

نقل کرتے ہیں:

فَكَتَبَ إِلَى وَالِي الْمَدِيْنَةِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنِ ادْعُ النَّاسَ وَبَايِعْهُم، وَابْدَأْ بِالْوُجُوهِ وَارْفُقْ بِالْحُسَيْنِ فَبَعَثَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَابْنِ الزُّبَيْرِ فِي اللَّيْلِ وَدَعَاهُمَا إِلَى بَيْعَةِ يَزِيْدَ، فَقَالَا: نُصبِحُ وَنَنْظُرُ فِيمَا يَعْمَلُ النَّاسُ.وَوَثَبَا فَخَرَجَا.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص150 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یزید نے والی مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے نام خط بھیجا جس میں لکھا کہ لوگوں کو بلاؤ اور (میرے لیے میری طرف سے وکیل بن کر ان سے) بیعت لو۔ اور قابل عزت حضرات سے پہلے بیعت لو۔ (اور اس بات کا خیال رکھنا کہ) حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے نرمی سے کام لینا۔ چنانچہ اس نے حضرت حسین بن علی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور انہیں یزید کی بیعت کرنے کو کہا (جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پاگئے ان کے بعد یزید نے دعویٰ خلافت کیا ہے) دونوں نے فرمایا کہ یہ بیعت لینے کا کوئی وقت نہیں، صبح ہو گی تو دیکھیں گے۔ مزید اس بات کا بھی انتظار کرتے ہیں کہ لوگ اس بارے میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ یہ بات کہی اور دونوں حضرات اٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ وَتَرَاجَعَتْ عَنْهُ الْعُيُوْنُ جَلَسَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَرَكِبَهَا حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْحُلَيْفَةِ فَجَلَسَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلٰى مَكَّةَ.

تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص144 سنۃ ستین

ترجمہ: جب رات کا آخری پہر آیا اور لوگ گہری نیند میں تھے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر سوار ہوئے اور حلیفہ تک پہنچے۔ (وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور) پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مکہ کی راہ لی۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مکہ مکرمہ روانگی:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ لَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ! أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أَمَّا الْآنَ فَمَكَّةَ، وَأَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَخِيرُ اللّٰهَ. قَالَ خَارَ اللّٰهُ لَكَ وَجَعَلَنَا فِدَاكَ! فَإِذَا أَتَيْتَ مَكَّةَ فَإِيَّاكَ أَنْ تَقْرَبَ الْكُوفَةَ فَإِنَّهَا بَلْدَةٌ مَشْئُومَةٌ، بِهَا قُتِلَ أَبُوكَ وَخُذِلَ أَخُوكَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص19 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ (قریش کے چند جوانوں کے ہمراہ) آپ سے ملے اور عرض کی: قربان جاؤں کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی مکہ مکرمہ جارہاہوں۔ مکہ پہنچے کے بعد استخارہ کروں گا کہ کہاں جاؤں؟ عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ آپ کے ارادوں میں خیر فرمائے اور ہمیں آپ پر فدا کرے۔ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچیں تو (مکہ مکرمہ میں ہی رہیں) کوفہ کی جانب رخ نہ کریں کیونکہ وہ منحوس علاقہ ہے۔ وہیں پر آپ کے والد کو شہید کیا گیا اور آپ کے بھائی سے ناروا سلوک کیا گیا۔

الغرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

عبد اللہ بن زبیر اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی مکہ مکرمہ میں ملاقات:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری رحمہ اللہ (ت240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلَى مَكَّةَ وَخَرَجَ الْحُسَيْنُ مِنْ لَيْلَتِهِ فَالْتَقَيَا بِمَكَّةَ.

تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص144 سنۃ ستین

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی رات مدینہ سے نکلے اور دونوں کی ملاقات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

حاکم مدینہ کی تبدیلی

نئے حاکم مدینہ کے اقدامات:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فِي هٰذِهِ السَّنَةِ عُزِلَ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ عَنِ الْمَدِينَةِ، عَزَلَهُ يَزِيدُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا عَمْرَو بْنَ سَعِيدٍ الْأَشْدَقَ، فَقَدِمَهَا فِي رَمَضَانَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، وَكَانَ عَظِيمَ الْكِبْرِ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى شُرْطَتِهِ عَمْرَو بْنَ الزُّبَيْرِ لِمَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ عَبْدِ اللهِ مِنَ الْبَغْضَاءِ، فَأَرْسَلَ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَضَرَبَهُمْ ضَرْبًا شَدِيدًا .... فَاسْتَشَارَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ عَمْرَو بْنَ الزُّبَيْرِ فِيمَنْ يُرْسِلُهُ إِلَى أَخِيهِ فَقَالَ: لَا تُوَجِّهْ إِلَيْهِ رَجُلًا أَنْكَا لَهُ مِنِّي.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص18 ذکر عزل الولید عن المدینۃ

ترجمہ: (سن 60 ہجری میں یزید کی طرف سے) مدینہ کے حاکم ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا گیا۔ اسے یزید نے معزول کیا۔ (اور اس نے یہ اس وقت کیا جب اسے یہ

معلوم ہوا کہ دونوں حضرات مدینہ سے چلے گئے ہیں) اور ان کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کو حاکم مدینہ مقرر کر دیا۔ وہ رمضان میں مدینہ منورہ آیا۔ اس کے پاس مدینہ کے لوگ آئے، یہ بڑا متکبر انسان تھا، اس نے اپنے ایک سپاہی عمرو بن زبیر کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا کیونکہ اس کی اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے (بعض معاملات میں) نا اتفاقی اور دشمنی ہے۔ عمرو بن زبیر نے مدینہ کے چند افراد کو بلایا اور (چونکہ وہ لوگ حضرت عبد اللہ بن زبیر کے حامی تھے اس لیے) انہیں بری طرح مارا پیٹا..... عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر سے مشورہ کیا کہ تمہارے بھائی کے مقابلے میں کس شخص کو بھیجوں؟ عمرو بن زبیر نے کہا: اس کے ساتھ سختی سے پیش آنے والا مجھ سے بڑھ کر کوئی نہ ہو گا (اس لیے مجھے ہی بھیجو)۔

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَجَهَّزَ مَعَهُ النَّاسَ وَفِيهِمْ أُنَيْسُ بْنُ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ فِي سَبْعِمِائَةٍ، فَجَاءَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ إِلَى عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ لَهُ: لَا تَغْزُ مَكَّةَ وَاتَّقِ اللهَ وَلَا تُحِلَّ حُرْمَةَ الْبَيْتِ وَخَلُّوا ابْنَ الزُّبَيْرِ .... فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الزُّبَيْرِ: وَاللهِ لَنَغْزُوَنَّهُ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ.

الکامل فی التاریخ: ج4ص18 ذکر عزل الولید عن المدینۃ

ترجمہ: عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر کے ہمراہ لوگوں کا ایک لشکر بھیجا۔ انہی میں اُنیس بن عمرو اسلمی بھی شامل تھا جس کے پاس سات سو جنگجو موجود تھے۔ مروان بن حکم عمرو بن سعید کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ مکہ میں قتل و غارت نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اور بیت اللہ کی بے حرمتی نہ کرو۔ (میری بات مانو اور) ابن زبیر کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ عمرو بن زبیر نے کہا کہ ہم بیت اللہ کے وسط میں بھی اس سے لڑیں گے۔

مکہ مکرمہ پر حملہ اور ابو شریح کی سخت تنبیہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا إِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ." فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ: مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ! إِنَّ مَكَّةَ لَا تُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:104

ترجمہ: حضرت ابو شریح (خویلد بن عمرو الخزاعی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے (والی مدینہ) عمرو بن سعید اشدق سے اس وقت یہ کہا جب وہ مکہ میں (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہا تھا کہ اے امیر! آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو وہ حدیث مبارک سناتا ہوں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی۔ اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث بیان فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اللہ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا: مکہ کو اللہ تعالیٰ نے عزت و حرمت بخشی ہے، لوگوں نے نہیں بخشی۔ اس لیے کسی ایسے شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خون ریزی کرے یا پیڑ اکھاڑے۔ اگر کوئی یہاں قتال کو جائز سمجھنے کی کوشش کرے کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تھی تو ایسے لوگوں کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں نہیں دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس دن کے تھوڑے سے وقت میں اجازت ملی تھی۔ اس کے بعد اس کی حرمت اسی طرح واپس لوٹ آئی ہے جیسا کہ پہلے تھی۔ نیز حاضرین یہ پیغام غائبین تک پہنچا دیں۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ (جب آپ نے یہ حدیث عمرو بن سعید کو سنائی تو) اس نے کیا کہا؟ ابو شریح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمرو کہنے لگا کہ اے ابو شریح! میں اس حدیث کو آپ سے بہتر سمجھتا ہوں۔ حرم مکہ نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی خون خرابہ کرکے بھاگنے والے کو اور نہ بے دینی پھیلا کر بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پیغام:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

فَسَارَ أُنَيْسٌ وَاتَّبَعَهُ عَمْرُو بْنُ الزُّبَيْرِ فِي بَقِيَّةِ الْجَيْشِ - وَكَانُوا أَلْفَيْنِ - حَتّٰى نَزَلَ بِالْأَبْطَحِ، وَقِيلَ بِدَارِهِ عِنْدَ الصَّفَا، وَنَزَلَ أُنَيْسٌ بِذِي طَوًى، فَكَانَ عَمْرُو بْنُ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، وَيُصَلِّي وَرَاءَهُ أَخُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَأَرْسَلَ عَمْرٌو إِلَى أَخِيهِ يَقُولُ لَهُ: بَرَّ يَمِينَ الْخَلِيفَةِ .... وَلَا تَدَعِ النَّاسَ يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَاتَّقِ اللهَ فَإِنَّكَ فِي بَلَدٍ حَرَامٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص545 یزید بن معاویۃ وما جری فی ایامہ

ترجمہ: اُنَیس (مکہ کی طرف) چلا اور عمرو بن زبیر بھی بقیہ لشکر لے کر پیچھے پیچھے چلا جس کی تعداد دو ہزار تھی۔ عمرو بن زبیر ابطح یا صفا کے قریب اپنے گھر ٹھہرا اور اُنَیس مقام ذو طوی میں آیا۔ عمرو بن زبیر نے لوگوں کو نمازیں پڑھانا شروع کیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر بھی اس کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ عمرو بن زبیر نے اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ خلیفہ کی قسم کو پورا کرو (یعنی یزید کی بیعت کرو) لوگوں کی آپس میں خانہ جنگی کا ذریعہ نہ بنو۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ اس وقت تم حرمت والے شہر (مکہ مکرمہ) میں ہو۔

عمرو بن اُنَیس کے لشکر کو شکست:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

وَبَعَثَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَبْدَ اللهِ بْنَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَاقْتَتَلُوْا مَعَ عَمْرِو بْنِ أُنَيْسٍ الْأَسْلَمِيِّ فَهَزَمُوْا أُنَيْسًا هَزِيْمَةً قَبِيْحَةً.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص545 یزید بن معاویۃ وما جری فی ایامہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن صفوان بن امیہ کو (ان لوگوں کے مقابلے میں) لشکر دے کر بھیجا۔ انہوں نے عمرو بن انیس الاسلمی کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا اور اُنَیس کے لشکر کو بری شکست سے دوچار کیا۔

فائدہ: ہم یہاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حالات کا بیان موقوف کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کے احوال شروع کر رہے ہیں کیونکہ ہمارا مقصود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے احوال کو بیان کرنا ہے۔

سلسلہ خطوط ووفود

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط ووفود:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا بَلَغَ أَهْلَ الْكُوفَةِ مَوْتُ مُعَاوِيَةَ وَامْتِنَاعُ الْحُسَيْنِ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْبَيْعَةِ.... وَاجْتَمَعَتِ الشِّيْعَةُ فِي مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ .... وَ كَتَبُوا إِلَيْهِ عَنْ نَفَرٍ، مِنْهُمْ: سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ الْخُزَاعِيُّ وَالْمُسَيَّبُ بْنُ نَجَبَةَ، وَ رِفَاعَةُ بْنُ شَدَّادٍ وَحَبِيْبُ بْنُ مُطَهَّرٍ وَغَيْرُهُمْ .... وَسَيَّرُوا الْكِتَابَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَبُعٍ الْهَمْدَانِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ وَالٍ، ثُمَّ كَتَبُوا إِلَيْهِ كِتَابًا آخَرَ وَسَيَّرُوهُ بَعْدَ لَيْلَتَيْنِ فَكَتَبَ النَّاسُ مَعَهُ نَحْوًا مِنْ مِائَةٍ وَخَمْسِينَ صَحِيفَةً ثُمَّ أَرْسَلُوا إِلَيْهِ رَسُولًا ثَالِثًا يَحُثُّونَهُ عَلَى الْمَسِيرِ إِلَيْهِمْ ثُمَّ كَتَبَ إِلَيْهِ شَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ وَحَجَّارُ بْنُ أَبْجَرَ وَيَزِيدُ بْنُ الْحَارِثِ وَيَزِيدُ بْنُ رُوَيْمٍ وَعُرْوَةُ بْنُ قَيْسٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ الزُّبَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّمِيمِيُّ بِذٰلِكَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص20 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب کوفہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے ہیں (اور یزید تخت نشین ہوا ہے)، اور حضرت حسین، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (یزید کی) بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے... تو وہ لوگ کوفہ میں سلیمان بن صُرَد الخزاعی کے مکان پر جمع ہوئے.... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر چند افراد؛ سلیمان بن صرد الخزاعی، مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مطہَّر اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی طرف سے خط لکھا (کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں، ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں)... ان لوگوں نے خط

کے ہمراہ عبد اللہ بن سبع الہمدانی اور عبد اللہ بن وال کو بھی روانہ کیا۔

اس کے بعد (اسی مضمون کا) ایک اور خط لکھا اور دو دن کے بعد وہ بھی روانہ کر دیا۔ اس دوسرے خط کے ہمراہ لوگوں نے ایک سو پچاس کے قریب اور خطوط بھی لکھے اور ان کے ہمراہ ایک قاصد (قیس بن مُسہر) روانہ کیا جس نے جا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف آنے کی بھرپور ترغیب دی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی طرف شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن الحارث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن الحجاج الزبیدی اور محمد بن عمیر التمیمی نے بھی (اسی سے ملتے جلتے) خطوط لکھے۔

فائدہ: خطوط کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا جن میں یزید کی شکایات، اس کے خلاف اپنی حمایت و نصرت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔ خطوط کے ساتھ کوفہ والوں نے چند وفود بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام خط:

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا اور ان کے ہاتھ ایک خط بھی اہل کوفہ کے نام لکھا جس کا مضمون امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) یہ نقل کرتے ہیں:

أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ فَهِمْتُ كُلَّ الَّذِي اقْتَصَصْتُمْ وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ أَخِي وَابْنَ عَمِّي وَثِقَتِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِي مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ وَأَمَرْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ إِلَيَّ بِحَالِكُمْ وَأَمْرِكُمْ وَرَأْيِكُمْ، فَإِنْ كَتَبَ إِلَيَّ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ وَذَوِي الْحِجَى مِنْكُمْ عَلَى مِثْلِ مَا قَدِمَتْ بِهِ رُسُلُكُمْ أَقْدَمُ إِلَيْكُمْ وَشِيكًا إِنْ شَاءَ اللهُ،

فَلَعَمْرِی مَا الْإِمَامُ إِلَّا الْعَامِلُ بِالْكِتَابِ وَالْقَائِمُ بِالْقِسْطِ وَالدَّائِنُ بِدِينِ الْحَقِّ، وَالسَّلَامُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص21 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: "بعد از سلام مسنون! آپ لوگوں کی طرف سے (بذریعہ خطوط اور وفود) وہ احوال میرے سامنے آئے جن سے حالات کا اندازہ ہوا ہے۔ میں آپ لوگوں کی طرف اپنے خاندان کے معتمد؛ چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیج رہا ہوں اور میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ لوگوں کے احوال، امور اور آراء (کا جائزہ لے کر) مجھے بذریعہ خط مطلع کریں۔ اگر انہوں نے مجھے خط لکھ بھیجا کہ آپ لوگوں کے جماعت کے سرکردہ اور اہل حل وعقد کی متفقہ رائے وہی ہے جس کے لیے آپ لوگوں کے قاصد میرے پاس آئے تھے تو ان شاء اللہ میں جلد از جلد آپ لوگوں کے پاس آ جاؤں گا۔ بخدا! حاکم وہی انسان ہو سکتا ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرنے والا ہو، انصاف پر ڈٹ جانے والا ہو، اور حق کا محافظ ہو۔ والسلام

کوفہ کی صورتحال:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَلَمَّا دَخَلَ الْكُوفَةَ نَزَلَ عَلٰى رَجُلٍ يُقَالُ لَهٗ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ الْأَسَدِيُّ وَقِيلَ نَزَلَ فِي دَارِ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ فَتَسَامَعَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِقُدُومِهٖ فَجَاؤُوا إِلَيْهِ فَبَايَعُوهُ عَلٰى إِمْرَةِ الْحُسَيْنِ، وَحَلَفُوا لَهٗ لَيَنْصُرُنَّهٗ بِأَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، فَاجْتَمَعَ عَلٰى بَيْعَتِهٖ مِنْ أَهْلِهَا اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا، ثُمَّ تَكَاثَرُوا حَتّٰى بَلَغُوا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلْفًا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص5478 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: جب آپ (مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ) کوفہ پہنچے تو مسلم بن عوسجہ اسدی یا مختار بن ابی عبید الثقفی کے ہاں جا کر ٹھہرے۔ واللہ اعلم۔ اہل کوفہ نے جب آپ کی آمد کا سنا تو آپ کے پاس آنا شروع ہو گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی امارت پر آپ بیعت کی اور انہیں حلف دیا کہ وہ اپنی جان ومال سے آپ کی مدد کریں گے۔ اہل عراق میں بارہ ہزار افراد نے آپ کی بیعت پر اتفاق کیا اور بڑھتے بڑھتے اٹھارہ ہزار تک جا پہنچے۔

فائدہ: حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو یہ اطمینان ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو پورا عراق ان کی بیعت کرلے گا۔ حجازِ مقدس کے لوگ پہلے ہی سے ان سے محبت کرنے والے اور تابع دار ہیں۔ اس لیے ملت اسلامیہ کے سر سے یزید کی مصیبت ختم ہو سکتی ہے، ایک صحیح اور مضبوط ریاست قائم ہو سکتی ہے جس میں اسلام کی سربلندی، تقویٰ، انصاف اور امن ہو گا۔ ان مبارک خواہشات اور حالات کے پیش نظر انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَكَتَبَ مُسْلِمٌ إِلَى الْحُسَيْنِ لِيَقْدُمَ عَلَيْهَا فَقَدْ تَمَهَّدَتْ لَهُ الْبَيْعَةُ وَالْأُمُورُ، فَتَجَهَّزَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ قَاصِدًا الْكُوفَةَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص548 قصۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ عراق تشریف لائیں۔ بیعت اور دیگر سیاسی امور کے لیے راہ ہموار ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے کوفہ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔

فائدہ: یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ و مدینہ کو عزت و حرمت بخشی ہے، اسی وجہ سے ان کو "حرمین شریفین" کہا جاتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب یہ یقین ہو گیا کہ یزید کی حکومت مجھے بغیر بیعت کے چھوڑنے والی نہیں اس لیے آپ نے مدینہ اور مکہ دونوں سے کوچ کیا کیونکہ جنگ یقینی نظر آرہی تھی اور آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان مقدس مقامات پر جنگ و جدال ہو۔ جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں شہید ہونا گوارہ کر لیا لیکن مدینہ کے احترام کی وجہ سے وہاں جنگ نہیں کی۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی یہ یقین ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں جنگ شروع ہو جائے گی تو آپ نے مرکزِ خلافت کو مدینہ منورہ سے کوفہ کی طرف منتقل کر دیا۔

کوفہ کا سفر

کوفہ کی جانب سفر کا ارادہ اور محبین کے مشورے:

خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی طرف سفر کا ارادہ کر لیا۔ اس موقع پر مخلصین اور محبین نے آپ کو مشورے دیے جن کی تفصیل یہ ہے:

[1]: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اسْتَشَارَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْخُرُوجِ فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ بِي وَبِكَ النَّاسُ لَشَبِثْتُ يَدِي فِي رَأْسِكَ فَلَمْ أَتْرُكْكَ تَذْهَبُ. فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: لَأَنْ أُقْتَلَ فِي مَكَانِ

كَذَا وَ كَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقْتَلَ بِمَكَّةَ قَالَ: فَكَانَ هٰذَا الَّذِيْ سُلِّيَ نَفْسِيْ عَنْهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص555 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنی روانگی سے متعلق مشورہ لیا۔ میں نے کہا کہ اگر لوگ میرے اور آپ کے بارے میں بدگوئی نہ کریں تو میں اپنا ہاتھ آپ کے سر میں پیوست کر دوں اور آپ کو نہ جانے دوں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ فلاں فلاں مقام پر قتل ہو جانا مجھے مکہ میں قتل ہو جانے سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے میرے دل کو تسلی ہوئی۔

[2]: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

عَنِ الشَّعبِيِّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ بِمَكَّةَ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ قَدْ تَوَجَّهَ إِلَى الْعِرَاقِ فَلَحِقَهُ عَلٰى مَسِيرَةِ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: الْعِرَاقَ وَإِذَا مَعَهُ طَوَامِيرُ وَ كُتُبٌ فَقَالَ: هٰذِهِ كُتُبُهُمْ وَبَيْعَتُهُمْ فَقَالَ: لَا تَأْتِهِمْ فَأَبٰى فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا، إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ وَلَمْ يُرِدِ الدُّنْيَا وَإِنَّكَ بَضْعَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللهِ مَا يَلِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ أَبَدًا وَمَا صَرَفَهَا اللهُ عَنْكُمْ إِلَّا لِلَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ، فَأَبٰى أَنْ يَرْجِعَ قَالَ فَاعْتَنَقَهُ ابْنُ عُمَرَ وَبَكٰى وَقَالَ: أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ مِنْ قَتِيلٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص556 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ تو وہ تین دن کی مسافت پر آپ رضی اللہ عنہ سے آکر ملے اور پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عراق۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس (کوفیوں کے لمبے لمبے اور جھوٹے) خطوط بھی تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ان کے خطوط ہیں اور یہ ان کی طرف سے بیعت (کی یقین دہانی)۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی رائے کو قبول نہ کیا۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ حضرت جبرئیل ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور (بحکم خدا) آپ کو دنیا یا پھر آخرت میں رہنے کا اختیار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کر لیا اور دنیا میں رہنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔ اے حسین بن علی! آپ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشے ہیں اور اللہ کی قسم! آپ میں کوئی شخص کبھی دنیا کا حکمران نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے ہٹا کر اس چیز کی طرف پھیر دیا ہے جو آپ کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واپس پلٹ جانے سے یکسر انکار کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو گلے لگایا، زار و قطار رو دیے اور فرمایا: شہادت کے راستے پر جانے والے میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

فائدہ: مخلص احباب آپ کو محبت کی بنیاد پر کوفہ جانے سے روکتے رہے مگر آپ اپنی خلوص نیت کی بنیاد پر یہ سمجھتے تھے کہ میرے جانے سے وہاں کے لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ اس لیے ان کے مشوروں کے باوجود بھی کوفہ تشریف لے گئے۔

حالات کی تبدیلی

یزید کا حاکمِ کوفہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کرنا:

آپ سفر میں تھے کہ کوفہ کے حالات نے پلٹا کھایا۔ یزید کو معلوم ہوا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جو کوفہ کے حاکم ہیں ان کی موجودگی میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہے ہیں تو اس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

وَانْتَشَرَ خَبَرُهُمْ حَتّٰى بَلَغَ أَمِيرَ الْكُوفَةِ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَبَّرَهُ رَجُلٌ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَضْرِبُ عَنْ ذٰلِكَ صَفْحًا وَلَا يَعْبَأُ بِهٖ وَلٰكِنَّهٗ خَطَبَ النَّاسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الِاخْتِلَافِ وَالْفِتْنَةِ وَأَمَرَهُمْ بِالِائْتِلَافِ وَالسُّنَّةِ، وَقَالَ: إِنِّي لَا أُقَاتِلُ مَنْ لَا يُقَاتِلُنِي وَلَا أَثِبُ عَلٰى مَنْ لَا يَثِبُ عَلَيَّ، وَلَا آخُذُكُمْ بِالظِّنَّةِ، وَلٰكِنْ وَاللهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَئِنْ فَارَقْتُمْ إِمَامَكُمْ وَنَكَثْتُمْ بَيْعَتَهٗ لَأُقَاتِلَنَّكُمْ مَا دَامَ فِي يَدِي مِنْ سَيْفِي قَائِمَتُهٗ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ شُعْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ فَقَالَ لَهٗ: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَصْلُحُ إِلَّا بِالْغَشْمَةِ، وَإِنَّ الَّذِيْ سَلَكْتَهٗ أَيُّهَا الْأَمِيرُ مَسْلَكُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَقَالَ لَهُ النُّعْمَانُ: لَأَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ فِي طَاعَةِ اللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْأَقْوِيَاءِ الْأَعَزِّينَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ ثُمَّ نَزَلَ فَكَتَبَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ إِلٰى يَزِيدَ يُعْلِمُهٗ بِذٰلِكَ، وَكَتَبَ إِلٰى يَزِيْدَ عَمَّارَةُ بْنُ عَقْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَبَعَثَ يَزِيدُ فَعَزَلَ النُّعْمَانَ عَنِ الْكُوفَةِ وَضَمَّهَا إِلٰى عُبَيْدِ اللهِ ابن زِيَادٍ مَعَ الْبَصْرَةِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص548 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے والے لوگوں کی خبر پھیل گئی یہاں تک کہ کوفہ کے امیر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی۔ آپ کو ایک شخص نے جاکر صورتحال بتائی۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اس سے کنارہ کش رہے اور اس خبر کو اہمیت ہی نہ دی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر لوگوں کو جمع کیا اور انہیں ایک خطبہ دیا جس میں اختلاف اور فتنہ سے روکا۔ مزید یہ کہ آپس میں مل جل کر رہنے اور سنت پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں بھی اس سے جنگ نہیں کروں گا۔ جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں بھی اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ ہی تہمت کی وجہ سے آپ لوگوں کو گرفتار کروں گا۔ لیکن اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں اگر آپ لوگوں نے اپنے امام کو چھوڑا اور اس کی بیعت کو توڑا تو جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے میں آپ لوگوں سے لڑوں گا۔

(آپ کی یہ باتیں سن کر) ایک شخص عبد اللہ بن مسلم بن شعبہ الحضرمی (جو کہ بنو امیہ کا حلیف تھا) آپ کے پاس آیا اور کہا: (حالات آپ کے سامنے ہیں) ان کی اصلاح بغیر سختی اور تشدد کے ممکن نہیں۔ اور جو رائے آپ نے اختیار کی ہے وہ کمزور اور بزدل لوگوں کی رائے ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی اطاعت میں کمزور اور بزدل سمجھا جاؤں یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں اللہ کی معصیت و نافرمانی میں بہادر کہلاؤں۔ پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔ اس شخص (عبد اللہ بن مسلم بن شعبہ الحضرمی) نے یزید کو خط لکھا اور اسے اس صورتحال سے آگاہ کیا۔ اسی طرح عمارہ بن عقبہ اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی طرف خط لکھے۔ یزید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبید اللہ بن زیاد کے ماتحت کر دیا۔

نئے حاکم کوفہ کی طرف یزید کا خط:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ: إِذَا قَدِمْتَ الْكُوفَةَ فَاطْلُبْ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ فَإِنْ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَاقْتُلْهُ أَوِ انْفِهِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص548 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف خط لکھا کہ جب تم کوفہ جاؤ تو مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرو۔ اگر اس پر قابو پالو تو اسے قتل کر دو یا پھر اسے کوفہ سے نکال دو۔

ابن زیاد کی کوفہ آمد:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَسَارَ ابْنُ زِيَادٍ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ، فَلَمَّا دَخَلَهَا دَخَلَهَا مُتَلَثِّمًا بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا قَالَ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ. فَيَقُولُونَ: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ، مَرْحَبًا بِابْنِ رَسُولِ اللهِ. يَظُنُّونَ أَنَّهُ الْحُسَيْنُ، وَقَدْ كَانُوا يَنْتَظِرُونَ قُدُومَهُ، وَتَكَاثَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَدَخَلَهَا فِي سَبْعَةَ عَشَرَ رَاكِبًا، فَقَالَ لَهُمْ مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو مِنْ جِهَةِ يَزِيدَ: تَأَخَّرُوا، هٰذَا الْأَمِيرُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ فَلَمَّا عَلِمُوا ذٰلِكَ عَلَتْهُمْ كَآبَةٌ وَحُزْنٌ شَدِيدٌ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص548، 549 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے کوفہ آیا۔ جب وہ کوفہ میں داخل ہوا تو اس وقت اس نے سر پر سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ لوگوں کے پاس سے گزرتا تو ان کو سلام کرتا اور

لوگ جواب میں کہتے "وعلیکم السلام اے ابن رسول اللہ!"۔ لوگ اسی گمان میں رہے کہ یہی حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے انتظار میں تھے۔ لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ ابن زیاد جس وقت کوفہ داخل ہوا اس وقت سترہ گھڑ سوار اس کے ساتھ تھے۔ مسلم بن عمرو الباہلی جو یزید کا خط لے کر آیا تھا اس نے لوگوں سے کہا کہ پیچھے ہٹو! یہ (کوفہ کے نئے) حاکم عبید اللہ بن زیاد ہیں۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا تو انہیں اس بات کا بہت دکھ ہوا اور وہ رنجیدہ ہوئے۔

فائدہ: عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ کا حاکم بنتے ہی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا، حالات ایسے بن گئے تھے کہ ابنِ زیاد کے سپاہی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو گرفتار یا پھر قتل کرنے کے لیے کوفہ کے گلی کوچوں میں پھر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے مختار بن ابی عبید کے گھر میں مقیم تھے، مخبری ہوئی تو ہانی بن عروہ کے گھر میں چلے گئے، وہاں سے بلال کے گھر پہنچے، جب بلال نے سوچا کہ ہم پکڑے جائیں گے تو اس نے مخبری کر دی۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا 70 سپاہیوں سے مقابلہ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

وَبَعَثَ ابْنُ زِيَادٍ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ الْمَخْزُومِيَّ - وَكَانَ صَاحِبَ شُرْطَتِهِ - وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ فِي سَبْعِينَ أَوْ ثَمَانِينَ فَارِسًا، فَلَمْ يَشْعُرْ مُسْلِمٌ إِلَّا وَقَدْ أُحِيطَ بِالدَّارِ الَّتِي هُوَ فِيهَا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص551 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی کو - جو اس کے لشکر کا سالار تھا - کو عبد الرحمٰن اور محمد بن اشعث کے ساتھ ستر یا اسی افراد کا دستہ دے کر گرفتاری کے

لیے بھیجا۔ دوسری طرف حضرت مسلم بن عقیل کو اس ساری صورتحال کا علم نہیں تھا اور جس گھر میں آپ تشریف فرما تھے اس کا محاصرہ کر لیا گیا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهِمْ بِالسَّيْفِ فَأَخْرَجَهُمْ مِنَ الدَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأُصِيبَتْ شَفَتُهُ الْعُلْيَا وَالسُّفْلَى، ثُمَّ جَعَلُوا يَرْمُونَهُ بِالْحِجَارَةِ وَيُلْهِبُونَ النَّارَ فِي أَطْنَانِ الْقَصَبِ فَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بِسَيْفِهِ فَقَاتَلَهُمْ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص551 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: انہوں نے آپ پر حملہ کیا۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے تلوار لے کر ان کا خوب مقابلہ کیا۔ اور تین بار انہیں گھر سے باہر نکالا۔ اسی دوران آپ کو زخم آئے اور آپ کے اوپر اور نیچے والے ہونٹ زخمی ہوئے۔ انہوں نے آپ پر پتھراؤ کیا اور سرکنڈوں کی رسیوں کو آگ لگا کر آپ کی طرف پھینکنے لگے۔ اس سے آپ کا دم گھٹنے لگا۔ چنانچہ آپ تلوار لے کر باہر نکلے اور ان سے لڑے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی پریشانی:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَبَكَى عِنْدَ ذٰلِكَ، وَعَرَفَ أَنَّهُ مَقْتُولٌ ..... وَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ حَوْلَهُ: إِنَّ مَنْ يَطْلُبُ مِثْلَ الَّذِي تَطْلُبُ لَا يَبْكِي إِذَا نَزَلَ بِهِ هٰذَا. فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَسْتُ أَبْكِي عَلَى نَفْسِي، وَلٰكِنْ أَبْكِي عَلَى الْحُسَيْنِ وَآلِ الْحُسَيْنِ إِنَّهُ قَدْ خَرَجَ إِلَيْكُمُ الْيَوْمَ أَوْ أَمْسِ مِنْ مَكَّةَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص551 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: (جب آپ سے ہتھیار لے لیے گئے تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ عہد شکنی کرنے والے ہیں ان کے اس رویے پر) آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ بخوبی سمجھ گئے کہ عنقریب آپ کو (نہتا کر کے) شہید کر دیا جائے گا..... آپ رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ آپ کے قریب ایک شخص (عمرو بن عبید) نے کہا کہ جیسا اقدام آپ نے کیا ہے ایسا اقدام کرنے والا اگر پکڑ لیا جائے تو اسے رونے کا کوئی حق نہیں۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے اسے جواباً فرمایا: اللہ کی قسم! میں اپنے لیے نہیں رو رہا بلکہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لیے رو رہا ہوں (جن کو میرا خط مل چکا ہو گا) وہ لوگ آج یا کل (یعنی چند دنوں میں) مکہ سے تمہارے پاس پہنچنے والے ہوں گے۔ (یہاں پہنچ کر تمہارے ہاتھوں اس مصیبت میں گرفتار ہوں گے جس میں اس وقت میں گرفتار ہوں)۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پیغام:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ: إِنِّي أَرَاكَ سَتَعْجِزُ عَنْ أَمَانِي فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَبْعَثَ مِنْ عِنْدِكَ رَجُلًا يُخْبِرُ الْحُسَيْنَ بِحَالِي وَيَقُولُ لَهُ عَنِّي لِيَرْجِعْ بِأَهْلِ بَيْتِهِ وَلَا يَغُرُّهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص33 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے محمد بن اشعث سے کہا کہ تم نے مجھے پناہ دی ہے (لیکن حالات ایسے ہیں کہ آپ بے بس ہو جائیں گے اور مجھے قتل کر دیا جائے گا) میری ایک بات مانو کہ ایک قاصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجو جو اِن کو میری اس حالت کی اطلاع کر دے اور اُن کو میرا یہ پیغام دے کہ آپ اپنے قافلے کے

ہمراہ واپس لوٹ جائیں (کوفہ نہ آئیں) تاکہ اہلِ کوفہ انہیں دھوکہ نہ دے سکیں۔

ارادے کی مضبوطی:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْأَشْعَثِ: وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ! ثُمَّ كَتَبَ بِمَا قَالَ مُسْلِمٌ إِلَى الْحُسَيْنِ، فَلَقِيَهُ الرَّسُولُ بِزُبَالَةَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ:

كُلَّمَا قُدِّرَ نَازِلٌ عِنْدَ اللهِ......نَحْتَسِبُ أَنْفُسَنَا وَفَسَادَ أُمَّتِنَا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص33 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: محمد بن اشعث نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے (وعدہ کرتے ہوئے) کہا کہ میں یہ کام ضرور کروں گا۔ (اپنے وعدے کے مطابق) ایک شخص کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف خط دے کر بھیجا۔ قاصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اس وقت ملا جب آپ رضی اللہ عنہ مقام زُبالہ تک پہنچ چکے تھے۔ قاصد نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا پیغام دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اللہ کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ تو ہو کر رہے گا، ہم اپنی جانوں کا ثواب صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں اور اللہ کے حضور امت کے فساد (سے بچنے) کی فریاد کرتے ہیں۔

فائدہ: حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا پیغام سن کر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ ملتوی نہ کیا بلکہ مسلسل آگے کی جانب بڑھتے رہے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ابن زیاد کے قصر امارت میں:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا مُسْلِمٌ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدِمَ بِهِ الْقَصْرَ، وَدَخَلَ مُحَمَّدٌ عَلَى عُبَيْدِ اللهِ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ وَأَمَانِهِ لَهُ. فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ: مَا أَنْتَ وَالْأَمَانُ! مَا أَرْسَلْنَاكَ لِتُؤَمِّنَهُ إِنَّمَا أَرْسَلْنَاكَ لِتَأْتِيَنَا بِهِ! فَسَكَتَ مُحَمَّدٌ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص33 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: محمد بن اشعث حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو (امان دے کر) ابنِ زیاد کے قصر امارت میں لائے۔ محمد بن اشعث؛ ابن زیاد کے پاس آیا اور اسے کہا کہ میں نے ان کو پناہ دی ہے۔ ابنِ زیاد نے (غصے سے) کہا: تو نے اس کو امان دی ہے حالانکہ میں نے تمہیں امان دینے کے لیے نہیں بھیجا تھا بلکہ میں نے تو تمہیں اس لیے بھیجا تھا کہ اسے گرفتار کر کے لاؤ۔ ابن زیاد کی یہ بات سن کر محمد بن اشعث خاموش ہو گئے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی وصیت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: فَدَعْنِي أُوصِي إِلَى بَعْضِ قَوْمِي. قَالَ: افْعَلْ. فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَرَابَةً وَلِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ وَهِيَ سِرٌّ، فَلَمْ يُمْكِنْهُ مِنْ ذِكْرِهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: لَا تَمْتَنِعْ مِنْ حَاجَةِ ابْنِ عَمِّكَ.

فَقَامَ مَعَهُ فَقَالَ: إِنَّ عَلَيَّ بِالْكُوفَةِ دَيْنًا اسْتَدَنْتُهُ [مُنْذُ قَدِمْتُ الْكُوفَةَ] سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَاقْضِهَا عَنِّي وَانْظُرْ جُثَّتِي فَاسْتَوْهِبْهَا فَوَارِهَا وَابْعَثْ إِلَى الْحُسَيْنِ مَنْ يَرُدُّهُ. فَقَالَ عُمَرُ لِابْنِ زِيَادٍ: إِنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: لَا يَخُونُكَ الْأَمِينُ وَلَكِنْ قَدْ يُؤْتَمَنُ الْخَائِنُ، أَمَّا مَالُكَ فَهُوَ لَكَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ، وَأَمَّا الْحُسَيْنُ فَإِنْ لَمْ يُرِدْنَا لَمْ نُرِدْهُ، وَإِنْ أَرَادَنَا لَمْ نَكُفَّ عَنْهُ وَأَمَّا

جُثَّتُهُ فَإِنَّا لَنْ نُشَفِّعَكَ فِيهَا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص34 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین

ترجمہ: مسلم بن عقیل نے ابن زیاد سے کہا کہ مجھے اتنی اجازت دو کہ میں اپنے لوگوں میں سے کسی کو وصیت کر سکوں! اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، کر لیں۔ مسلم بن عقیل نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری اور تمہاری قرابت داری ہے، مجھے اب تمہاری ضرورت ہے۔ میری ایک مخفی حاجت ہے (جسے تم ضرور پورا کرو) عمر بن سعد اس بات کو سننے کے لیے آمادہ نہ ہوا تو ابن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا کہ اپنے چچازاد کی ضرورت کو پورا کرنے سے نہ رکو (یعنی وہ جو کہتے ہیں ان کی مدد کرو)۔ چنانچہ عمر اٹھ کر مسلم بن عقیل کے ساتھ (ان کی بات سننے کے لیے) کھڑا ہو گیا۔ مسلم بن عقیل نے اسے کہا: جب سے کوفہ آیا ہوں تو میرے ذمہ سات سو درہم قرض ہو گیا ہے، تم یہ قرض میری طرف سے ادا کر دینا، (جب ابن زیاد مجھے قتل کر دے تو) میری لاش اس سے لے کر دفن کر دینا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیج دینا جو انہیں وہیں سے واپس لوٹا دے۔ عمر بن سعد (وہاں سے آیا اور آکر یہ راز کی بات اس) نے ابن زیاد کو بتا دی کہ مسلم بن عقیل نے مجھے یہ بات کی ہے۔ اس پر ابن زیاد نے کہا کہ امین آدمی ہرگز خیانت نہیں کرتا لیکن بسا اوقات خیانت کار کو امین سمجھا جاتا ہے (یعنی مسلم بن عقیل نے تجھے امین سمجھ کر راز کی بات تجھ سے بیان کی لیکن تو نے ان کا راز مجھے بتا کر فاش کر دیا) جہاں تک تمہارے مال کا تعلق ہے تو تم اس کے مالک ہو، جو کرنا چاہو کر سکتے ہو (یعنی مسلم بن عقیل کے قرض اتارنے کی اجازت ہے)۔ باقی رہی بات حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی تو اگر وہ ہمارے مقابلے کے لیے نہ آئیں تو ہم بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں جائیں گے اور اگر وہ ہم پر حملہ کرنے کے ارادے سے آئے تو ہم بھی رکنے والے نہیں۔ رہا مسلم بن عقیل کی لاش کا معاملہ تو اس حوالے سے

ہم تمہاری سفارش قبول نہیں کرتے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ أَمَرَ بِهٖ فَأُصْعِدَ فَوْقَ الْقَصْرِ لِتُضْرَبَ رَقَبَتُهٗ وَيُتْبِعُوا رَأْسَهٗ جَسَدَهٗ .... فَأُصْعِدَ مُسْلِمٌ فَوْقَ الْقَصْرِ وَهُوَ يَسْتَغْفِرُ وَيُسَبِّحُ ..... فَضُرِبَتْ عُنُقُهٗ، وَكَانَ الَّذِي قَتَلَهٗ بُكَيْرُ بْنُ حُمْرَانَ الَّذِي ضَرَبَهٗ مُسْلِمٌ، ثُمَّ أَتْبَعَ رَأْسَهٗ جَسَدَهٗ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص35 ذکر الخبر عن مراسلۃ الکوفیین الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عبید اللہ بن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا کہ قصر امارت کے اوپر لے جایا جائے۔ تاکہ وہاں ان کی گردن مار دی جائے اور سر تن سے جدا کر دیا جائے...... چنانچہ آپ کو قصر امارت کی چھت پر لے جایا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت استغفار اور تسبیح کر رہے تھے... آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کا قاتل بُکَیر بن حُمران ہے جس کو آپ نے مارا تھا۔ اس شخص نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو جسم سے الگ کر دیا۔

فائدہ: کوفیوں کی غداری اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس وقت ہوئی جب آپ مکہ مکرمہ سے نکل کر کوفہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔

حاکم مکہ کی طرف سے امان نامہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ إِلٰى عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ لَهٗ: اُكْتُبْ

لِلْحُسَيْنِ كِتَابًا تَجْعَلُ لَهُ الْأَمَانَ فِيهِ وَتُمَنِّيهِ فِيهِ الْبِرَّ وَالصِّلَةَ وَاسْأَلُهُ الرُّجُوعَ وَكَانَ عَمْرٌو عَامِلَ يَزِيدَ عَلَى مَكَّةَ. فَفَعَلَ عَمْرٌو ذٰلِكَ وَأَرْسَلَ الْكِتَابَ مَعَ أَخِيهِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَمَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَلَحِقَاهُ وَقَرَآ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَجَهِدَا أَنْ يَرْجِعَ، فَلَمْ يَفْعَلْ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص40 ذکر مسیر الحسین رضی اللہ عنہ الی الکوفۃ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ عمرو بن سعید بن العاص کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایک امان نامہ لکھ دیں اور انہیں اس بات کی امید دلائیں کہ آپ سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کی جائے گی اور واپس لوٹنے کا مطالبہ کریں۔ عمرو بن سعید بن العاص ان دنوں یزید کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا۔ چنانچہ عمرو نے اسی طرح کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر اپنے بھائی یحییٰ بن سعید اور عبد اللہ بن جعفر کے ہمراہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ وہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، ملاقات ہوئی اور عمرو بن سعید بن العاص کا خط آپ کو سنایا۔ دونوں اس بات کی بھرپور کوشش کرتے رہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئیں لیکن آپ واپس نہیں گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ایک مبارک خواب:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ مِمَّا اعْتَذَرَ بِهِ إِلَيْهِمَا أَنْ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رُؤْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِرْتُ فِيهَا بِأَمْرٍ أَنَا مَاضٍ لَهُ، عَلَيَّ كَانَ أَوْ لِي. فَقَالَا: مَا تِلْكَ الرُّؤْيَا؟ قَالَ: مَا حَدَّثْتُ بِهَا أَحَدًا وَمَا أَنَا مُحَدِّثٌ بِهَا أَحَدًا حَتّٰى أَلْقٰى رَبِّي.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص41 ذکر مسیر الحسین رضی اللہ عنہ الی الکوفۃ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے عذر کیا کہ میں مکہ واپس نہیں آسکتا۔ اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے ایک کام حکم دیا گیا ہے اور وہ میں ضرور کروں گا۔ چاہے میرے لیے نقصان دہ ہو یا فائدہ مند۔ ان دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے تاکیدی جواب دیا کہ میں وہ کسی کو نہیں بتاؤں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے جا ملوں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی

ابن زیاد کو اطلاع:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

فَكَتَبَ مَرْوَانُ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ قَدْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، وَهُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَاللهِ مَا أَحَدٌ يُسَلِّمُهُ اللهُ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنَ الْحُسَيْنِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تُهَيِّجَ عَلَى نَفْسِكَ مَا لَا يَسُدُّهُ شَيْءٌ، وَلَا تَنْسَاهُ الْعَامَّةُ .... وَكَتَبَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ الْحُسَيْنُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص561 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: مروان نے عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا: (جس کا مضمون یہ تھا) حمد وصلاۃ کے بعد! حسین بن علی رضی اللہ عنہما آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں۔ اللہ کی قسم! جس کو اللہ سلامت رکھے ان میں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہمیں کوئی محبوب نہیں۔ اپنے آپ کو جذبات میں لانے سے بچنا جس کی تلافی نہ ہو سکے (یعنی کوئی سخت اقدام نہ کرنا) اور لوگ اسے فراموش نہ کر سکیں۔ اسی طرح (حاکم مکہ) عمرو بن سعید بن العاص نے عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا (جس کا مضمون یہ تھا) حمد وصلاۃ کے بعد! آپ کی طرف حسین بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لا رہے ہیں (ان کا خاص خیال رکھنا)۔

یزید کا ابن زیاد کو خط:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ، أَنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوفَةِ وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَابْتُلِيتَ أَنْتَ بِهِ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُودُ عَبْدًا كَمَا تُرَقُّ الْعَبِيدُ وَ تُعَبَّدُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص561 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کوفہ آرہے ہیں، اب تمہارا امتحان آن پڑا ہے، جس کے لیے سب زمانوں میں تمہارے زمانے کو، سب شہروں میں سے تمہارے شہر کو اور سب حاکموں میں سے تمہارے آزمایا جائے گا۔ ایسے امتحانات میں ہی لوگ ترقی پاتے ہیں یا غلاموں کی طرح پست ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: جس راستے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے اسی راستے پر ابن زیاد نے فوجی دستے مقرر کر دیے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ اس نے اپنی فوج کے ایک افسر حصین بن نمیر کو آگے بھیجا کہ قادسیہ پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلے کی خوب تیاری کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مقام حاجر تک پہنچے تو آپ نے کوفہ والوں کے نام ایک خط لکھا اور قیس بن مسہر رحمہ اللہ کے ہاتھ ان کی طرف روانہ کیا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ

(ت774ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

أَنَّ الْحُسَيْنَ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْحَاجِرَ مِنْ بَطْنِ الرُّمَّةِ، بَعَثَ قَيْسَ بْنَ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيَّ إِلٰى أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَكَتَبَ مَعَهُ إِلَيْهِمْ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ إِلٰى إِخْوَانِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ.

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ!

فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكُمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ كِتَابَ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ جَاءَنِي يُخْبِرُنِي فِيهِ بِحُسْنِ رَأْيِكُمْ، وَاجْتِمَاعِ مَلَئِكُمْ عَلٰى نَصْرِنَا، وَالطَّلَبِ بِحَقِّنَا، فَنَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يُحْسِنَ لَنَا الصَّنِيعَ، وَأَنْ يُثِيبَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ أَعْظَمَ الْأَجْرِ، وَقَدْ شَخَصْتُ إِلَيْكُمْ مِنْ مَكَّةَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، فَإِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَسُولِي فَاكْتُمُوا أَمْرَكُمْ وَجِدُّوا فَإِنِّي قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فِي أَيَّامِي هٰذِهِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص564 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب وادی رُمّہ کے ایک مقام "حاجر" تک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن مسہر الصیداوی کو اہل کوفہ کی طرف بھیجا اور ان کے نام یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسین بن علی کی جانب سے (اہل کوفہ کے) مومن مسلمان بھائیوں کی طرف۔

السلام علیکم!

تمہارے ساتھ مل کر اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امابعد! مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس آیا جس میں انہوں نے مجھے آپ لوگوں کی عمدہ رائے، آپ کے سردار لوگوں کی طرف سے ہماری امداد پر اتفاق رائے، ہمارے حق کا مطالبہ کرنے کی اطلاع دی ہے۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں وہ ہمارے کام کو بخیر وخوبی پورا فرمائے۔ اور آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں آٹھ ذوالحج بروز منگل آپ لوگوں کی طرف چل پڑا ہوں جب میرا قاصد (قیس بن مسہر) آپ لوگوں کے پاس آئے تو اپنے معاملہ کو مخفی رکھنا اور اس میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا۔ میں انہی دنوں میں (بہت جلد) آپ کے پاس آرہا ہوں۔ ان شاء اللہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قیس بن مسہر کی گرفتاری:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

وَأَقْبَلَ قَيْسُ بْنُ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيُّ بِكِتَابِ الْحُسَيْنِ إِلَى الْكُوفَةِ حَتّٰى إِذَا انْتَهٰى إِلَى الْقَادِسِيَّةِ أَخَذَهُ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ، فَبَعَثَ بِهٖ إِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص564 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: قیس بن مسہر رحمہ اللہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط لے کر کوفہ کی طرف جارہے، قادسیہ پہنچے تو ابن زیاد کے سپاہی حصین بن نمیر نے آپ کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔

قیس بن مسہر کی دلیری اور شہادت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: اصْعَدْ إِلٰى أَعْلَى الْقَصْرِ فَسُبَّ الْكَذَّابَ ابْنَ الْكَذَّابِ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَابْنَهُ الْحُسَيْنَ فصعِدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ

قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ، ابْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيْكُمْ، وَقَدْ فَارَقْتُهُ بِالْحَاجِرِ مِنْ بَطْنِ ذِي الرُّمَّةِ، فَأَجِيبُوهُ وَاسْمَعُوا لَهُ وَاَطِيْعُوا ثُمَّ لَعَنَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ وَأَبَاهُ، وَاسْتَغْفَرَ لِعَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ. فَأَمَرَ بِهِ ابْنُ زِيَادٍ، فَأُلْقِيَ مِنْ رَأْسِ الْقَصْرِ فَتَقَطَّعَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص564 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: ابن زیاد نے قیس بن مسہر رحمہ اللہ سے کہا کہ میرے قصر امارت کی چھت پر چڑھ کر (نعوذ باللہ) کذاب بن کذاب یعنی علی بن ابی طالب اور ان کے بیٹے حسین پر سب وشتم کرو (حضرت قیس بن مسہر کو قصر امارت کی چھت پر چڑھایا گیا) حضرت قیس بن مسہر رحمہ اللہ نے چھت پر چڑھ کر بلند آواز میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ اس کے بعد فرمایا: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اس وقت خلقِ خدا میں سب سے بہتر انسان ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر ہیں۔ میں ان کی طرف سے تمہارے پاس بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ وہ مقامِ حاجر تک تشریف لا چکے ہیں۔ تم لوگ آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کرو اور اُن سے جو (ساتھ دینے کا) وعدہ کیا تھا اُس کو پورا کرو۔ اس کے بعد ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعن طعن کی، حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے دعائے مغفرت کی۔ ابنِ زیاد (اس دلیری پر بہت حیران ہوا اور اس) نے حکم دیا کہ قیس بن مسہر رحمہ اللہ کو چھت سے نیچے گرا دیا جائے۔ سپاہیوں نے آپ کو چھت سے گرایا جس سے آپ کے جسم کے ٹکرے ہو گئے۔

شہادتِ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی اطلاع:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمٍ وَالْمُنْذَرِيِّ بْنِ الْمُشْمَعِلِّ الْأَسَدِيِّ قَالَا: لَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا لَمْ يَكُنْ لَنَا هِمَّةٌ إِلَّا اللَّحَاقُ بِالْحُسَيْنِ فَأَدْرَكْنَاهُ وَقَدْ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، فَهَمَّ الْحُسَيْنُ أَنْ يُكَلِّمَهُ وَيَسْأَلَهُ ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ، فَجِئْنَا ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ أَخْبَارِ النَّاسِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَمْ أَخْرُجْ مِنَ الْكُوفَةِ حَتّٰى قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ وَهَانِئُ بْنُ عُرْوَةَ، وَرَأَيْتُهُمَا يُجَرَّانِ بِأَرْجُلِهِمَا فِي السُّوقِ. قَالَا: فَلَحِقْنَا الْحُسَيْنَ فَأَخْبَرْنَاهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مِرَارًا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص64 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: قبیلہ اسد کے دو لوگ عبد اللہ بن سلیم اور منذری بن مشمعل سے مروی ہے کہ جب ہم نے حج کر لیا تو ہمارا صرف یہی ارادہ تھا کہ ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کریں۔ چنانچہ ہم آپ سے جا ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ بنی اسد کے ایک شخص کے قریب سے گزرے اور اس سے گفتگو کا ارادہ کیا لیکن پھر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ ہم اس شخص کے پاس گئے اور لوگوں کے احوال پوچھے۔ اس نے بتایا کہ جس وقت میں کوفہ سے نکلا (اور ادھر آیا) اس وقت مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ ان دونوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ دونوں راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اس بات کی اطلاع دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَقُلْنَا لَهُ: اللّٰهَ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: لَا خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُمَا. قُلْنَا:

خَارَ اللهُ لَكَ. وَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: وَاللهِ مَا أَنْتَ مِثْلُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ، وَلَوْ قَدْ قَدِمْتَ الْكُوفَةَ لَكَانَ النَّاسُ إِلَيْكَ أَسْرَعَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص565 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ہم نے یہ کہا خدارا! آپ اپنا خیال کریں (آپ کو مزید آگے نہیں جانا چاہیے کیونکہ جس مقصد کے لیے آپ نے سفر شروع کیا تھا کہ لوگوں سے بیعت لے کر یزید کے ظلم کو ختم کریں تو اب وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ آثار یہی نظر آرہے ہیں بلکہ اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ کوفہ کے جن لوگوں نے آپ کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے وہی غداری کر کے آپ کے مقابلے پر اتر آئیں گے۔ اس لیے حالات کا تقاضا یہی ہے کہ مزید آگے کی طرف سفر نہ کیا جائے) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان دونوں کی شہادت کے بعد زندگی کا کوئی مزہ نہیں۔ ہم نے عرض کی کہ اللہ آپ کو خیریت سے رکھے۔ جبکہ بعض ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جیسے نہیں (آپ کی شان اور مقام بہت بلند ہے) اگر آپ کوفہ تشریف لے جائیں تو لوگ جلد آپ کے پاس پہنچیں گے (اور آپ کا ساتھ دیں گے، اس لیے ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ کیونکہ یہ لوگ اس سفر میں اس حقیقت کا مشاہدہ کھلی آنکھوں کے ساتھ کر رہے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جہاں پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں کے لوگ آپ کے ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے اور کچھ شریک سفر بھی بن جاتے تھے۔ یہ آگے بڑھنے کی ایک وجہ تھی)۔

بنو عقیل رضی اللہ عنہم کے جذبات:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

وَقَالَ غَيْرُهُمَا: لَمَّا سَمِعَ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ بِمَقْتَلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ وَثَبَ عِنْدَ ذٰلِكَ بَنُو عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَقَالُوا: لَا وَاللّٰهِ لَا نَرْجِعُ حَتّٰى نُدْرِكَ ثَأْرَنَا، أَوْ نَذُوقَ مَا ذَاقَ أَخُونَا. فَسَارَ الْحُسَيْنُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص565 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: اس موقع پر بعض لوگوں نے یہ بتایا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو بنو عقیل اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی: بخدا! ہم اپنا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے یا پھر ہم بھی اپنے بھائی کی طرح جام شہادت نوش کر جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آگے کی طرف چل پڑے۔ (یہ آگے بڑھنے کی دوسری وجہ تھی)۔

شہادت قیس بن مسہر کی اطلاع:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

حَتّٰى إِذَا كَانَ بِزَرُودَ بَلَغَهُ أَيْضًا خَبَرُ مَقْتَلِ الَّذِي بَعَثَهُ بِكِتَابِهِ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ بَعْدَ أَنْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَوَصَلَ إِلَى حَاجِرٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص565 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: جب آپ مقام زرود تک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کے اس قاصد کو قتل کر دیا گیا ہے جس کو آپ رضی اللہ عنہ نے مکہ سے نکلنے کے بعد حاجر پہنچ کر اہل کوفہ کی طرف پیغام دے کر بھیجا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جامع ترین خطبہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شرکاء قافلہ کو جمع کیا اور انہیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) اس خطبہ کے الفاظ نقل فرماتے ہیں:

فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمُ الِانْصِرَافَ فَلْيَنْصَرِفْ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِنَّا ذِمَامٌ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص565 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: (جن لوگوں نے ہمیں بلایا تھا انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے) اب جس کا جی چاہے وہ یہاں سے واپس چلا جائے۔ کوئی حرج والی بات نہیں۔ ہم کسی کی ذمہ داری اپنے سر پر نہیں لینا چاہتے۔

چند لوگوں کی واپسی:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ أَيَادِيَ سَبَا يَمِينًا وَشِمَالًا، حَتّٰى بَقِيَ فِي أَصْحَابِهِ الَّذِينَ جَاءُوا مَعَهُ مِنْ مَكَّةَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص565 صفۃ مخرج الحسین الی العراق

ترجمہ: راوی کہتے ہیں کہ (آپ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سن کر) ان لوگوں نے واپسی کی راہ لی اور دائیں بائیں منتشر ہو گئے (جیسا کہ سیل عرم کے وقت) وادی سبا کے لوگ منتشر ہو گئے تھے۔ صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے۔

حُر بن یزید کا لشکر:

آپ رضی اللہ عنہ مزید آگے بڑھے، مقام عقبہ تک پہنچے۔ وہاں سے آگے کی طرف چلے تو دور سے ایک لشکر کے آثار دکھائی دیے۔

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَسَبَقَهُمُ الْحُسَيْنُ إِلَى الْجَبَلِ فَنَزَلَ وَجَاءَ الْقَوْمُ وَهُمْ أَلْفُ فَارِسٍ مَعَ الْحُرِّ بْنِ يَزِيدَ التَّمِيمِيِّ ...... فَوَقَفُوا مُقَابِلَ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ فِي حَرِّ الظَّهِيرَةِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص46 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس لشکر کی طرف بڑھے اور قریب ایک پہاڑی کو محاذ بنایا۔ (ابھی انہی تیاریوں میں مصروف تھے کہ) حُر بن یزید التمیمی دوپہر کے وقت ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے قافلے کے قریب پہنچ گیا۔

فائدہ: حُر بن یزید (یہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا بیٹا نہیں ہے، یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ "بن یزید" کے لفظ سے اسے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نہ سمجھ لیا جائے) کو حصین بن نمیر نے اس طرف بھیجا تو اور حصین بن نمیر کو ابن زیاد نے مقرر کیا تھا اور ابن زیاد کو یزید نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ گویا حُر بن یزید بالواسطہ یزید کا فوجی افسر تھا جو ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر یہاں تک پہنچ چکا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمْ يَزَلْ مُوَاقِفًا الْحُسَيْنَ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ، فَأَمَرَ الْحُسَيْنُ مُؤَذِّنَهُ بِالْأَذَانِ فَأَذَّنَ، وَخَرَجَ الْحُسَيْنُ إِلَيْهِمْ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهَا مَعْذِرَةٌ إِلَى اللهِ وَإِلَيْكُمْ، إِنِّي لَمْ آتِكُمْ حَتَّى أَتَتْنِي كُتُبُكُمْ وَرُسُلُكُمْ أَنِ اقْدَمْ إِلَيْنَا فَلَيْسَ لَنَا إِمَامٌ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنَا بِكَ عَلَى الْهُدَى، فَقَدْ جِئْتُكُمْ، فَإِنْ تُعْطُونِي مَا أَطْمَئِنُّ إِلَيْهِ مِنْ عُهُودِكُمْ أَقْدَمْ مِصْرَكُمْ،

وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا أَوْ كُنْتُمْ لِمَقْدَمِي كَارِهِينَ انْصَرَفْتُ عَنْكُمْ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَقْبَلْتُ مِنْهُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص46 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حُر بن یزید؛ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کافی دیر ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے فرمایا کہ اذان دیں۔ انہوں نے اذان دی۔ (اذان کے بعد) حضرت حسین رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فریق مقابل کے لشکر کو سنانے کے لیے ایک خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں اللہ کے سامنے اور آپ لوگوں کے سامنے یہ عذر رکھتا ہوں کہ میں نے اس وقت تک یہاں آنے کا ارادہ نہیں کیا جب تک کہ تمہارے بے شمار خطوط اور وفود میرے پاس نہیں آئے۔ جن میں یہ بات بیان کی گئی تھی کہ اس وقت تک ہمارا کوئی امام اور امیر نہیں۔ آپ آ جائیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری ہدایت کا ذریعہ بنادے۔ میں تمہاری کی دعوت پر آگیا ہوں۔ اب اگر تم لوگ اپنے وعدوں پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر (کوفہ) میں جاتا ہوں۔ اور اگر تمہاری رائے بدل گئی ہے اور میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں جہاں سے آیا تھا وہیں چلا جاتا ہوں۔

نماز ظہر کی ادائیگی:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالُوا لِلْمُؤَذِّنِ: أَقِمْ، فَأَقَامَ. وَقَالَ الْحُسَيْنُ لِلْحُرِّ: أَتُرِيدُ أَنْ تُصَلِّيَ أَنْتَ بِأَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ: بَلْ صَلِّ أَنْتَ وَنُصَلِّي بِصَلَاتِكَ فَصَلَّى بِهِمُ الْحُسَيْنُ، ثُمَّ دَخَلَ وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ وَانْصَرَفَ الْحُرُّ إِلَى مَكَانِهِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص47 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: اہل بیت کے قافلے نے موذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا، اس نے اقامت کہی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حُر بن یزید سے فرمایا کہ کیا آپ اپنے لشکر کو (الگ سے) نماز پڑھائیں گے؟ حُر بن یزید نے کہا کہ نہیں! بلکہ آپ نماز پڑھائیں، ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے لوگوں میں آگئے اور حُر بن یزید اپنی جگہ چلا گیا۔

فائدہ: ان مشکل اور کَڑے حالات میں آپ رضی اللہ عنہ نے ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو جمع نہیں فرمایا بلکہ اپنے اپنے وقت میں ادا فرمایا۔ معلوم ہوا کہ جمع بین الصلاتین جائز نہیں ورنہ نماز ظہر کے بعد آپ اپنی جگہ تشریف نہ لے جاتے بلکہ ساتھ ہی نماز عصر پڑھا دیتے۔

نماز عصر کی ادائیگی اور خطبہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ الْحُسَيْنُ الْعَصْرَ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَهُمْ بِوَجْهِهٖ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّكُمْ إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ وَتَعْرِفُوا الْحَقَّ لِأَهْلِهٖ يَكُنْ أَرْضٰى لِلّٰهِ، وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ أَوْلٰى بِوِلَايَةِ هٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُدَّعِينَ مَا لَيْسَ لَهُمْ وَالسَّائِرِينَ فِيكُمْ بِالْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ، فَإِنْ أَنْتُمْ كَرِهْتُمُونَا وَجَهِلْتُمْ حَقَّنَا وَكَانَ رَأْيُكُمْ غَيْرَ مَا أَتَتْنِي بِهٖ كُتُبُكُمْ وَرُسُلُكُمْ انْصَرَفْتُ عَنْكُمْ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص47 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (اس کے بعد جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو قافلہ حسینی کے مؤذن نے عصر

کی اذان دی) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی (حُر بن یزید نے اپنے لشکر سمیت یہ نماز بھی آپ کی اقتداء میں ادا کی)۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے حُر بن یزید اور اس کے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خطبہ دیا:

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

لوگو! اللہ سے ڈرو اور اہلِ حق کا حق پہچانو تو یہ اللہ کی رضا کا سبب ہو گا۔ ہم اہل بیت اس خلافت کے اُن لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں جو حق کے خلاف اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تم لوگوں پر ظلم کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر تم لوگ ہمارے حق سے ناواقف ہو یا اب تم لوگوں کی وہ رائے نہیں رہی جو مجھے خطوط میں لکھ بھیجی تھی اور قاصدوں نے مجھ تک پہنچائی تھی تو میں (اپنے لشکر سمیت) واپس لوٹ جاتا ہوں۔

حر بن یزید کی رکاوٹ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ الْحُرُّ: إِنَّا وَاللهِ مَا نَدْرِي مَا هٰذِهِ الْكُتُبُ وَالرُّسُلُ الَّتِي تَذْكُرُ. فَأَخْرَجَ خُرْجَيْنِ مَمْلُوءَيْنِ صُحُفًا فَنَثَرَهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ.

فَقَالَ الْحُرُّ: فَإِنَّا لَسْنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَتَبُوا إِلَيْكَ، وَقَدْ أُمِرْنَا أَنَّا إِذَا نَحْنُ لَقِينَاكَ أَنْ لَا نُفَارِقَكَ حَتّٰى نُقْدِمَكَ الْكُوفَةَ عَلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص47 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حُر بن یزید نے قسم کھا کر کہا کہ آپ جن خطوط اور وفود کی بابت ارشاد فرما رہے ہیں ہمیں ان کا علم نہیں۔ (آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا) انہوں نے کوفیوں کے خطوط سے بھرے ہوئے دو بڑے تھیلے حُر بن یزید کے سامنے انڈیل دیے۔

حُر نے کہا کہ ہمارا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جنھوں نے آپ کی طرف یہ خطوط لکھے۔ ہمیں امیر کی طرف سے حکم ملا ہے کہ اگر ہمارا اور آپ کا آمنا سامنا ہو جائے تو ہم اس وقت تک آپ سے جدا نہ ہوں جب تک آپ کو کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد تک نہ پہنچا دیں۔

واپسی کا حکم:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَرَكِبُوا لِيَنْصَرِفُوا فَمَنَعَهُمُ الْحُرُّ مِنْ ذٰلِكَ.

الکامل فی التاریخ: ج 4 ص 47 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قافلے والوں کو حکم دیا (سواریاں اور سامان سفر کو تیار کرو اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلو! آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں سب لوگوں نے اپنی سواریاں اور سامان سفر تیار کیا یہاں تک کہ) سواریوں پر سوار بھی ہو گئے لیکن حُر بن یزید نے انہیں روک دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حُر بن یزید کا مکالمہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: مَا تُرِيدُ؟ قَالَ الْحُرُّ: أُرِيدُ أَنْ أَنْطَلِقَ بِكَ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ. قَالَ الْحُسَيْنُ: إِذَنْ وَاللهِ لَا أَتْبَعُكَ. قَالَ الْحُرُّ: إِذَنْ وَاللهِ لَا أَدَعُكَ. فَتَرَادَّا الْكَلَامَ. فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: إِنِّي لَمْ أُؤْمَرْ بِقِتَالِكَ وَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ لَا أُفَارِقَكَ حَتّٰى أُقْدِمَكَ الْكُوفَةَ.

الکامل فی التاریخ: ج 4 ص 47 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حر بن یزید سے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ حُر نے کہا کہ میں آپ کو (مدینہ کی طرف نہیں جانے دوں گا بلکہ ہر صورت) ابن زیاد تک پہنچاؤں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! میں بھی کسی صورت آپ کے ساتھ (ابن زیاد کی طرف) جانے والا نہیں۔ دونوں کی گفتگو بڑھ گئی۔ حُر نے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ قتال کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ رہوں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ پہنچاؤں۔

نہ کوفہ نہ مدینہ بلکہ کربلا:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[فَإِذَا أَبَيْتَ] فَخُذْ طَرِيقًا لَا تُدْخِلُكَ الْكُوفَةَ وَلَا تَرُدُّكَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص48 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حُر بن یزید نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ کوفہ نہیں چلتے تو پھر یہاں سے ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ آپ کو کوفہ لے جائے اور نہ آپ کو مدینہ لوٹائے۔

حُر بن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام:

جس وقت آپ دمشق جا رہے تھے تو راستے میں نینویٰ نامی جگہ پر پہنچے تو کوفہ سے عبید اللہ بن زیاد کا قاصد حُر بن یزید کے پاس پہنچا۔

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَسَلَّمَ عَلَى الْحُرِّ وَلَمْ يُسَلِّمْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، وَدَفَعَ إِلَى الْحُرِّ كِتَابًا مِنَ ابْنِ زِيَادٍ، فَإِذَا فِيهِ:

أَمَّا بَعْدُ! فَجَعْجِعْ بِالْحُسَيْنِ حِينَ يَبْلُغُكَ كِتَابِي وَيَقْدَمُ عَلَيْكَ رَسُولِي فَلَا تُنْزِلْهُ إِلَّا بِالْعَرَاءِ فِي غَيْرِ حِصْنٍ وَعَلَى غَيْرِ مَاءٍ، وَقَدْ أَمَرْتُ رَسُولِي أَنْ يَلْزَمَكَ فَلَا يُفَارِقَكَ حَتّٰى يَأْتِيَنِي بِإِنْفَاذِكَ أَمْرِي، وَالسَّلَامُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص51 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: قاصد نے آکر حُر بن یزید کو سلام کیا لیکن حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور آپ کے اصحاب کو سلام نہیں کیا۔ قاصد نے ابن زیاد کا ایک خط حُر بن یزید کو دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

حمد وصلاۃ کے بعد!

میرا قاصد تمہارے پاس میرا خط لے کر آیا ہے، یہ تمہیں جہاں ملے تم اسی جگہ رک جاؤ اور حسین پر میدان تنگ کر دو۔ کوشش کرو کہ ایسی جگہ پر انہیں روکو جہاں حفاظت کا انتظام نہ ہو اور جہاں پانی نہ ہو۔ میں نے اپنے قاصد کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ رہے گا جب تک تم میری بات پوری نہیں کر لیتے۔ والسلام

فائدہ: حُر بن یزید نے اس خط کا مضمون حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سنا دیا اور عرض کی کہ میں امیر کے حکم کی وجہ سے مجبور ہوں۔ میرے سر پر یہ شخص جاسوس بن کر مسلط ہے اس لیے حُر بن یزید نے آپ کو ایسی جگہ روک لیا جہاں آبادی بھی نہیں تھی اور پانی بھی نہیں تھا۔

ہم پہل نہیں کریں گے:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ لِلْحُسَيْنِ: إِنَّهُ لَا يَكُوْنُ وَاللهِ بَعْدَ مَا تَرَوْنَ إِلَّا مَا

هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! وَإِنَّ قِتَالَ هٰؤُلَاءِ السَّاعَةَ أَهْوَنُ عَلَيْنَا مِنْ قِتَالِ مَنْ يَأْتِينَا مِنْ بَعْدِهِمْ، فَلَعَمْرِي لَيَأْتِيَنَّا مِنْ بَعْدِهِمْ مَا لَا قِبَلَ لَنَا بِهٖ! فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَا كُنْتُ لِأَبْدَأَهُمْ بِالْقِتَالِ.

فَقَالَ لَهٗ زُهَيْرٌ: سِرْ بِنَا إِلٰى هٰذِهِ الْقَرْيَةِ حَتّٰى نَنْزِلَهَا فَإِنَّهَا حَصِينَةٌ وَهِيَ عَلٰى شَاطِئِ الْفُرَاتِ، فَإِنْ مَنَعُونَا قَاتَلْنَاهُمْ فَقِتَالُهُمْ أَهْوَنُ عَلَيْنَا مِنْ قِتَالِ مَنْ يَجِيءُ بَعْدَهُمْ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص52 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے زہیر بن القین نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کے نواسے! آپ دیکھ رہے ہیں ہر آنے والی گھڑی ہماری مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے (آپ ہمیں اجازت دیں ہم حُر بن یزید اور اس کے لشکر سے لڑتے ہیں کیونکہ) اس وقت ان سے لڑنا اس قدر مشکل نہیں جس قدر ان کے پیچھے آنے والے لشکروں سے لڑنا مشکل ہو جائے گا۔ بخدا! ان کے بعد اتنے لوگ ہم سے لڑنے آئیں گے جن کا ہم مقابلہ نہیں کر سکیں گے لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لڑائی میں پہل نہیں کریں گے۔

زہیر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اس بستی میں ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں وہ دریائے فرات کے کنارے ایک محفوظ مقام ہے۔ اگر وہ ہمارے راستے میں رکاوٹ ڈالیں گے تو ہم اس سے قتال کریں گے اور اِن سے جنگ کرنا ان لوگوں کی بنسبت آسان ہے جو بعد میں آئیں گے۔

میدانِ کربلا میں

کربلا کے میدان میں:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَا هِيَ؟ قَالَ: الْعَقْرُ. قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَقْرِ! ثُمَّ نَزَلَ، وَذٰلِكَ يَوْمُ الْخَمِيسِ الثَّانِي مِنْ مُحَرَّمٍ سَنَةَ إِحْدٰى وَسِتِّينَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص52 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ جواب ملا: عقر۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں عقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہاں پڑاؤ ڈالا۔ یہ سن 61 ہجری دو محرم الحرام جمعرات کا دن تھا۔

عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَدِمَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مِنَ الْكُوفَةِ فِي أَرْبَعَةِ آلَافٍ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص52 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (آپ کربلا میں ہی تھے کہ) دوسرے دن عمر بن سعد بن ابی وقاص (کو ابن زیاد نے چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا، وہ) چار ہزار فوجیوں کے ہمراہ کوفہ سے (کربلا) آیا۔

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَأَقْبَلَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ حَتّٰى نَزَلَ بِالْحُسَيْنِ، فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ بَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولًا يَسْأَلُهُ مَا الَّذِي جَاءَ بِهٖ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ: كَتَبَ إِلَيَّ أَهْلُ مِصْرِكُمْ هٰذَا أَنْ أَقْدَمَ عَلَيْهِمْ، فَأَمَّا إِذْ كَرِهُونِي فَإِنِّي أَنْصَرِفُ عَنْهُمْ. فَكَتَبَ عُمَرُ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ يُعَرِّفُهُ ذٰلِكَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص53 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمر بن سعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قافلہ کی طرف بڑھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آ گیا۔ اپنے قاصد کو بھیجا کہ جاؤ پوچھ کر آؤ کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے آپ کے شہر (کوفہ) والوں نے خطوط لکھے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں۔ اگر اب ان کی رائے بدل گئی ہے تو میں بھی واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔ عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے سے ابن زیاد کو بذریعہ خط آگاہ کیا۔

ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ يَأْمُرُهُ أَنْ يَعْرِضَ عَلَى الْحُسَيْنِ بَيْعَةَ يَزِيدَ فَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ رَأَيْنَا رَأْيَنَا، وَأَنْ يَمْنَعَهُ وَمَنْ مَعَهُ الْمَاءَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص35 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ابن زیاد نے (اس خط کے جواب میں) عمر بن سعد کو یہ لکھا کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کے سامنے صرف ایک بات رکھو کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم غور کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے؟ (عمر بن سعد کو مزید لکھا کہ) اور حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے قافلے والوں پر پانی بند کر دو۔

پانی کی بندش اور چند مشکیزوں کا حصول:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَأَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ عَلَى خَمْسِمِائَةِ فَارِسٍ، فَنَزَلُوا عَلَى الشَّرِيعَةِ وَحَالُوا بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَبَيْنَ الْمَاءِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .... فَلَمَّا اشْتَدَّ الْعَطَشُ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ أَمَرَ أَخَاهُ الْعَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ فَسَارَ فِي عِشْرِينَ رَاجِلًا يَحْمِلُونَ الْقِرَبَ وَثَلَاثِينَ فَارِسًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَاءِ فَقَاتَلُوا عَلَيْهِ وَمَلَئُوا الْقِرَبَ وَعَادُوا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص53، ص54 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانچ سو گھڑ سواروں کے ساتھ (قافلہ حسینی کی طرف بھیجا) وہ دریا کے کنارے پر پہنچے اور حضرت حسین اور پانی کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔ یہ آپ کے شہید ہونے سے تین دن پہلے کا واقعہ ہے .... جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے قافلے نے پیاس کی شدت محسوس کی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا (کہ کچھ افراد کو ساتھ لے کر جاؤ اور پانی کے مشکیزے بھر لاؤ)۔ انہوں نے 20 پیدل اور 30 سوار لوگوں کو ساتھ لیا اور پانی کے قریب پہنچ گئے عمر بن سعد کی فوج سے مقابلہ کرتے ہوئے بالآخر چند مشکیزے پانی سے بھر کر لے آئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

اس کے بعد عمر بن سعد نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔

چنانچہ امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لَهُ: اخْتَارُوا مِنِّي وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ أَرْجِعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَقْبَلْتُ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ أَضَعَ يَدِي فِي يَدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَيَرَى فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ رَأْيَهُ، وَإِمَّا أَنْ تَسِيرُوا بِي إِلَى أَيِّ ثَغْرٍ مِنْ ثُغُورِ الْمُسْلِمِينَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص54 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز کو اختیار کر لیں:

[1]: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں واپس جانے دیا جائے۔

[2]: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کر لے۔

[3]: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں (مجھے جانے دیا جائے تا کہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں)۔

فائدہ: یہ ایسے معقول اور واضح مطالبات تھے جس سے سرکاری حکام کے سب گلے شکوے دور ہو جانے چاہیے تھے لیکن عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے عمر بن سعد کو یہ حکم تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو غیر مشروط طریقے پر گرفتار کرے۔ نیز یہ الجھن نہیں ہونی چاہیے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت کو ہر لحاظ سے درست تسلیم کر لیا تھا بلکہ اسے زمینی حقیقت سمجھتے ہوئے اپنے اوپر مسلط سمجھا۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ کے مذاکرات یزید سے ہو جاتے اور وہ شرائط کو تسلیم کر لیتا اور اپنی خامیاں دور کر لیتا تو شاید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس کی بیعت سے بھی انکار نہ ہوتا۔ جیسا کہ ”یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتا ہوں“ کے الفاظ اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر

رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اللهَ أَطْفَأَ النَّائِرَةَ، وَجَمَعَ الْكَلِمَةَ، وَقَدْ أَعْطَانِي الْحُسَيْنَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَقْبَلَ مِنْهُ أَوْ أَنْ نُسَيِّرَهُ إِلَى أَيِّ ثَغْرٍ مِنَ الثُّغُورِ شِئْنَا، أَوْ أَنْ يَأْتِيَ يَزِيدَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ، وَفِي هٰذَا لَكُمْ رِضًى، وَلِلْأُمَّةِ صَلَاحٌ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمر بن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا (جس میں یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شرائط ذکر کرنے کے بعد لکھا) کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ بجھا دی ہے اور مسلمانوں کو ایک کلمہ (بات) پر متفق فرما دیا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ (درج ذیل) تین صورتوں کہ میں سے جس کو اختیار کر لیا جائے اسی میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور امت کی صلاح و فلاح ہے۔ (وہ تین صورتیں یہ ہیں)

1: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں (مدینہ منورہ) واپس جانے دیا جائے۔

2: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کر لے۔

3: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں (مجھے جانے دیا جائے تاکہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں)

ابن زیاد کی آمادگی:

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا قَرَأَ ابْنُ زِيَادٍ الْكِتَابَ قَالَ: هٰذَا كِتَابُ رَجُلٍ نَاصِحٍ لِأَمِيرِهِ، مُشْفِقٍ عَلَى قَوْمِهِ، نَعَمْ قَدْ قَبِلْتُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کا یہ خط پڑھا (جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مطالبات کا تذکرہ تھا) تو اس نے کہا کہ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے جو امیر کا خیر خواہ ہے اور اپنے لوگوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ اچھا میں نے اسے قبول کیا۔

فائدہ: ابن زیاد ان معقول مطالبات کو تسلیم کر چکا تھا لیکن بد قسمتی سے اس کے دربار میں شمر بن ذی الجوشن نامی شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے دل میں اہل بیت کا بغض بھرا ہوا تھا۔ اس نے ابن زیاد کو بہکایا اور نفرت آمیز گفتگو کی۔

شمر بن ذی الجوشن کی خباثت

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَامَ إِلَيْهِ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ فَقَالَ: أَتَقْبَلُ هٰذَا مِنْهُ وَقَدْ نَزَلَ بِأَرْضِكَ وَإِلٰى جَنْبِكَ؟ وَاللهِ لَئِنْ رَحَلَ مِنْ بِلَادِكَ وَلَمْ يَضَعْ يَدَهٗ فِي يَدِكَ لَيَكُونَنَّ أَوْلٰى بِالْقُوَّةِ وَالْعِزَّةِ وَلَتَكُونَنَّ أَوْلٰى بِالضَّعْفِ وَالْعَجْزِ، [فَلَا تُعْطِهٖ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَإِنَّهَا مِنَ الْوَهَنِ] وَلٰكِنْ لِيَنْزِلْ عَلٰى حُكْمِكَ هُوَ وَأَصْحَابُهٗ، فَإِنْ عَاقَبْتَ كُنْتَ وَلِيَّ الْعُقُوبَةِ، وَإِنْ عَفَوْتَ كَانَ ذٰلِكَ لَكَ، وَاللهِ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ وَعُمَرَ يَتَحَدَّثَانِ عَامَّةَ اللَّيْلِ بَيْنَ الْعَسْكَرَيْنِ. فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ!

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (یہ سن کر) شمر بن ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: کیا آپ ان کے یہ مطالبات قبول کرتے ہیں جبکہ وہ تو آپ کی سلطنت میں اور آپ کے پہلو میں موجود ہیں؟! بخدا! اگر وہ آپ کی اطاعت کیے بغیر آپ کے شہر سے واپس چلے گئے تو ان کے لیے قوت اور غلبہ جبکہ آپ کے لیے بزدلی اور کمزوری ہو گی۔ (انہیں ایسا موقع نہ دیں

جو آپ کی ذلت کا باعث بنے۔) ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ اور ان کے قافلہ کے لوگ سب کے سب آپ کے حکم پر سر جھکا دیں اور اگر آپ (یزید کی بیعت نہ کرنے پر) سزا دیں تو آپ کو سزا دینے کا حق ہے اور اگر آپ (یزید کی بیعت کرنے پر) معاف کر دیں تو بھی آپ کو اختیار ہے۔ قسم بخدا! مجھے تو یہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعد پوری پوری رات لشکروں کے درمیان باتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی ملی بھگت ہے)۔ ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا کہ ہاں تم نے بڑی معقول بات کی ہے۔

ابن زیاد کی شمر بن ذی الجوشن کو ہدایات:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أُخْرُجْ بِهٰذَا الْكِتَابِ إِلٰى عُمَرَ فَلْيَعْرِضْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ النُّزُولَ عَلٰى حُكْمِي، فَإِنْ فَعَلُوا فَلْيَبْعَثْ بِهِمْ إِلَيَّ سِلْمًا، وَإِنْ أَبَوْا فَلْيُقَاتِلْهُمْ، وَإِنْ فَعَلَ فَاسْمَعْ لَهُ وَأَطِعْ، وَإِنْ أَبٰى فَأَنْتَ الْأَمِيرُ عَلَيْهِ وَعَلَى النَّاسِ وَاضْرِبْ عُنُقَهُ وَابْعَثْ إِلَيَّ بِرَأْسِهِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کی رائے کو قبول کیا اور اسی مضمون کا خط عمر بن سعد کو لکھا۔ چنانچہ اس نے شمر بن ذی الجوشن کو کہا: اے شمر!) تم یہ خط لے کر عمر بن سعد کے پاس جاؤ۔ عمر بن سعد کو چاہیے کہ وہ حسین (رضی اللہ عنہ) اور ان کے قافلے کے لوگوں کو میرے حکم پر عمل کرنے کا کہے۔ اگر وہ لوگ میری بات مان لیں تو انہیں امن وامان کے ساتھ میرے پاس بھیج دو اور اگر وہ ماننے سے انکار کریں تو ان سے جنگ کرنا۔ اگر عمر بن سعد نے میری بات مان لی تو تم (شمر بن ذی الجوشن) بھی اس

کی بات سننا اور ماننا اور اگر اس نے انکار کیا تو تم ہی اس پر اور فوج پر امیر بن جانا اور عمر بن سعد کو قتل کر دینا اور اس کا سر میرے پاس بھیج دینا۔

ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَتَبَ مَعَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي لَمْ أَبْعَثْكَ إِلَى الْحُسَيْنِ لِتَكُفَّ عَنْهُ وَلَا لِتُمَنِّيَهُ وَلَا لِتَطَاوِلَهُ وَلَا لِتَقْعُدَ لَهُ عِنْدِي شَافِعًا، انْظُرْ فَإِنْ نَزَلَ الْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى الْحُكْمِ وَاسْتَسْلَمُوا فَابْعَثْ بِهِمْ إِلَيَّ سِلْمًا، وَإِنْ أَبَوْا فَازْحَفْ إِلَيْهِمْ حَتَّى تَقْتُلَهُمْ وَتُمَثِّلَ بِهِمْ فَإِنَّهُمْ لِذٰلِكَ مُسْتَحِقُّونَ، فَإِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَأَوْطِئِ الْخَيْلَ صَدْرَهُ وَظَهْرَهُ فَإِنَّهُ عَاقٌّ شَاقٌّ قَاطِعٌ ظَلُومٌ، فَإِنْ أَنْتَ مَضَيْتَ لِأَمْرِنَا جَزَيْنَاكَ جَزَاءَ السَّامِعِ الْمُطِيعِ، وَإِنْ أَنْتَ أَبَيْتَ فَاعْتَزِلْ جُنْدَنَا وَخَلِّ بَيْنَ شِمْرٍ وَبَيْنَ الْعَسْكَرِ، وَالسَّلَامُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55، 56 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: شمر بن ذی الجوشن کے ہاتھ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ایک خط لکھا: (جس کا مضمون یہ تھا) بعد از سلام! میں نے تمہیں حسین کے مقابلے میں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اس سے الگ رہو، یا اس پر احسان کرو یا اسے امیدیں دلاؤ یا مجھ سے اس کی سفارش کرو۔ دیکھو! اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم پر سر جھکا دیں او صلح کریں تو سب کو میرے پاس امن وامان پہنچا دو۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر اس طرح لشکر کشی کر کہ وہ سب قتل ہو جائیں۔ پھر ان کی لاشوں کا مثلہ کرو (اعضائے جسم کو کاٹ) کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ اگر حسین قتل ہو جائے تو قتل کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کو اوپر نیچے سے روند ڈالو کیونکہ وہ نافرمان، مخالف، خود سَر اور ظالم ہے۔

اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تمہیں ایک فرماں بردار کی طرح انعام ملے گا اور اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو ہمارے لشکر کو چھوڑ دو اور لشکر کی قیادت شمر بن ذی الجوشن کے حوالے کر دو۔ والسلام

عمر بن سعد اور شمر بن ذی الجوشن کی باہمی گفتگو:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَتَى شِمْرٌ بِكِتَابِ ابْنِ زِيَادٍ إِلَى عُمَرَ قَالَ لَهُ: مَا لَكَ وَيْلَكَ قَبَّحَ اللهُ مَا جِئْتَ بِهِ! وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ أَنْتَ ثَنَيْتَهُ أَنْ يَقْبَلَ مَا كُنْتُ كَتَبْتُ إِلَيْهِ بِهِ، أَفْسَدْتَ عَلَيْنَا أَمْرًا كُنَّا رَجَوْنَا أَنْ يَصْلُحَ، وَاللهِ لَا يَسْتَسْلِمُ الْحُسَيْنُ أَبَدًا وَاللهِ إِنَّ نَفْسَ أَبِيهِ لَبَيْنَ جَنْبَيْهِ .... وَنَهَضَ إِلَيْهِ عَشِيَّةَ الْخَمِيسِ لِتِسْعٍ مَضَيْنَ مِنَ الْمُحَرَّمِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص56 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب شمر؛ ابن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس پہنچا (اس کے سامنے ابن زیاد کا خط رکھا۔ عمر بن سعد سمجھ گئے کہ یہ شمر کی خباثت و شرارت ہے) عمر بن سعد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا کہ یہ کیا کیا؟ اللہ تجھے ہلاک اور برباد کرے۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا یقین ہے کہ تو نے خوشامد کے ذریعے اسے میری تحریر پر عمل کرنے سے دور رکھا۔ تو نے معاملہ خراب کر دیا جس کے سمجھ جانے کی ہمیں امید تھی۔ اللہ کی قسم! حسین کبھی بھی خود کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرے گا کیونکہ اس کے سینے میں اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) جیسا دل ہے......... ابن سعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا اور یہ نو محرم الحرام جمعرات کا دن تھا۔

خواب میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ رَكِبَ عُمَرُ وَالنَّاسُ مَعَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْحُسَيْنُ جَالِسٌ أَمَامَ بَيْتِهِ مُحْتَبِيًا بِسَيْفِهِ إِذْ خَفَقَ بِرَأْسِهِ عَلَى رُكْبَتِهِ، وَسَمِعَتْ أُخْتُهُ زَيْنَبُ الضَّجَّةَ فَدَنَتْ مِنْهُ فَأَيْقَظَتْهُ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: إِنَّكَ تَرُوحُ إِلَيْنَا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص56 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: پھر عمر بن سعد اپنے لشکر کے ہمراہ سوار ہو کر عصر کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے خیمے کے سامنے تشریف فرما تھے اور تلوار اپنی گود میں رکھے ہوئے تھے۔ نیم خوابی کی وجہ سے اپنا سر مبارک گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے (اسی دوران آپ نے ایک خواب دیکھا) آپ کی بہن سیدہ زینب نے ایک شور سنا، وہ آپ کے قریب آئیں اور آپ کو بیدار کیا۔ آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ میں نے خواب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ آپ شام کو ہمارے پاس آئیں گے۔

فائدہ: یہ خواب سن کر حضرت زینب کو رونا آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں صبر کی تلقین فرمائی۔

عباس بن علی رضی اللہ عنہما کا صورتحال سے آگاہ کرنا:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ أَخُوهُ: يَا أَخِي! أَتَاكَ الْقَوْمُ. فَنَهَضَ فَقَالَ: يَا أَخِي!

أَرْكَبُ بِنَفْسِي.فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: بَلْ أَرُوحُ أَنَا. فَقَالَ: ارْكَبْ أَنْتَ حَتّٰى تَلْقَاهُمْ فَتَقُولَ: مَا لَكُمْ ؟ وَمَا بَدَا لَكُمْ ؟ وَتَسْأَلُهُمْ عَمَّا جَاءَ بِهِمْ.

فَأَتَاهُمْ فِي نَحْوِ عِشْرِينَ فَارِسًا فِيهِمْ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا جَاءَ [أَمْرُ] الْأَمِيرِ بِكَذَا وَكَذَا.قَالَ: فَلَا تَعْجَلُوا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ فَأَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا ذَكَرْتُمْ.فَوَقَفُوا وَرَجَعَ الْعَبَّاسُ إِلَيْهِ بِالْخَبَرِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص56 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ بھائی جان! وہ لوگ ہم پر حملہ آور ہو گئے ہیں (یعنی ان کا مکمل ارادہ بن چکا ہے) یہ سن کر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرے بھائی! میں خود سوار ہو کر جاتا ہوں۔ حضرت عباس نے فرمایا: بلکہ میں جاتا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں سے جا کر ملو اور ان سے پوچھو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اور تمہارے آنے کی وجہ کیا ہے ؟ حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہما بیس گھڑ سواروں کو ساتھ لے کر ان کے پاس گئے جن میں زہیر بن القین شامل تھے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ امیر کا حکم اسی طرح آیا ہے (تم لوگ امیر کے حکم کے سامنے گردن جھکا لو ورنہ تمہیں مار دیا جائے گا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا ٹھہرو! میں حضرت ابو عبد اللہ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کے پاس جا کر ساری صورتحال عرض کرتا ہوں جو تم کہہ رہے ہو۔ چنانچہ وہ لوگ ٹھہر گئے۔ حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہ یہ خبر لے کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر

رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَخْبَرَهُ الْعَبَّاسُ بِقَوْلِهِمْ قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُؤَخِّرَهُمْ إِلَى غُدْوَةٍ لَعَلَّنَا نُصَلِّي لِرَبِّنَا هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَنَدْعُوهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ فَهُوَ يَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أُحِبُّ الصَّلَاةَ لَهُ وَتِلَاوَةَ كِتَابِهِ وَكَثْرَةَ الدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ. وَأَرَادَ الْحُسَيْنُ أَيْضًا أَنْ يُوصِيَ أَهْلَهُ. فَرَجَعَ إِلَيْهِمُ الْعَبَّاسُ وَقَالَ لَهُمْ: انْصَرِفُوا عَنَّا الْعَشِيَّةَ حَتّٰى نَنْظُرَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، فَإِذَا أَصْبَحْنَا الْتَقَيْنَا إِنْ شَاءَ اللهُ، فَإِمَّا رَضِينَاهُ وَإِمَّا رَدَدْنَاهُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص57 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت عباس (بن علی رضی اللہ عنہما) نے ان (شمر وغیرہ) لوگوں کی گفتگو کی اطلاع دی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ جائیں اور ان سے کہیں کہ اگر وہ کل صبح تک اس کو مؤخر کر سکتے ہیں (تو مؤخر کر دیں) تاکہ ہم آج رات اپنے رب کے حضور نماز ادا کر سکیں، دعا مانگ سکیں، استغفار کر سکیں، کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں نماز کو محبوب رکھتا ہوں، اس کی کتاب کی تلاوت کو محبوب رکھتا ہوں اور دعا و مناجات اور کثرت استغفار کو محبوب رکھتا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو کچھ وصیتیں (اور نصیحتیں) کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم لوگ آج رات یہاں سے چلے جاؤ (یعنی جنگ نہ کرو) تاکہ ہم اس معاملہ میں غور و فکر کر سکیں۔ ان شاء اللہ صبح کے وقت ملاقات ہو گی۔ یا تو ہم ان کی بات کو تسلیم کر لیں یا انکار کر دیں گے۔

فائدہ: شمر اور عمر بن سعد وغیرہ نے باہمی مشورے سے اس بات کو قبول کر لیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَجَمَعَ الْحُسَيْنُ أَصْحَابَهُ بَعْدَ رُجُوعِ عُمَرَ فَقَالَ: أُثْنِي عَلَى اللهِ أَحْسَنَ الثَّنَاءِ وَأَحْمَدُهُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ عَلَى أَنْ أَكْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّةِ وَجَعَلْتَ لَنَا أَسْمَاعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً وَعَلَّمْتَنَا الْقُرْآنَ وَفَقَّهْتَنَا فِي الدِّينِ فَاجْعَلْنَا لَكَ مِنَ الشَّاكِرِينَ أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَصْحَابًا أَوْفَى وَلَا خَيْرًا مِنْ أَصْحَابِي، وَلَا أَهْلَ بَيْتٍ أَبَرَّ وَلَا أَوْصَلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَجَزَاكُمُ اللهُ جَمِيعًا عَنِّي خَيْرًا أَلَا وَإِنِّي لَأَظُنُّ يَوْمَنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَعْدَاءِ غَدًا وَإِنِّي قَدْ أَذِنْتُ لَكُمْ جَمِيعًا فَانْطَلِقُوا فِي حِلٍّ لَيْسَ عَلَيْكُمْ مِنِّي ذِمَامٌ، هٰذَا اللَّيْلُ قَدْ غَشِيَكُمْ فَاتَّخِذُوهُ جَمَلًا وَلْيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِيَدِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَجَزَاكُمُ اللهُ جَمِيعًا، ثُمَّ تَفَرَّقُوا فِي الْبِلَادِ فِي سَوَادِكُمْ وَمَدَائِنِكُمْ حَتّٰى يُفَرِّجَ اللهُ، فَإِنَّ الْقَوْمَ يَطْلُبُونِي وَلَوْ أَصَابُونِي لَهَوْا عَنْ طَلَبِ غَيْرِي.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص57 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمر بن سعد کے چلے جانے کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قافلے والوں کو جمع کیا اور (نہایت پرجوش انداز میں) خطبہ دیا، جس میں فرمایا: میں اللہ کی اچھی ثنا بیان کرتا ہوں اور ہر حال میں شکر ادا کرتا ہوں، راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی۔ اے اللہ میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں نبوت کے رشتے سے عزت بخشی۔ آپ نے ہمیں (حق بات سننے کے لیے) کان دیے (حق بات دیکھنے کے لیے) آنکھیں دیں اور (حق بات سمجھنے کے لیے) دل دیا۔ آپ نے ہمیں قرآن کی تعلیم دی، آپ نے ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائی اور آپ نے ہمیں اپنے شکر گزار

بندوں میں شامل فرمایا۔ اما بعد! میرے علم کے مطابق آج کسی شخص کے ایسے وفادار ساتھی نہیں ہیں جیسے میرے ساتھی ہیں اور نہ کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ نیک اور فرمانبر ادہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو میری طرف سے جزائے خیر دے، ہو سکتا ہے کہ ان دشمنوں کی طرف سے کل کا دن ہمارا آخری دن ثابت ہو اس لیے میری طرف سے سب کو اجازت ہے کہ آپ لوگوں کو جہاں پناہ ملتی ہوں وہاں چلے جائیں، آپ لوگوں کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔ رات چھاچکی ہے، اپنی سواریوں کو تیار کرو اور تم سے ہر شخص میرے اہل بیت کے ایک ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے جائے۔ اللہ تم سب لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اپنے اپنے شہروں، قصبوں اور علاقوں میں پھیل جاؤ یہاں تک کہ اللہ کوئی راستہ نکال دے۔ کیونکہ دشمن صرف میرا طلب گار ہے۔ جب مجھے پالے گا تو دوسروں کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔

فائدہ: آپ رضی اللہ عنہ کے سب رفقاء نے وفاداری کا مکمل یقین دلاتے ہوئے کہا ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت:

اس موقع پر حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما بے قرار ہو گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی دی اور صبر کی تلقین کرتے ہوئے بطور وصیت فرمایا:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يَا أُخَيَّةُ! إِنِّي أُقْسِمُ عَلَيْكِ لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا، وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا، وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ إِنْ أَنَا هَلَكْتُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص59 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: میری بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری وجہ سے تم اپنے کپڑے

نہ پھاڑنا، اپنا چہرہ نہ نوچنا اور میری شہادت کی خبر سن کر مجھ پر آہ وزاری نہ کرنا۔

عاشوراء (دسویں محرم) کی رات:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَمْسَوْا قَامُوا اللَّيْلَ كُلَّهُ يُصَلُّونَ وَيَسْتَغْفِرُونَ وَيَتَضَرَّعُونَ وَيَدْعُونَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص59 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب رات ہو گئی تو (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے) قافلہ کے تمام لوگ رات بھر کے لیے نماز میں مصروف ہو گئے، استغفار کرنے لگے، گڑگڑانے لگے اور دعا ومناجات کرنے لگے۔

صفوں کی ترتیب:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا صَلَّى عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ الْغَدَاةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَقِيلَ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ خَرَجَ فِيمَنْ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَعَبَّى الْحُسَيْنُ أَصْحَابَهُ وَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، وَكَانَ مَعَهُ اثْنَانِ وَثَلَاثُونَ فَارِسًا وَأَرْبَعُونَ رَاجِلًا، فَجَعَلَ زُهَيْرَ بْنَ الْقَيْنِ فِي مَيْمَنَةِ أَصْحَابِهِ وَحَبِيبَ بْنَ مُطَهَّرٍ فِي مَيْسَرَتِهِمْ، وَأَعْطَى رَايَتَهُ الْعَبَّاسَ أَخَاهُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص59 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: آخر کار دس محرم بروز جمعۃ المبارک (جبکہ ایک روایت کے مطابق ہفتے کے دن) جب عمر بن سعد نے فجر کی نماز ادا کر لی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ حضرت حسین

رضی اللہ عنہ کے قافلے کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی اور انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ کے ساتھ 32 سوار اور 40 پیدل (کل 72) افراد تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زُہیر بن القین کو لشکر کی دائیں جانب کا ذمہ دار بنایا جبکہ حبیب بن مطہر کو بائیں جانب کا، اور لشکر کا جھنڈا اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما کو دیا۔

حُر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کی لشکر حسینی میں شرکت اور شہادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَجَعَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَلٰى رُبُعِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَبْدَ اللهِ بْنَ زُهَيْرٍ الْأَزْدِيَّ، وَعَلٰى رُبُعِ رَبِيعَةَ وَكِنْدَةَ قَيْسَ بْنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، وَعَلٰى رُبُعِ مَذْحِجٍ وَأَسَدٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي سَبْرَةَ الْجُعْفِيَّ، وَعَلٰى رُبُعِ تَمِيمٍ وَهَمْدَانَ الْحُرَّ بْنَ يَزِيدَ الرِّيَاحِيَّ، فَشَهِدَ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ إِلَّا الْحُرُّ بْنُ يَزِيدَ فَإِنَّهُ عَدَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَقُتِلَ مَعَهُ.

الکامل فی التاریخ: ج 4 ص 60 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمر بن سعد نے (اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر ایک حصے کا الگ الگ امیر مقرر کیا) لشکر کے ایک چوتھائی حصے پر جس کا تعلق مدینہ والوں سے تھا ان پر امیر عبد اللہ بن زہیر ازدی کو، دوسرے چوتھائی حصے پر جس کا تعلق قبیلہ ربیعہ اور کندہ والوں سے تھا ان پر امیر قیس بن اشعث بن قیس کو، تیسرے چوتھائی حصے پر جس کا تعلق قبیلہ مذحج اور اسد سے تھا ان پر امیر عبد الرحمٰن بن ابی سبرہ الجعفی کو اور آخری چوتھائی حصے پر جس کا تعلق قبیلہ تمیم اور ہمدان سے تھا ان پر امیر حُر بن یزید الریاحی کو مقرر کیا، اور یہ سب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک رہے سوائے

حُر بن یزید کے۔ حُر بن یزید (ابن زیاد کے لشکر کے چھوڑ کر) حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے آملا اور آپ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہو گیا۔

دشمنوں سے دوٹوک خطاب:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا رَاٰی أَصْحَابُ عُمَرَ النَّارَ تَلْتَهِبُ فِي الْقَصَبِ نَادٰى شِمْرٌ الْحُسَيْنَ: تَعَجَّلْتَ النَّارَ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْقِيَامَةِ! فَعَرَفَهُ الْحُسَيْنُ فَقَالَ: أَنْتَ أَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا! ثُمَّ رَكِبَ الْحُسَيْنُ رَاحِلَتَهٗ وَتَقَدَّمَ إِلَى النَّاسِ وَنَادٰى بِصَوْتٍ عَالٍ يَسْمَعُهٗ كُلُّ النَّاسِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوا قَوْلِي وَلَا تُعَجِّلُونِي حَتّٰى أَعِظَهُمْ بِمَا يَجِبُ لَكُمْ عَلَيَّ وَحَتّٰى أَعْتَذِرَ إِلَيْكُمْ مِنْ مَقْدَمِي عَلَيْكُمْ، فَإِنْ قَبِلْتُمْ عُذْرِي وَصَدَّقْتُمْ قَوْلِي وَأَنْصَفْتُمُونِي كُنْتُمْ بِذٰلِكَ أَسْعَدَ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيَّ سَبِيلٌ، وَإِنْ لَمْ تَقْبَلُوا مِنِّي الْعُذْرَ ﴿فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ﴾ ﴿اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾

الکامل فی التاریخ: ج4 ص61 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب عمر بن سعد کے ساتھیوں نے وہ بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی جو خیموں کے پیچھے گڑھوں میں لگائی گئی تھی تو شمر بن ذی الجوشن نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پکارتے ہوئے کہا: اے حسین! تو نے قیامت سے پہلے دنیا میں اپنے لیے آگ (میں جلنے) کے لیے جلدی کی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے پہچان لیا تو فرمایا کہ تو ہی جہنم کی آگ میں جلنے کا مستحق ہے۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہوئے، لوگوں کی طرف بڑھے اور بلند آواز سے انہیں ایک خطبہ دیا جو

ہر شخص نے سنا: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! میری بات سنو، جلدی نہ کرو تا کہ میں نصیحت کا حق ادا کر سکوں جو میرے ذمہ ہے اور میں تم لوگوں کو اپنے یہاں آنے کی وجہ بتا سکوں۔ اگر تم لوگوں کو میری بات معقول اور سچی نظر آئے اور تم مجھ سے انصاف سے کام لو تو تم نہایت نیک بخت ہو گے اور تمہیں مجھے قتل کرنے کا کوئی حق نہیں ہو گا، اور اگر تم میرا عذر قبول نہ کرو تو پھر تم اپنے شریکوں کو ساتھ ملا کر (میرے خلاف) اپنی تدبیروں کو خوب پختہ کر لو، پھر جو تدبیر تم کرو وہ تمہارے دل میں کسی گھٹن کا باعث نہ بنے، بلکہ میرے خلاف جو فیصلہ تم نے کیا ہو، اسے (دل کھول کر) کر گزرو، اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ میرا محافظ تو اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے اور وہ نیک لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔

روسائے کوفہ سے خطاب:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَنَادٰی: یَا شَبَثُ بْنَ رِبْعِیٍّ! وَیَا حَجَّارُ بْنَ أَبْجَرَ! وَیَا قَیْسُ بْنَ الْأَشْعَثِ! وَیَا زَیْدُ بْنَ الْحَارِثِ! أَلَمْ تَکْتُبُوا إِلَیَّ فِی الْقُدُومِ عَلَیْکُمْ؟ قَالُوا: لَمْ نَفْعَلْ. ثُمَّ قَالَ: بَلٰی فَعَلْتُمْ. ثُمَّ قَالَ: أَیُّهَا النَّاسُ! إِذْ کَرِهْتُمُونِی فَدَعُونِی أَنْصَرِفُ إِلٰی مَأْمَنِی مِنَ الْأَرْضِ. قَالَ: فَقَالَ لَهٗ قَیْسُ بْنُ الْأَشْعَثِ: أَوَلَا تَنْزِلُ عَلٰی حُکْمِ ابْنِ عَمِّكَ، یَعْنِی ابْنَ زِیَادٍ، فَإِنَّكَ لَنْ تَرٰی إِلَّا مَا تُحِبُّ.

فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ: ... وَاللّٰهِ وَلَا أُعْطِیهِمْ بِیَدِی عَطَاءَ الذَّلِیلِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص62 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (میدان کربلا میں ایک موقع پر) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے (کوفہ کے روساء کو نام بنام پکار کر) فرمایا: اے شبث بن ربعی! اے حجار بن ابجر! اے قیس بن

اشعث !اے زید بن حارث !کیا آپ لوگوں نے مجھے اپنے ہاں بلانے کے لیے خطوط نہیں لکھے ؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے (خطوط لکھنے والا کام) نہیں کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یقیناً تم لوگوں نے ہی کیا ہے۔ پھر فرمایا:

اگر تم لوگ میرے یہاں آنے کو پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو تاکہ میں پر امن علاقے کی طرف چلا جاؤں۔

اس کے بعد قیس بن اشعث نے کہا: آپ اپنے چچازاد ابن زیاد کی بات کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ یقیناً آپ وہ بات دیکھیں گے جو آپ کو محبوب ہے۔ (یعنی آپ سے برا سلوک نہیں کریں گے)....حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کبھی اپنا ہاتھ ذلیل آدمی کی طرح ان کے ہاتھ میں نہیں دوں گا۔

ابن زیاد کے بجائے یزید سے ملاقات کی وجہ:

یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید سے ملاقات اور اس سے بیعت پر رضامندی کا عندیہ کئی مقام پر دیتے رہے جیسا کہ عمر بن سعد سے گفتگو کے وقت تین مطالبات کے ضمن میں گزرا اور ابھی اوپر روساء کوفہ کے ساتھ گفتگو کے ضمن میں بھی گزرا ہے لیکن ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور گرفتار ہو کر اس کے پاس جانے سے برابر انکار کیوں کرتے رہے جبکہ عبید اللہ بن زیاد اپنی نہیں بلکہ یزید ہی کی بیعت لینا چاہتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ہدف سیاسی اصلاحات کے نفاذ کا تھا اور آپ ان سیاسی اصلاحات کے نفاذ کی شرط پر یزید کی بیعت کرنے کا عندیہ دیتے رہے۔ چونکہ یہ اختیار صرف یزید کے پاس تھا اس لیے اس کے ساتھ براہ راست ملاقات کرنا بھی چاہتے تھے اور اگر وہ اصلاحات کو مان لیتا تو بیعت بھی فرما لیتے۔ جبکہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس سیاسی اصلاحات کے نفاذ کا اختیار نہیں تھا اس لیے اس

کے پاس جانے اور بیعت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ بالخصوص ایسے حالات میں جبکہ وہ تحفظ دیے بغیر اور یزید کے پاس بحفاظت پہنچانے کی ضمانت دیے بغیر غیر مشروط طور پر بیعت لینے کا اصرار کرتا رہا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ محض اپنی جان بچانے کے لیے یزید کی بیعت پر قطعاً آمادگی کا اظہار نہیں کر رہے تھے۔ اگر جان بچانا مقصود ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ابن زیاد کی فوج کے سامنے اس کا اظہار کر دیتے جو کہ آپ کی فوج سے چالیس گنا زیادہ تھی۔ اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تحریک عزیمت کو پست زاویہ نگاہ سے دیکھنا ذہنی پستی کی علامت، ناصبیت کے نظریات سے متاثر ہونے اور اصل حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

زہیر بن القین رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُمْ: يَا عِبَادَ اللهِ! إِنَّ وَلَدَ فَاطِمَةَ أَحَقُّ بِالْوُدِّ وَالنَّصْرِ مِنَ ابْنِ سُمَيَّةَ فَإِنْ كُنْتُمْ لَمْ تَنْصُرُوهُمْ فَأُعِيذُكُمْ بِاللهِ أَنْ تَقْتُلُوهُمْ. خَلُّوا بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ ابْنِ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَلَعَمْرِي إِنَّ يَزِيدَ لَيَرْضَى مِنْ طَاعَتِكُمْ بِدُونِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ فَرَمَاهُ شِمْرٌ بِسَهْمٍ وَقَالَ: اسْكُتْ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص63 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: زہیر بن القین نے دشمنوں سے کہا: اے اللہ کے بندو! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ سمیہ کے بیٹے (عبید اللہ بن زیاد) سے زیادہ محبت و نصرت کا حقدار ہے۔ اگر تم ان لوگوں (حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آپ کے لشکر) کی مدد و نصرت نہیں کر سکتے تو میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہو اس بات سے تم ان کو قتل

کرو۔(میری بات مانو) ان کو اور ان کے چچازاد بھائی یزید بن معاویہ کو (معاملہ حل کرنے کے لیے) چھوڑ دو۔ بخدا! یزید بن معاویہ قتل حسین کے بغیر بھی تم لوگوں کی اطاعت سے راضی رہے گا۔ (جب بات بڑھ گئی) تو شمر بن ذی الجوشن نے زہیر بن القین پر تیر چلا دیا اور کہا چپ ہو جا!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین اور اس کی سزا:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

تَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنۡهُمۡ يُقَالُ لَهُ ابۡنُ حَوۡزَةَ فَقَالَ: أَفِيكُمُ الۡحُسَيۡنُ؟ فَلَمۡ يُجِبۡهُ أَحَدٌ فَقَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالُوا: نَعَمۡ! فَمَا حَاجَتُكَ؟ قَالَ: يَا حُسَيۡنُ! أَبۡشِرۡ بِالنَّارِ. قَالَ لَهُ: كَذَبۡتَ بَلۡ أَقۡدَمُ عَلٰى رَبٍّ رَحِيمٍ وَشَفِيعٍ مُطَاعٍ، فَمَنۡ أَنۡتَ، قَالَ:ابۡنُ حَوۡزَةَ. فَرَفَعَ الۡحُسَيۡنُ يَدَيۡهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ حُزَّهُ إِلَى النَّارِ! فَغَضِبَ ابۡنُ حَوۡزَةَ فَأَقۡحَمَ فَرَسَهُ فِي نَهۡرٍ بَيۡنَهُمَا فَتَعَلَّقَتۡ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ وَجَالَتۡ بِهِ الۡفَرَسُ فَسَقَطَ عَنۡهَا فَانۡقَطَعَتۡ فَخِذُهُ وَسَاقُهُ وَقَدَمُهُ وَبَقِيَ جَنۡبُهُ الۡآخَرُ مُتَعَلِّقًا بِالرِّكَابِ يُضۡرَبُ بِهِ كُلُّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ حَتّٰى مَاتَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص66 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: دشمن کی صفوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا جسے "ابن حوزہ" کہا جاتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم میں حسین ہیں؟ قافلہ حسینی میں سے کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ اس نے تین بار پوچھا: لوگوں نے بتایا کہ ہاں موجود ہیں۔ تمہیں ان سے کیا کام ہے؟ ابن حوزہ کہنے لگا کہ اے حسین! جہنم کی بشارت قبول کر! حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا کہ تو جھوٹ بولتا ہے، میں تو رب رحیم اور (رسول) شفیع و مطاع کے پاس جاؤں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے

جواب دیا کہ ابن حوزہ! حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور اسے بددعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے جہنم کی آگ میں کھینچ لے! ابن حوزہ کو غصہ آیا اس نے اپنے گھوڑے کو آپ کی طرف بڑھانا چاہا لیکن آپ کے اور اس کے درمیان ایک گڑھا تھا اس کا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں پھنس گیا، گھوڑا اسے لے کر میدان میں بھاگا۔ ابن حوزہ اس کی پشت سے نیچے گرا جس سے اس کی ایک ران، ایک پنڈلی اور ایک پاؤں کٹ گیا اور اس کا آدھا حصہ اسی رکاب میں اٹکا رہا جس کی وجہ سے وہ پتھروں اور درختوں سے ٹکراتا رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

مسروق بن وائل کا فرار:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ مَسْرُوقُ بْنُ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيُّ قَدْ خَرَجَ مَعَهُمْ وَقَالَ لَعَلِّي: أُصِيبُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ، فَأُصِيبُ بِهِ مَنْزِلَةً عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ، فَلَمَّا رَأَى مَا صَنَعَ اللهُ بِابْنِ حَوْزَةَ بِدُعَاءِ الْحُسَيْنِ رَجَعَ وَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ شَيْئًا، لَا أُقَاتِلُهُمْ أَبَدًا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص66 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: مسروق بن وائل حضرمی پہلے دشمن کے لشکر کے ساتھ آیا اور کہا کہ شاید حسین کا سر میں کاٹ لوں اور اس کے ذریعے ابن زیاد کے ہاں میرا مرتبہ بڑھ جائے۔ جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بددعا کی وجہ سے ابن حوزہ کا انجام دیکھا تو واپس پلٹ گیا، اور کہا کہ اس خاندان کی ایسی عظیم الشان کرامت (ابن حوزہ کی ہلاکت کی صورت میں) دیکھی ہے تو میں اب کبھی ان سے جنگ نہیں کروں گا۔

عمرو بن قرظہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

خَرَجَ عَمْرُو بْنُ قَرَظَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَاتَلَ دُونَ الْحُسَيْنِ فَقُتِلَ، وَكَانَ أَخُوهُ مَعَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، فَنَادٰى: يَا حُسَيْنُ! يَا كَذَّابُ ابْنَ الْكَذَّابِ! أَضْلَلْتَ أَخِي وَغَرَرْتَهٗ حَتّٰى قَتَلْتَهٗ! فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُضِلَّ أَخَاكَ بَلْ هَدَاهُ وَأَضَلَّكَ.

قَالَ: قَتَلَنِي اللّٰهُ إِنْ لَمْ أَقْتُلْكَ أَوْ أَمُوتَ دُونَكَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص67 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمرو بن قرظہ انصاری حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حفاظت کی خاطر جنگ کے لیے نکلے اور خود شہید ہو گئے۔ ان کا ایک بھائی (علی بن قرظہ) ابن سعد کے لشکر میں تھا۔ (جب اس نے دیکھا کہ لشکر حسینی میں شریک اس کے بھائی حضرت عمرو بن قرظہ انصاری رحمہ اللہ شہید ہو گئے ہیں) تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: اے کذاب بن کذاب! تو نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور اسے دھوکہ دیا یہاں تک کہ تو نے اسے قتل کیا (یعنی قتل کا سبب بنے ہو) آپ نے جواب دیا: اللہ نے تمہارے بھائی کو گمراہ نہیں کیا بلکہ اسے ہدایت دی ہے اور تجھے گمراہ کیا ہے۔ اس نے کہا: اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے ہلاک کرے یا پھر میں تجھے مارنے میں خود ہی مر جاؤں۔

مسلم بن عوسجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت اور شہادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

صُرِعَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ الْأَسَدِيُّ، وَانْصَرَفَ عَمْرٌو وَمُسْلِمٌ صَرِيعٌ، فَمَشٰى إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ وَبِهٖ رَمَقٌ فَقَالَ: رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا مُسْلِمَ بْنَ عَوْسَجَةَ ﴿فَمِنْهُمْ

مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ﴾ وَ دَنَا مِنْهُ حَبِيبُ بْنُ مُطَهِّرٍ وَقَالَ: عَزَّ عَلَيَّ مَصْرَعُكَ أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، وَلَوْلَا أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي فِي أَثَرِكَ لَاحِقٌ بِكَ لَأَحْبَبْتُ أَنْ تُوصِيَنِي حَتّٰى أَحْفَظَكَ بِمَا أَنْتَ لَهٗ أَهْلٌ.

فَقَالَ: أُوصِيكَ بِهٰذَا، رَحِمَكَ اللهُ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْحُسَيْنِ، أَنْ تَمُوتَ دُونَهٗ.فَقَالَ: أَفْعَلُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص67 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (لشکر حسینی میں) مسلم بن عوسجہ اسدی زخمی ہو کر گر پڑے۔ عمرو بن حجاج انہیں اس طرح گرا پڑا چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ چل کر آپ کے پاس آئے، ابھی زندگی کے کچھ آثار آپ میں باقی تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلم بن عوسجہ! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ (پھر قرآن کریم کی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ) ”کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اپنی جان قربان کرنے کی نذر پوری کر دی اور شہادت پالی اور کچھ لوگ اس کے انتظار میں ہیں۔“ پھر حبیب بن مطہر رحمہ اللہ آپ کے قریب آئے اور فرمایا: آپ کے قتل ہونے کا مجھے انتہائی صدمہ ہے (لیکن ایمان پر شہادت کی وجہ سے) آپ کو جنت کی خوشخبری ہو۔ نیز میں جانتا ہوں کہ آپ کے بعد میں بھی شہید ہونے والا ہوں ورنہ میں آپ سے یہ کہتا کہ آپ کا جو دل چاہے مجھے وصیت کریں تاکہ میں اسے پورا کروں جیسا کہ آپ کے مقام کا تقاضا ہے (کہ آپ کی وصیت پوری ہونی چاہیے)۔ مسلم بن عوسجہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے بارے میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کی حفاظت کرتے ہوئے (آپ کو اپنی جان بھی دینی پڑے تو) اپنی جان دے دینا۔ حبیب بن مطہر نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

کمک کی طلب:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَاتَلَ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ قِتَالًا شَدِيدًا وَهُمُ اثْنَانِ وَثَلَاثُونَ فَارِسًا، فَلَمْ تَحْمِلْ عَلَى جَانِبٍ مِنْ خَيْلِ الْكُوفَةِ إِلَّا كَشَفَتْهُ.

فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَزْرَةُ بْنُ قَيْسٍ، وَهُوَ عَلَى خَيْلِ الْكُوفَةِ، بَعَثَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ: أَلَا تَرَى مَا تَلْقَى خَيْلِي هٰذَا الْيَوْمَ مِنْ هٰذِهِ الْعِدَّةِ الْيَسِيرَةِ؟ ابْعَثْ إِلَيْهِمُ الرِّجَالَ وَالرُّمَاةَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص68 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے بڑی جرات اور قوت سے جنگ لڑی، کل بتیس سوار تھے، وہ اہلِ کوفہ کے سواروں پر جس جانب سے بھی حملہ کرتے انہیں شکست دے دیتے۔ جب اہلِ کوفہ کے سواروں کے سردار عزرہ بن قیس نے یہ منظر دیکھا (کہ اس کے لشکر کے لوگ ہر طرف سے پسپا ہو رہے ہیں) تو اس نے عمر بن سعد کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان چند سواروں کے مقابلے میں میرے سواروں پر کیا سختی گزر رہی ہے! اس لیے ان کے مقابلے کے لیے پیدل اور تیر اندازوں کو میرے پاس جلدی بھیج دو۔

علی بن حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آلِ بَنِي أَبِي طَالِبٍ يَوْمَئِذٍ عَلِيٌّ الْأَكْبَرُ ابْنُ الْحُسَيْنِ، وَأُمُّهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي مُرَّةَ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّةُ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ حَمَلَ

عَلَيْهِمْ وَهُوَ يَقُولُ:

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ
نَحْنُ وَرَبِّ الْبَيْتِ أَوْلَى بِالنَّبِيِّ
تَاللهِ لَا يَحْكُمُ فِينَا ابْنُ الدَّعِيِّ

فَفَعَلَ ذٰلِكَ مِرَارًا، فَحَمَلَ عَلَيْهِ مُرَّةُ بْنُ مُنْقِذٍ الْعَبْدِيُّ فَطَعَنَهُ فَصُرِعَ وَقَطَّعَهُ النَّاسُ بِسُيُوفِهِمْ، فَلَمَّا رَآهُ الْحُسَيْنُ قَالَ: قَتَلَ اللهُ قَوْمًا قَتَلُوكَ يَا بُنَيَّ! مَا أَجْرَأَهُمْ عَلَى اللهِ وَعَلَى انْتِهَاكِ حُرْمَةِ الرَّسُولِ: عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَاءُ.
وَأَقْبَلَ الْحُسَيْنُ إِلَيْهِ وَمَعَهُ فِتْيَانُهُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص74 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: بنو ابی طالب میں سے اس دن (دس محرم الحرام 61ھ میدان کربلا میں) سب سے پہلے شہید ہونے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے علی اکبر ہیں جن کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود الثقفی ہیں۔ سبب یہ ہوا کہ وہ میدان میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمنوں کی طرف بڑھے:

- میں علی بن حسین بن علی ہوں۔
- رب کعبہ کی قسم! ہم لوگ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں۔
- بخدا! ہم ابن سمیہ (عبید اللہ بن زیاد) کے حکم کو نہیں مانیں گے۔

آپ بار بار یہی رجز پڑھ رہے تھے۔ مرہ بن منقذ العبدی نے آپ پر حملہ کیا، نیزہ مارا جس کی وجہ سے آپ زخمی ہو کر گر گئے اور دشمن کے لشکر نے آپ کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا: اے بیٹے! اللہ ایسی قوم کو ہلاک کرے جس نے تجھے قتل کیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آبروریزی کرنے پر ان کی جرأت کس قدر بڑھی ہوئی ہے؟ (کس قدر بے

وقوف لوگ ہیں) تیرے بعد اب دنیا پر خاک ہے۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ چند جوانوں کو لے کر اپنے بیٹے علی اکبر کی طرف بڑھے۔ (انہوں نے آپ کے جسد خاکی کو وہاں سے اٹھایا اور خیمے میں لے آئے)

عبد اللہ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَدَعَا الْحُسَيْنُ بِابْنِهِ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ صَغِيرٌ فَأَجْلَسَهُ فِي حِجْرِهِ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَذَبَحَهُ، فَأَخَذَ الْحُسَيْنُ دَمَهُ فَصَبَّهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ: رَبِّي إِنْ تَكُنْ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ مِنَ السَّمَاءِ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ وَانْتَقِمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ الظَّالِمِينَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص75 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو بلایا جو ابھی کم سن تھے اور ان کو اپنی گود میں بٹھایا۔ بنو اسد کے ایک شخص نے تیر مار کر عبد اللہ بن حسین کو شہید کر دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کا خون لے کر زمین پر ڈال دیا اور فرمایا: اے میرے رب! اگر تو نے آسمان سے ہمارے لیے نصرت نازل نہیں کی تو جو اس سے بہتر ہے وہ ہمیں عطا فرما! اور ان ظالم لوگوں سے تو خود ہماری طرف سے انتقام لے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَاشْتَدَّ عَطَشُ الْحُسَيْنِ فَدَنَا مِنَ الْفُرَاتِ لِيَشْرَبَ فَرَمَاهُ حُصَيْنُ بْنُ

نُمَيْرٍ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ فِي فَمِهِ فَجَعَلَ يَتَلَقَّى الدَّمَ بِيَدِهِ وَرَمَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ مَا يُصْنَعُ بِابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ! اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا، وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا!

الکامل فی التاریخ:4ص76 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس کی شدت بڑھ گئی، تو آپ پانی پینے کے لیے دریائے فرات کے قریب آئے۔ حصین بن نمیر نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے حلق میں آلگا۔ آپ نے اپنے خون کو ہاتھوں میں لیا اور آسمان کی طرف اچھال دیا۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے اللہ! میں آپ کی طرف اس بات کی شکایت کرتا ہوں جو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اے اللہ! ان سے گن گن کر بدلہ لے! ان کو چن چن کر ہلاک فرما! اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَحَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَضَرَبَ زُرْعَةُ بْنُ شَرِيكٍ التَّمِيمِيُّ عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرَى وَضَرَبَ أَيْضًا عَلَى عَاتِقِهِ ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ وَهُوَ يَقُومُ وَيَكْبُو، وَحَمَلَ عَلَيْهِ فِي تِلْكَ الْحَالِ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ النَّخَعِيُّ فَطَعَنَهُ بِالرُّمْحِ فَوَقَعَ، وَقَالَ لِخَوْلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الْأَصْبَحِيِّ: احْتَزَّ رَأْسَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ فَضَعُفَ وَأُرْعِدَ، فَقَالَ لَهُ سِنَانٌ: فَتَّ اللهُ عَضُدَكَ! وَنَزَلَ إِلَيْهِ فَذَبَحَهُ وَاحْتَزَّ رَأْسَهُ فَدَفَعَهُ إِلَى خَوْلِيٍّ.

الکامل فی التاریخ: ج4ص78 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: اس کے بعد آپ پر ہر طرف سے حملہ ہوا، زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ

رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ پر وار کیا اور اس نے آپ کے کندھے پر بھی حملہ کیا۔ اس کے بعد سب لوگ ہٹ کر ایک طرف ہو گئے، آپ اٹھنے کی کوشش کرتے لیکن اٹھ نہیں سکتے تھے۔ اسی حالت میں تھے کہ سنان بن انس نخعی نے آپ پر نیزے سے وار کیا اور آپ گر گئے۔ اس نے خولی بن یزید اصبحی سے کہا: اس کا سر کاٹ دو! اس نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور وہ سر نہ کاٹ سکا۔ سنان بن انس نے اس سے کہا کہ اللہ تیرے بازو کو توڑ دے یہ کہا اور (گھوڑے سے) نیچے آپ کی طرف آیا آپ کا سر؛ گردن سے الگ کر دیا اور خولی کی طرف پھینک دیا۔

شہادت کا دن اور سال:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ قَتْلُهُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ سَنَةَ إِحْدٰى وَسِتِّينَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص90 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: آپ کی شہادت دس محرم سن 61 ہجری میں ہوئی۔

آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا:

جنت اپنے سردار کی راہ تک رہی تھی۔ دسویں محرم کا ڈوبتا سورج اپنے ساتھ آفتاب اہل بیت کے وجود کو دنیا والوں سے اوجھل کر گیا لیکن اس کی کرنیں تا صبحِ قیامت روشنی بکھیرتی رہیں گی۔

قافلہ حسینی کے شہداء اور دشمن کے مقتولین کی تعداد:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ عِدَّةُ مَنْ قُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ رَجُلًا وَدَفَنَ

الْحُسَيْنَ وَأَصْحَابَهُ أَهْلُ الْغَاضِرِيَّةِ مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَعْدَ قَتْلِهِمْ بِيَوْمٍ- وَقُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ ثَمَانِيَةٌ وَثَمَانُونَ رَجُلًا سِوَى الْجَرْحَى فَصَلَّى عَلَيْهِمْ عُمَرُ وَدَفَنَهُمْ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص80 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: میدان کربلا میں قافلہ حسینی کے شہداء کی تعداد بہتر 72 تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے قافلہ کے شہداء کو قبیلہ بنو اسد کی شاخ اہل غاضریہ نے ایک دن کے بعد دفن کیا جبکہ عمر بن سعد کی فوج کے زخمیوں کے علاوہ اٹھاسی 88 افراد مارے گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ عمر بن سعد نے پڑھائی اور انہیں دفن کر دیا۔

چند شہداء کرام کے نام:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[1]: وَقُتِلَ الْحُسَيْنُ، قَتَلَهُ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ النَّخَعِيُّ، لَعَنَهُ اللهُ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ کا قاتل سنان بن انس النخعی ملعون ہے۔

[2]: وَقُتِلَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ أُمُّ الْبَنِينَ بِنْتُ حِزَامٍ، قَتَلَهُ زَيْدُ بْنُ رُقَادٍ الْجُنُبِيُّ وَحَكِيمُ بْنُ الطُّفَيْلِ السِّنْبِسِيُّ.

حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو ام البنین بنت حزام کے بیٹے ہیں اور آپ کا قاتل زید بن رُقاد الجُنبی اور حکیم بن طفیل السنبسی ہے۔

[3]: وَقُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ أُمُّ الْبَنِينَ أَيْضًا.

حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو ام البنین بنت حزام کے بیٹے ہیں۔

[4]: وَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ أُمُّ الْبَنِينَ أَيْضًا.

حضرت عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو ام البنین بنت حزام کے بیٹے ہیں۔

[5]: وَقُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ أُمُّ الْبَنِينَ أَيْضًا، رَمَاهُ خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيدَ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ.

حضرت عثمان بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو ام البنین بنت حزام کے بیٹے ہیں۔ آپ کو خولی بن یزید نے تیر مار کر شہید کیا۔

[6]: وَقُتِلَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ، قَتَلَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي دَارِمٍ.

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل بنو دارم کا ایک شخص ہے۔

[7]: وَقُتِلَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ لَيْلَى بِنْتُ مَسْعُودٍ الدَّارِمِيَّةُ، وَقَدْ شُكَّ فِي قَتْلِهِ.

حضرت ابو بکر بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے شہید ہونے میں مورخین کو شک ہے۔

[8]: وَقُتِلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ لَيْلَى ابْنَةُ أَبِي مُرَّةَ بْنِ عُرْوَةَ الثَّقَفِيِّ، وَأُمُّهَا مَيْمُونَةُ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ، قَتَلَهُ مُنْقِذُ بْنُ النُّعْمَانِ الْعَبْدِيُّ.

حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ الثقفی کے بیٹے ہیں۔ لیلیٰ بنت مرہ کی والدہ میمونہ بنت ابو سفیان بن حرب ہیں۔ آپ کا قاتل منقذ بن نعمان العبدی ہے۔

[9]: وَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَأُمُّهُ الرَّبَابُ ابْنَةُ امْرِءِ الْقَيْسِ

الْكَلْبِيِّ، قَتَلَهُ هَانِئُ بْنُ ثُبَيْتٍ الْحَضْرَمِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے جو رباب بنت امرء القیس الکلبی کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل ہانی بن ثُبیت الحضرمی ہے۔

[10]: وَقُتِلَ أَبُو بَكْرٍ ابْنُ أَخِيهِ الْحَسَنِ أَيْضًا، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ. قَتَلَهُ حَرْمَلَةُ بْنُ الْكَاهِنِ، رَمَاهُ بِسَهْمٍ.

حضرت ابو بکر بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم (جو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں) شہید ہوئے جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل حرملہ بن الکاہن ہے۔ اس نے آپ کو تیر مار کر شہید کیا۔

[11]: وَقُتِلَ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ أَيْضًا، قَتَلَهُ سَعْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْأَزْدِيُّ.

حضرت قاسم بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم (جو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں) شہید ہوئے۔ آپ کا قاتل عمرو بن نفیل الازدی ہے۔

[12]: وَقُتِلَ عَوْنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأُمُّهُ جُمَانَةُ بِنْتُ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجَبَةَ الْفَزَارِيِّ، قَتَلَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ قُطْبَةَ الطَّائِيُّ.

حضرت عون بن ابی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ جو جمانہ بنت مسیب بن نجبہ الفزاری کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل عبد اللہ بن قطبہ الطائی ہے۔

[13]: وَقُتِلَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَأُمُّهُ الْخَوْصَاءُ بِنْتُ خَصَفَةَ بْنِ تَيْمِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَتَلَهُ عَامِرُ بْنُ نَهْشَلٍ التَّيْمِيُّ.

حضرت محمد بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو خوصاء بنت خصفہ بن تیم اللہ بن ثعلبہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل عامر بن نہشل التیمی ہے۔

[14]: وَقُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأُمُّهُ أُمُّ بَنِينَ ابْنَةِ الشُّقْرِ بْنِ الْهِضَابِ، قَتَلَهُ بِشْرُ بْنُ الْخُوطِ الْهَمْدَانِيُّ.

حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو ام بنین بنت شُقرِین الہِضاب کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل بِشر بن خُوط الہمدانی ہے۔

[15]: وَقُتِلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَقِيلٍ، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ، قَتَلَهُ عُثْمَانُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ.

حضرت عبد الرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل عثمان بن خالد الجُہنی ہے۔

[16]: وَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَقِيلٍ، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ، رَمَاهُ عَمْرُو بْنُ صُبَيْحٍ الصَّيْدَاوِيُّ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ.

حضرت عبد اللہ بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل عمرو بن صبیح الصیداوی ہے جس نے تیر مار کر آپ کو شہید کیا۔

[17]: وَقُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ بِالْكُوفَةِ، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ.

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوئے جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔

[18]: وَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ، وَأُمُّهُ رُقَيَّةُ ابْنَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَتَلَهُ عَمْرُو بْنُ صُبَيْحٍ الصَّيْدَاوِيُّ، وَيُقَالُ قَتَلَهُ مَالِكُ بْنُ أُسَيْدٍ الْحَضْرَمِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو رقیہ بنت علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل عمرو بن صبیح الصیداوی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق آپ کا قاتل مالک بن اُسید الحضرمی ہے۔

[19]: وَقُتِلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَعِيدِ بْنِ عَقِيلٍ، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ، قَتَلَهُ لَقِيطُ بْنُ يَاسِرٍ الْجُهَنِيُّ.

حضرت محمد بن ابو سعید بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔ آپ کا قاتل لقیط بن یاسر الجُہنی ہے۔

[☆]: وَاسْتُصْغِرَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ - وَأُمُّهُ خَوْلَةُ بِنْتُ مَنْظُورِ بْنِ زَبَّانَ الْفَزَارِيِّ،

حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو کم سن سمجھا گیا۔ آپ خولہ بنت منظور بن زَبّان الفزاری کے بیٹے ہیں۔

[☆]: وَاسْتُصْغِرَ عَمْرُو بْنُ الْحُسَيْنِ، وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ، فَلَمْ يُقْتَلَا.

حضرت عمرو بن حسین رضی اللہ عنہ کو کم سن سمجھا گیا جو ام ولد (کنیز) کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں (حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل نہیں کیا گیا۔

[20]: وَقُتِلَ مِنَ الْمَوَالِي سُلَيْمَانُ مَوْلَى الْحُسَيْنِ، قَتَلَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَوْفٍ الْحَضْرَمِيُّ

آزاد کردہ غلاموں میں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سلیمان رحمہ اللہ شہید ہوئے۔ آپ کا قاتل سلیمان بن عوف الحضرمی ہے۔

[21]: وَقُتِلَ مُنْجِحٌ مَوْلَى الْحُسَيْنِ أَيْضًا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مُنْجِح رحمہ اللہ بھی شہید ہوئے۔

[22]: وَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُقْطُرٍ رَضِيعُ الْحُسَيْنِ.

حضرت عبد اللہ بن بقطر رحمہ اللہ شہید ہوئے جو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔

الکامل فی التاریخ: ج4 ص92، 93 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

سر مبارک خولی بن یزید کے گھر میں:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ أُرْسِلَ رَأْسُهُ وَرُءُوسُ أَصْحَابِهِ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ مَعَ خَوْلِيِّ بْنِ يَزِيدَ وَحُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْأَزْدِيِّ، فَوَجَدَ خَوْلِيٌّ الْقَصْرَ مُغْلَقًا فَأَتَى مَنْزِلَهُ فَوَضَعَ الرَّأْسَ تَحْتَ إِجَّانَةٍ فِي مَنْزِلِهِ وَدَخَلَ فِرَاشَهُ وَقَالَ لِامْرَأَتِهِ النَّوَّارِ: جِئْتُكِ بِغِنَى الدَّهْرِ، هٰذَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ مَعَكِ فِي الدَّارِ. فَقَالَتْ: وَيْلَكَ! جَاءَ النَّاسُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجِئْتَ بِرَأْسِ ابْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ! وَاللهِ لَا يَجْمَعُ رَأْسِي وَرَأْسَكَ بَيْتٌ أَبَدًا! وَقَامَتْ مِنَ الْفِرَاشِ فَخَرَجَتْ إِلَى الدَّارِ، قَالَتْ: فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ إِلَى نُورٍ يَسْطَعُ مِثْلِ الْعَمُودِ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْإِجَّانَةِ، وَرَأَيْتُ طَيْرًا أَبْيَضَ يُرَفْرِفُ حَوْلَهَا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص80 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو خولی بن یزید اور حمید بن مسلم الازدی کی نگرانی میں آپ کے سر مبارک اور قافلہ حسینی کے دیگر شہداء کے سروں کو ابن زیاد تک پہنچایا گیا۔ خولی؛ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اٹھائے ہوئے ابن زیاد کی قصر امارت (سرکاری عمارت) کی طرف آیا۔ اس کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اٹھائے اپنے گھر آیا، اور گھر میں موجود کپڑے دھونے والے ایک برتن (ٹب) کے نیچے رکھ دیا اور اپنی خواب گاہ (آرام کرنے کا کمرہ) میں آیا۔ اپنی بیوی جس کا نام ''نوار'' تھا سے کہنے لگا کہ دنیا جہاں کی دولت تیرے پاس لایا ہوں۔ یعنی تیرے گھر میں حسین کا سر لایا ہوں۔

وہ کہنے لگی: تجھے موت آئے، باقی لوگ گھروں میں سونا چاندی لے کر آتے

ہیں اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کا سر لے آیا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ آج کے بعد میں اور تو ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ نوار یہ کہہ کر بستر سے اٹھی اور صحن کی طرف گئی (جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا ہوا تھا)۔ نوار کہتی ہے کہ میں نے آسمان سے نور کا ایک ستون اس برتن تک نظر آتا دیکھا جس کے نیچے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا ہوا تھا اور سفید رنگ کا پرندہ اس کے ارد گرد اڑ رہا تھا۔

ابن زیاد کے دربار میں

ارے بد بخت!

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَصۡبَحَ غَدَا بِالرَّأۡسِ إِلَى ابۡنِ زِيَادٍ ..... وَأُذِّنَ لِلنَّاسِ فَأُحۡضِرَتِ الرُّءُوسُ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَهُوَ يَنۡكُتُ بِقَضِيبٍ بَيۡنَ ثَنِيَّتَيۡهِ سَاعَةً. فَلَمَّا رَآهُ زَيۡدُ بۡنُ الۡأَرۡقَمِ لَا يَرۡفَعُ قَضِيبَهُ قَالَ: أَعۡلِ هٰذَا الۡقَضِيبَ عَنۡ هَاتَيۡنِ الثَّنِيَّتَيۡنِ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيۡرُهُ لَقَدۡ رَأَيۡتُ شَفَتَيۡ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَاتَيۡنِ الشَّفَتَيۡنِ يُقَبِّلُهُمَا! ثُمَّ بَكَى.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص81 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب صبح ہوئی تو وہ (خولی بن یزید) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا...... لوگوں کو جمع کیا گیا۔ قافلہ حسینی کے شہداء کے مبارک سروں کو ابن زیاد کے سامنے رکھ دیا گیا۔ ابن زیاد اپنی چھڑی کے ذریعے کافی دیر تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دندان مبارک کے ساتھ کھیلتا رہا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ (اس مجلس میں موجود تھے ضعیف العمر ہونے کے باوجود قوی الایمان تھے) نے جب دیکھا کہ ابن زیاد چھڑی نہیں ہٹا رہا تو اس سے فرمانے لگے: اپنی چھڑی کو ان مبارک ہونٹوں اور دندان سے دور کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کو ان ہونٹوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ کہا اور پھر رو دیے۔

علی بن حسین (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) بچ گئے:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ انْتَهَوْا إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ فَأَرَادَ شِمْرٌ قَتْلَهُ، فَقَالَ لَهُ حُمَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سُبْحَانَ اللهُ أَتَقْتُلُ الصِّبْيَانَ! وَكَانَ مَرِيضًا، وَجَاءَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ فَقَالَ: لَا يَدْخُلَنَّ بَيْتَ هٰذِهِ النِّسْوَةِ أَحَدٌ وَلَا يَعْرِضْ لِهٰذَا الْغُلَامِ الْمَرِيضِ، وَمَنْ أَخَذَ مِنْ مَتَاعِهِمْ شَيْئًا فَلْيَرُدَّهُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص79 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (میدان کربلا میں) دشمن کا لشکر حضرت علی بن حسین زین العابدین تک پہنچ گیا، شمر آپ کو بھی قتل کرنا چاہتا تھا۔ حمید بن مسلم نے شمر سے کہا کہ سبحان اللہ! آپ بچوں کو قتل کرتے ہیں؟ اس وقت علی بن حسین بیمار تھے۔ عمر بن سعد آیا اور کہنے لگا کہ خواتین کے خیموں میں کوئی داخل نہ ہو اور نہ کوئی اس مریض لڑکے کو تنگ کرے۔ جنہوں نے ان کا کوئی سامان لے لیا ہے وہ واپس کر دے۔

زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کا ابن زیاد کو خطاب:

قافلہ حسینی کے تمام مرد سوائے حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے کربلا میں شہید کر دیے گئے۔ آپ رحمہ اللہ کو ابن زیاد نے باغی سمجھ کر قتل کرنا چاہا۔

امام ابو الحسن ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ عَلِيٌّ: مَنْ تُوكِلُ بِهٰذِهِ النِّسْوَةِ؟ وَتَعَلَّقَتْ بِهِ زَيْنَبُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ زِيَادٍ حَسْبُكَ مِنَّا، أَمَا رَوِيتَ مِنْ دِمَائِنَا؟ وَهَلْ أَبْقَيْتَ مِنَّا أَحَدًا؟ وَاعْتَنَقَتْهُ وَقَالَتْ: أَسْأَلُكَ بِاللهِ إِنْ كُنْتَ مُؤْمِنًا إِنْ قَتَلْتَهُ لَمَا قَتَلْتَنِي مَعَهُ!

الکامل فی التاریخ: ج4 ص82 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت علی (بن حسین زین العابدین) رحمہ اللہ نے ابن زیاد سے فرمایا کہ ان خواتین کا ذمہ دار کس کو بنایا ہے؟ اس وقت حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کو اُن کی پھوپھی سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما نے اپنے قریب بلا لیا اور ابن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اب ہم پر ظلم کرنا بند کر دو! کیا ابھی تک ہمارے خون سے تیری پیاس نہیں بجھی؟ کیا تو نے ہم میں سے کسی کو باقی چھوڑا ہے؟ یہ فرما کر زین العابدین کو گلے لگالیا اور ابن زیاد سے فرمایا: میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تجھ میں ایمان ہے تو (میری بات کو مان۔ اور وہ یہ ہے کہ) تو اگر علی بن حسین (زین العابدین) کو قتل کرنا چاہتا ہے تو پھر مجھے بھی اس کے ساتھ ہی قتل کر دے۔

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ابن زیاد کو خطاب:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا ابْنَ زِيَادٍ إِنْ كَانَتْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُنَّ قَرَابَةٌ فَابْعَثْ مَعَهُنَّ رَجُلًا تَقِيًّا يَصْحَبُهُنَّ بِصُحْبَةِ الْإِسْلَامِ. ثُمَّ قَالَ ..... دَعُوا الْغُلَامَ يَنْطَلِقُ مَعَ نِسَائِهِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص82 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے (ابن زیاد کا ارادہ دیکھا کہ وہ قتل کرنے پر تُلا ہوا ہے تو) اس سے فرمایا: ابن زیاد! اگر تیرے اور ان خواتین کے ساتھ کوئی قریبی رشتہ داری ہے تو ان خواتین کے ساتھ کسی صالح متقی انسان کو بھیجنا جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ان کی رفاقت اختیار کر سکے۔ ابن زیاد نے کہا کہ اس نوجوان (علی بن حسین زین العابدین) کو چھوڑ دو، یہ اپنی خواتین کو لے کر جائے۔

کربلا تا دمشق

کربلا سے کوفہ، کوفہ سے دمشق:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ أَرْسَلَ ابْنُ زِيَادٍ رَأْسَ الْحُسَيْنِ وَرُءُوسَ أَصْحَابِهِ مَعَ زَحْرِ بْنِ قَيْسٍ إِلَى الشَّامِ إِلَى يَزِيدَ وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ، وَقِيلَ: مَعَ شِمْرٍ وَجَمَاعَةٍ مَعَهُ، وَأَرْسَلَ مَعَهُ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ، وَفِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص83 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے مبارک سر زَحر بن قیس کو دے کر یزید کے پاس شام بھیجے۔ اس کے ساتھ ایک جماعت بھی گئی۔ ایک قول کے مطابق شمر اور ایک جماعت کو دے کر روانہ کیا۔ ابن زیاد نے عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ ہی بھیج دیا۔ علی بن حسین (زین العابدین رحمہ اللہ) بھی ہمراہ تھے۔

فائدہ: عبید اللہ بن زیاد ظالم وجابر اور سنگدل انسان ہونے کے باوجود اس سارے معاملے کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بغاوت سمجھتا تھا اور اس کے نزدیک باغی صرف وہی مرد تھے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر لڑ رہے تھے۔ گھر کے بچوں اور خواتین کو باغی اور سزا کا مستحق بھی نہیں سمجھتا تھا، اس لیے اس نے قافلہ حسینی کی خواتین اور بچوں سے بدسلوکی نہیں کی، بلکہ ان کی رہائش، لباس اور خوارک کا بھی انتظام کرایا۔

بعض من گھڑت باتیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ سے دمشق تک قافلہ سادات کی خواتین کے ساتھ انتہائی بدسلوکی کی، انہیں ننگے سر چلایا گیا، ان کے پاؤں میں زنجیریں ڈالی گئیں، قیدیوں کی طرح انہیں اونٹوں پر بٹھایا گیا۔ مگر یہ بدسلوکی کسی تاریخی کتاب میں معتبر سند سے ثابت نہیں ہے۔

قابل مذمت رویہ:

آج کل اس سارے واقعہ کو العیاذ باللہ فلمایا جاتا ہے۔ ابن زیاد، اس کے سپاہیوں، قافلہ سادات کی خواتین اور بچوں کے فرضی کردار دکھائے جاتے ہیں، اس سے سادات خاندان اور اہل بیت کے قافلے کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔

دربار یزید میں

قافلہ سادات کے سامنے یزید کا ردِ عمل:

سادات کا قافلہ دمشق؛ دربارِ یزید میں داخل ہوا۔

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَدَمَعَتْ عَيْنَا يَزِيدَ وَقَالَ: كُنْتُ أَرْضَى مِنْ طَاعَتِكُمْ بِدُونِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ، لَعَنَ اللهُ ابْنَ سُمَيَّةَ! أَمَا وَاللهِ لَوْ أَنِّي صَاحِبُهُ لَعَفَوْتُ عَنْهُ. فَرَحِمَ اللهُ الْحُسَيْنَ!

الکامل فی التاریخ: ج4 ص84 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یزید نے (اس پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور) روتے ہوئے کہا کہ میں تو

تمہاری سرکشی (بصورت اطاعت) سے قتل حسین کے بغیر بھی راضی رہتا۔ خدا ابن سمیہ (عبید اللہ بن زیاد) پر لعنت کرے (اس نے قتل ہی کرا دیا)۔ اللہ کی قسم! میں وہاں موجود ہوتا تو معاف کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ حسین (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے۔

یزید کی بیوی کا رونا چلانا:

یزید کی بیوی ہندہ بنت عبد اللہ نے جب خبر سنی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے، تو وہ بہت چلائی۔

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَرَأْسُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَعْوِلِي عَلَيْهِ وَحُدِّي عَلَى ابْنِ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَرِيحَةِ قُرَيْشٍ عَجَّلَ عَلَيْهِ ابْنُ زِيَادٍ فَقَتَلَهُ، قَتَلَهُ اللهُ!

الکامل فی التاریخ: ج4 ص84، 85 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: اس نے یزید سے کہا: اے امیر المومنین! کیا یہ حسین بن علی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کے لخت جگر کا سر ہے؟ یزید نے کہا: ہاں۔ اب تم نواسہ رسول، خاندان قریش کے چشم و چراغ پر نوحہ زاری کرو! خدا ابن زیاد کو ہلاک کرے! اس نے اس معاملے میں جلدی کی اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا۔

فائدہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کو تلقین فرمائی تھی کہ میری شہادت پر کپڑے نہ پھاڑنا، چہرہ نہ نوچنا اور نہ ہی اپنی ہلاکت کی دعا کرنا۔

چنانچہ امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری

ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يَا أُخَيَّةُ! إِنِّي أُقْسِمُ عَلَيْكِ لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا، وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا، وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ إِنْ أَنَا هَلَكْتُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص59 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: میری بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری وجہ سے تم اپنے کپڑے نہ پھاڑنا، اپنا چہرہ نہ نوچنا اور میری شہادت کی خبر سن کر مجھ پر آہ وزاری نہ کرنا۔

لیکن یزید نے اپنی بیوی کو حکم دیا تھا تم نوحہ کرو!

دربارِ یزید میں پیش آنے والا ایک واقعہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ: هَبْ لِي هٰذِهِ، يَعْنِي فَاطِمَةَ، فَأَخَذَتْ بِثِيَابِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ، وَكَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا، فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَذَبْتَ وَلَؤُمْتَ، مَا ذٰلِكَ لَكَ وَلَا لَهُ.

فَغَضِبَ يَزِيدُ وَقَالَ: كَذَبْتِ وَاللّٰهِ، إِنَّ ذٰلِكَ لِي وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَفْعَلَهُ لَفَعَلْتُهُ.

قَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ، مَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا وَتَدِينَ بِغَيْرِ دِينِنَا.

فَغَضَبَ يَزِيدُ وَاسْتَطَارَ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّايَ تَسْتَقْبِلِينَ بِهٰذَا؟ إِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّينِ أَبُوكِ وَأَخُوكِ!

قَالَتْ زَيْنَبُ: بِدِينِ اللّٰهِ وَدِينِ أَبِي وَأَخِي وَجَدِّي اهْتَدَيْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ وَجَدُّكَ.

قَالَ: كَذَبْتِ يَا عَدُوَّةَ اللهِ!

قَالَتْ: أَنْتَ أَمِيرٌ تَشْتُمُ ظَالِمًا وَتَقْهَرُ بِسُلْطَانِكَ؟ فَاسْتَحَى وَسَكَتَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص86 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یزید کے دربار میں ایک شامی شخص نے (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک کم عمر بیٹی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا اور) کہا: یہ مجھے دے دیں یعنی فاطمہ۔ فاطمہ نے یہ سن کر اپنی بہن زینب رضی اللہ عنہا کے دامن کو پکڑ لیا جو عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے جھوٹے اور قابل ملامت انسان! نہ تجھے حق ہے نہ یزید کو۔

یزید نے غصہ میں آکر کہا: تم خود جھوٹی ہو! خدا کی قسم یہ بات میرے اختیار میں ہے، اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

زینب نے کہا: خدا کی قسم! اللہ نے یہ کام تمہارے لیے جائز قرار نہیں دیا، الا یہ کہ تم ہماری ملت (اسلام) سے خارج ہو جاؤ اور ہمارے دین کے سوا کسی اور دین کو اپنالو۔

یزید اس بات پر غصہ ہو گیا اور دیوانہ بن گیا۔ اس نے کہا: تم مجھ سے اس طرح مقابلہ کرتی ہو؟ دین سے تو خارج ہوا تھا تمہارا باپ اور تمہارا بھائی۔

زینب نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے، میرے باپ، میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ہدایت پائی تھی۔

یزید نے کہا: اے خدا کی دشمن تو جھوٹ بولتی ہے۔

زینب نے کہا: تم امیر ہو، ظالمانہ گالیاں دیتے ہو اور اپنی بادشاہت کی وجہ سے قہر کرتے ہو۔

اس پر یزید شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔

قافلہ سادات کی مدینہ روانگی اور یزید کا ان کے لیے سامان تیار کروانا:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُسَيِّرَهُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ أَمَرَ يَزِيدُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ أَنْ يُجَهِّزَهُمْ بِمَا يُصْلِحُهُمْ وَيُسَيِّرَ مَعَهُمْ رَجُلًا أَمِينًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَمَعَهُ خَيْلٌ يَسِيرُ بِهِمْ إِلَى الْمَدِينَةِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص87 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب یزید نے قافلہ سادات کو مدینہ واپس بھیجنے کا ارادہ کیا تو یزید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قافلہ سادات کی روانگی کا سامان تیار کرو جو اِن کی شان کے مطابق ہو اور ان کے ہمراہ اہل شام میں سے ایسے شخص کو روانہ کرو جو امانت دار ہو۔ اور اس کے ساتھ گھڑ سواروں کا ایک لشکر ہو جو انہیں مدینہ تک چھوڑ آئیں۔

مدینہ منورہ کی طرف

قافلہ سادات کی مدینہ روانگی:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

دَعَا عَلِيًّا لِيُوَدِّعَهُ وَقَالَ لَهُ: لَعَنَ اللهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ! أَمَا وَاللهِ لَوْ أَنِّي صَاحِبُهُ مَا سَأَلَنِي خَصْلَةً أَبَدًا إِلَّا أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا وَلَدَفَعْتُ الْحَتْفَ عَنْهُ بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُ وَلَوْ بِهَلَاكِ بَعْضِ وَلَدِي، وَلٰكِنْ قَضَى اللهُ مَا رَأَيْتَ يَا بُنَيَّ! كَاتِبْنِي حَاجَةً تَكُونُ لَكَ. وَأَوْصَى بِهِمْ هٰذَا الرَّسُولَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص87، 88 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یزید نے (جب قافلہ سادات کو روانہ کیا تو) حضرت علی بن الحسین (زین

العابدین) رحمہ اللہ کو الوداع کرنے لیے اپنے پاس بلایا اور کہا: اللہ؛ ابنِ مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) پر لعنت کرے۔ بخدا اگر میں خود اس جگہ ہوتا تو آپ کے والد حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے جس چیز کا مطالبہ کرتے میں ان کے مطالبے کو تسلیم کرتا اور وہ چیز انہیں دے دیتا۔ جہاں تک ممکن ہوتا ان کو قتل ہونے سے بچاتا، اگرچہ مجھے اپنی اولاد بھی قربان کرنا پڑتی لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔ صاحبزادے! آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو مجھے اطلاع بھیجنا۔ پھر یزید نے اس قاصد کو ان کے متعلق کچھ نصیحتیں کیں۔

محافظ کا حسنِ سلوک:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَخَرَجَ بِهِمْ فَكَانَ يُسَايِرُهُمْ لَيْلًا فَيَكُونُونَ أَمَامَهُ بِحَيْثُ لَا يَفُوتُونَ طَرْفَهُ، فَإِذَا نَزَلُوا تَنَحَّى عَنْهُمْ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، فَكَانُوا حَوْلَهُمْ كَهَيْئَةِ الْحَرَسِ، وَكَانَ يَسْأَلُهُمْ عَنْ حَاجَتِهِمْ وَيَلْطُفُ بِهِمْ حَتّٰى دَخَلُوا الْمَدِينَةَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص88 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: محافظ (اور اس کے ساتھ حفاظتی دستہ) قافلہ سادات کو لے کر رات کے وقت (دمشق سے مدینہ کی جانب) روانہ ہوا۔ قافلہ سادات اس کی نگرانی میں ہوتا، لمحہ بھر کے لیے بھی اوجھل نہیں ہوتا تھا۔ رات کو جس جگہ پڑاؤ ڈالتے، خود قافلے سے دور ہو جاتا اور اس کے ساتھی بھی۔ وہ ارد گرد چلے جاتے اور ان کا پہرہ دیتے۔ وہ ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھتا اور اچھے سلوک سے پیش آتا یہاں تک کہ قافلہ سادات مدینہ میں داخل ہوا۔

قافلہ سادات کی کڑے حالات میں بھی موروثی سخاوت کا منظر:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ لِأُخْتِهَا زَيْنَبَ: لَقَدْ أَحْسَنَ هٰذَا الرَّجُلُ إِلَيْنَا فَهَلْ لَكِ أَنْ نَصِلَهُ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا مَعَنَا مَا نَصِلُهُ بِهِ إِلَّا حُلِيُّنَا فَأَخْرَجَتَا سِوَارَيْنِ وَدُمْلُجَيْنِ لَهُمَا فَبَعَثَتَا بِهَا إِلَيْهِ وَاعْتَذَرَتَا، فَرَدَّ الْجَمِيعَ وَقَالَ: لَوْ كَانَ الَّذِي صَنَعْتُ لِلدُّنْيَا لَكَانَ فِي هٰذَا مَا يُرْضِينِي، وَلٰكِنْ وَاللهِ مَا فَعَلْتُهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص88 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا، تو حفاظتی دستے کے اچھے برتاؤ سے متاثر ہو کر) فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ محافظ نے (ہمیں سفر میں ہر طرح کی ممکنہ راحت دی ہے) ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا ہے (اس لیے ان کے احسان کے بدلے میں ان کو ہدیہ دینا چاہیے) کیا آپ کے پاس کچھ دینے کے لیے ہے؟ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ اب ہمارے پاس اپنے زیور کے سوا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اپنے اپنے (زیوات) کنگن اور بازو بند اتارے اور حفاظتی دستے کے سالار کے پاس بھیجے اور اور اس بات کی معذرت بھی کی کہ ہم زیادہ نہ دے سکے۔ اس نے وہ سارے زیورات واپس کر دیے اور کہا: اگر دنیا کے لیے یہ حسن سلوک کیا ہوتا تو یہ زیور بلکہ اس سے بھی کم چیز سے میں خوش ہو جاتا لیکن میں نے یہ صرف اللہ کی خاطر اور آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کی خاطر کیا ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے ذمہ داران

انصاف یہ ہے کہ اس سارے سانحے کا ذمہ دار کسی ایک فرد کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس میں مختلف افراد اور گروہ شریک ہیں۔ بعض سازشی عناصر، بعض نادان جبکہ بعض ضدی لوگ شامل ہیں۔ مختصراً ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1: اہلِ کوفہ:

جنہوں نے ہزاروں خطوط لکھے، مشکل وقت میں ساتھ دینے کے بجائے بے وفائی کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل حسین کے ذمہ داران میں سے زیادہ غصہ اہل کوفہ پر تھا۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا".

صحیح البخاری: رقم الحدیث5994

ترجمہ: ابن ابی نعم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان سے (حالت احرام میں) مچھر مارنے کے بارے میں پوچھا (کہ اس حالت میں مچھر کو مارنے سے کفارہ دینا پڑے گا یا نہیں؟) آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ اس نے بتایا کہ عراق۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے دیکھو! یہ مجھ سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھ رہا ہے

حالانکہ عراقیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا تھا۔ میں نے خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حسن وحسین دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

2: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ حِينَ جَاءَ نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَعَنَتْ أَهْلَ الْعِرَاقِ، وَقَالَتْ:قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، غَرُّوهُ.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص رقم الحدیث 2749

ترجمہ: حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اہلِ عراق پر لعنت کی اور فرمایا: ان لوگوں نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا، اللہ عزوجل انہیں ہلاک کرے، انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا۔

3: امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَنَادٰى: يَا شَبَثُ بْنَ رِبْعِيٍّ! وَيَا حَجَّارُ بْنَ أَبْجَرَ! وَيَا قَيْسُ بْنَ الْأَشْعَثِ! وَيَا زَيْدُ بْنَ الْحَارِثِ! أَلَمْ تَكْتُبُوا إِلَيَّ فِي الْقُدُومِ عَلَيْكُمْ؟ قَالُوا: لَمْ نَفْعَلْ. ثُمَّ قَالَ: بَلٰى فَعَلْتُمْ. ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِذْ كَرِهْتُمُونِي فَدَعُونِي أَنْصَرِفُ إِلٰى مَأْمَنِي مِنَ الْأَرْضِ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص62 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (میدان کربلا میں ایک موقع پر) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے (کوفہ کے روساء کو نام بنام پکار کر) فرمایا: اے شبث بن ربعی! اے حجار بن ابجر! اے قیس بن

اشعث! اے زید بن حارث! کیا تم لوگوں نے مجھے اپنے ہاں بلانے کے لیے خطوط نہیں لکھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے (خطوط لکھنے والا کام) نہیں کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یقیناً تم لوگوں نے ہی کیا ہے۔ پھر فرمایا: اگر تم لوگ میرے یہاں آنے کو پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو تا کہ میں پرامن علاقے کی طرف چلا جاؤں۔

2: عبید اللہ بن زیاد:

اس بدبخت نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی مجرم کی حیثیت دی اور بلارعایت ان کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے سر مبارک کو دیکھ کر اس کا دل نرم نہ ہوا بلکہ اس کی بے حرمتی کرتا رہا۔

1: امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا بِالرَّأْسِ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ ..... وَأُذِّنَ لِلنَّاسِ فَأُحْضِرَتِ الرُّءُوسُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَنْكُتُ بِقَضِيبٍ بَيْنَ ثَنِيَّتِهِ سَاعَةً.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص81 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب صبح ہوئی تو وہ (خولی بن یزید) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا...... لوگوں کو جمع کیا گیا۔ قافلہ حسینی کے شہداء کے مبارک سروں کو ابن زیاد کے سامنے رکھ دیا گیا۔ ابن زیاد اپنی چھڑی کے ذریعے کافی دیر تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دندان مبارک کے ساتھ کھیلتا رہا۔

2: امام ابو الحسن ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ عَلِيٌّ: مَنْ تُوَكِّلُ بِهٰذِهِ النِّسْوَةِ؟ وَتَعَلَّقَتْ بِهِ زَيْنَبُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ زِيَادٍ حَسْبُكَ مِنَّا، أَمَا رَوِيتَ مِنْ دِمَائِنَا؟ وَهَلْ أَبْقَيْتَ مِنَّا أَحَدًا؟

الکامل فی التاریخ: ج4 ص82 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت علی (بن حسین زین العابدین) رحمہ اللہ نے ابن زیاد سے فرمایا کہ ان خواتین کا ذمہ دار کس کو بنایا ہے؟ اس وقت حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کو اُن کی پھوپھی سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما نے اپنے قریب بلا لیا اور ابن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اب ہم پر ظلم کرنا بند کر دو! کیا ابھی تک ہمارے خون سے تیری پیاس نہیں بجھی؟ کیا تو نے ہم میں سے کسی کو باقی چھوڑا ہے؟

3: شمر بن ذی الجوشن:

یہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھا اور زخمی بھی ہوا، لیکن کربلا میں ابن زیاد کے لشکر کا نائب سالار یہی تھا۔ ابن زیاد کو سخت ترین اقدامات پر مجبور کرنے والا یہی تھا۔

1: امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَامَ إِلَيْهِ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ فَقَالَ: أَتَقْبَلُ هٰذَا مِنْهُ وَقَدْ نَزَلَ بِأَرْضِكَ وَإِلٰى جَنْبِكَ؟ وَاللّٰهِ لَئِنْ رَحَلَ مِنْ بِلَادِكَ وَلَمْ يَضَعْ يَدَهٗ فِي يَدِكَ لَيَكُونَنَّ أَوْلٰى بِالْقُوَّةِ وَالْعِزَّةِ وَلَتَكُونَنَّ أَوْلٰى بِالضَّعْفِ وَالْعَجْزِ. [فَلَا تُعْطِهٖ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَإِنَّهَا مِنَ الْوَهَنِ] وَلٰكِنْ لِيَنْزِلْ عَلٰى حُكْمِكَ هُوَ وَأَصْحَابُهٗ، فَإِنْ عَاقَبْتَ كُنْتَ وَلِيَّ الْعُقُوبَةِ، وَإِنْ عَفَوْتَ كَانَ ذٰلِكَ لَكَ، وَاللّٰهِ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ وَعُمَرَ يَتَحَدَّثَانِ عَامَّةَ اللَّيْلِ بَيْنَ الْعَسْكَرَيْنِ. فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ!

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (یہ سن کر) شمر بن ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: کیا آپ ان کے یہ مطالبات قبول کرتے ہیں جبکہ وہ تو آپ کی سلطنت میں اور آپ کے پہلو میں موجود ہیں؟! بخدا! اگر وہ آپ کی اطاعت کیے بغیر آپ کے شہر سے واپس چلے گئے تو ان کے

لیے قوت اور غلبہ جبکہ آپ کے لیے بزدلی اور کمزوری ہوگی۔ (انہیں ایسا موقع نہ دیں جو آپ کی ذلت کا باعث بنے۔) ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ اور ان کے قافلہ کے لوگ سب کے سب آپ کے حکم پر سر جھکا دیں اور اگر آپ (یزید کی بیعت نہ کرنے پر) سزا دیں تو آپ کو سزا دینے کا حق ہے اور اگر آپ (یزید کی بیعت کرنے پر) معاف کر دیں تو بھی آپ کو اختیار ہے۔ قسم بخدا! مجھے تو یہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعد پوری پوری رات لشکروں کے درمیان باتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی ملی بھگت ہے)۔ ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا کہ ہاں تم نے بڑی معقول بات کی ہے۔

2: امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَتٰى شِمْرٌ بِكِتَابِ ابْنِ زِيَادٍ إِلٰى عُمَرَ قَالَ لَهُ: مَا لَكَ وَيْلَكَ قَبَّحَ اللهُ مَا جِئْتَ بِهٖ! وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ أَنْتَ ثَنَيْتَهٗ أَنْ يَقْبَلَ مَا كُنْتُ كَتَبْتُ إِلَيْهِ بِهٖ، أَفْسَدْتَ عَلَيْنَا أَمْرًا كُنَّا رَجَوْنَا أَنْ يَصْلُحَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص56 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب شمر؛ ابن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس پہنچا (اس کے سامنے ابن زیاد کا خط رکھا۔ عمر بن سعد سمجھ گئے کہ یہ شمر کی خباثت و شرارت ہے) عمر بن سعد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا کہ یہ کیا کیا، اللہ تجھے ہلاک اور برباد کرے۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا یقین ہے کہ تو نے خوشامد کے ذریعے اسے میری تحریر پر عمل کرنے سے دور رکھا۔ تو نے وہ معاملہ خراب کر دیا جس کے سلجھ جانے کی ہمیں امید ہو گئی تھی۔

4: عمر بن سعد

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ آور فوج کی کمان اسی کے ہاتھ میں تھی۔
یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ یہ ابتداءً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی کارروائی میں شریک نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد کی دھمکیوں کی وجہ سے اس جنگ میں شریک ہو گیا۔ اس کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ فوج کی کمان اسی کے ہاتھ میں تھی۔ اگر یہ چاہتا تو حُر بن یزید رحمہ اللہ کی طرح ابن زیاد کی فوج سے علیحدہ ہو کر قافلہ حسینی میں شامل ہو جاتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَتَبَ مَعَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي لَمْ أَبْعَثْكَ إِلَى الْحُسَيْنِ لِتَكُفَّ عَنْهُ وَلَا لِتُمَنِّيَهُ وَلَا لِتَطَاوِلَهُ وَلَا لِتَقْعُدَ لَهُ عِنْدِي شَافِعًا. انْظُرْ فَإِنْ نَزَلَ الْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى الْحُكْمِ وَاسْتَسْلَمُوا فَابْعَثْ بِهِمْ إِلَيَّ سِلْمًا، وَإِنْ أَبَوْا فَازْحَفْ إِلَيْهِمْ حَتَّى تَقْتُلَهُمْ وَتُمَثِّلَ بِهِمْ فَإِنَّهُمْ لِذَلِكَ مُسْتَحِقُّونَ، فَإِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَأَوْطِئِ الْخَيْلَ صَدْرَهُ وَظَهْرَهُ فَإِنَّهُ عَاقٌّ شَاقٌّ قَاطِعٌ ظَلُومٌ. فَإِنْ أَنْتَ مَضَيْتَ لِأَمْرِنَا جَزَيْنَاكَ جَزَاءَ السَّامِعِ الْمُطِيعِ، وَإِنْ أَنْتَ أَبَيْتَ فَاعْتَزِلْ جُنْدَنَا وَخَلِّ بَيْنَ شِمْرٍ وَبَيْنَ الْعَسْكَرِ، وَالسَّلَامُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص55، 56 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: شمر بن ذی الجوشن کے ہاتھ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ایک خط لکھا: (جس کا مضمون یہ تھا) بعد از سلام! میں نے تمہیں حسین کے مقابلے میں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اس سے الگ رہو، یا اس پر احسان کرو یا اسے امیدیں دلاؤ یا مجھ سے اس کی سفارش کرو۔ دیکھو! اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم پر سر جھکا دیں او صلح

کریں تو سب کو میرے پاس امن وامان پہنچا دو۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر اس طرح لشکر کشی کر کہ وہ سب قتل ہو جائیں۔ پھر ان کی لاشوں کا مثلہ کرو (اعضائے جسم کو کاٹ) کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ اگر حسین قتل ہو جائے تو قتل کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کو اوپر نیچے سے روند ڈالو کیونکہ وہ نافرمان، مخالف، خودسَر اور ظالم ہے۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تمہیں ایک فرماں بردار کی طرح انعام ملے گا اور اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو ہمارے لشکر کو چھوڑ دو اور لشکر کی قیادت شمر بن ذی الجوشن کے حوالے کر دو۔ والسلام

5: زُرعہ بن شریک التمیمی:

اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر سخت وار کیا۔

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ضَرَبَ زُرْعَةُ بْنُ شَرِيْكٍ التَّمِيمِيُّ عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَضَرَبَ أَيْضًا عَلٰى عَاتِقِهٖ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص78 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ پر وار کیا اسی طرح اس نے آپ کے کندھے پر بھی حملہ کیا۔

6: سنان بن انس النخعی:

اس نے آپ پر نیزے سے وار کیا۔

امام ابو الحسن ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَمَلَ عَلَيْهِ فِي تِلْكَ الْحَالِ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ النَّخَعِيُّ فَطَعَنَهٗ بِالرُّمْحِ فَوَقَعَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص78 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں تھے کہ سنان بن انس نخعی نے آپ پر نیزے سے وار کیا اور آپ گر گئے۔

فائدہ: اسی ظالم بدبخت نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بھی گردن سے جدا کیا تھا۔

7:خولی بن یزید الا صبحی:

یہ یمن کے قبیلہ حِمْیَر سے تعلق رکھتا تھا جہاں سے عبد اللہ بن سبا نے جنم لیا تھا۔ قتل حسین میں اس کا بھی گھناؤنا کردار ہے۔

1: امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ لِخَوْلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الْأَصْبَحِيِّ: احْتَزَّ رَأْسَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ فَضَعُفَ وَأُرْعِدَ، فَقَالَ لَهُ سِنَانٌ: فَتَّ اللهُ عَضُدَكَ! وَنَزَلَ إِلَيْهِ فَذَبَحَهُ وَاحْتَزَّ رَأْسَهُ فَدَفَعَهُ إِلَى خَوْلِيِّ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص78 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: سنان بن انس نے خولی بن یزید اصبحی کو کہا حسین کا سر کاٹ دو! اس نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور وہ سر نہ کاٹ سکا۔ سنان بن انس نے اس سے کہا کہ اللہ تیرے بازو کو توڑ دے یہ کہا اور (گھوڑے سے) نیچے آپ کی طرف آیا آپ کا سر؛ گردن سے الگ کر دیا اور خولی کی طرف پھینک دیا۔

2: امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ أُرْسِلَ رَأْسُهُ وَرُءُوسُ أَصْحَابِهِ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ مَعَ خَوْلِيِّ بْنِ يَزِيدَ وَحُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْأَزْدِيِّ، فَوَجَدَ خَوْلِيٌّ الْقَصْرَ مُغْلَقًا فَأَتَى مَنْزِلَهُ فَوَضَعَ

الرَّأْسَ تَحْتَ إِجَّانَةٍ فِي مَنْزِلِهِ وَدَخَلَ فِرَاشَهُ وَقَالَ لِامْرَأَتِهِ النَّوَّارِ: جِئْتُكِ بِغِنَى الدَّهْرِ، هٰذَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ مَعَكِ فِي الدَّارِ. فَقَالَتْ: وَيْلَكَ! جَاءَ النَّاسُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجِئْتَ بِرَأْسِ ابْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ! وَاللهِ لَا يَجْمَعُ رَأْسِي وَرَأْسَكَ بَيْتٌ أَبَدًا! وَقَامَتْ مِنَ الْفِرَاشِ فَخَرَجَتْ إِلَى الدَّارِ، قَالَتْ: فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ إِلَى نُورٍ يَسْطَعُ مِثْلِ الْعَمُودِ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْإِجَّانَةِ، وَرَأَيْتُ طَيْرًا أَبْيَضَ يُرَفْرِفُ حَوْلَهَا.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص80 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو خولی بن یزید اور حمید بن مسلم الازدی کی نگرانی میں آپ کے سر مبارک اور قافلہ حسینی کے دیگر شہداء کے سروں کو ابن زیاد تک پہنچایا گیا۔ خولی؛ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اٹھائے ہوئے ابن زیاد کی قصر امارت (سرکاری عمارت) کی طرف آیا۔ اس کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اٹھائے اپنے گھر آیا، اور گھر میں موجود کپڑے دھونے والے ایک برتن (ٹب) کے نیچے رکھ دیا اور اپنی خواب گاہ (آرام کرنے کا کمرہ) میں آیا۔ اپنی بیوی جس کا نام "نوار" تھا سے کہنے لگا کہ دنیا جہاں کی دولت تیرے پاس لایا ہوں۔ یعنی تیرے گھر میں حسین کا سر لایا ہوں۔

وہ کہنے لگی: تجھے موت آئے، باقی لوگ گھروں میں سونا چاندی لے کر آتے ہیں اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کا سر لے آیا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ آج کے بعد میں اور تو ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ نوار یہ کہہ کر بستر سے اٹھی اور صحن کی طرف گئی (جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا ہوا تھا)۔ نوار کہتی ہے کہ میں نے آسمان سے نور کا ایک ستون اس برتن تک نظر آتا دیکھا جس کے نیچے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا ہوا تھا اور سفید رنگ کا پرندہ اس کے ارد گرد اڑ رہا تھا۔

8: یزید:

یزید کو قتلِ حسین رضی اللہ عنہ سے بری الذمہ قرار دینا درست نہیں۔

بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا جیسا کہ امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَدَمَعَتْ عَيْنَا يَزِيدَ وَقَالَ: كُنْتُ أَرْضَى مِنْ طَاعَتِكُمْ بِدُونِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ، لَعَنَ اللهُ ابْنَ سُمَيَّةَ! أَمَا وَاللهِ لَوْ أَنِّي صَاحِبُهُ لَعَفَوْتُ عَنْهُ، فَرَحِمَ اللهُ الْحُسَيْنَ!

الکامل فی التاریخ: ج4 ص84 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یزید نے (اس پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور) روتے ہوئے کہا کہ میں تو تمہاری سرکشی (بصورت اطاعت) سے قتل حسین کے بغیر بھی راضی رہتا۔ خدا ابن سمیہ (عبید اللہ بن زیاد) پر لعنت کرے (اس نے قتل ہی کرا دیا)۔ اللہ کی قسم! میں وہاں موجود ہوتا تو معاف کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ حسین (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے۔

لیکن کربلا کے بعد بھی یزید کی طرف سے ایسے خونی معرکے ہوئے جن میں واقعہ حرہ بطور خاص تاریخ کے سینے پر ثبت ہے۔ یزید کی طرف سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر فوج کشی کی گئی، ان مبارک شہروں کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یزید کا بظاہر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرنا اپنی بدنامی کو مٹانے کی ایک تدبیر کے سوا کچھ نہ تھا۔

نیز ایسے حقائق و شواہد موجود ہیں جن کی روشنی میں یزید کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ذیل میں ان چند وجود کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

وجہ نمبر 1:

یزید نے صاف طور پر عبید اللہ بن زیاد کو یہ نہیں لکھا کہ قافلہ حسینی کو پوری عزت و احترام کے ساتھ دمشق (شام) بھیجا جائے اور اس قافلہ کے کسی شخص کو قتل نہیں کرنا۔ اگر یزید کی طرف سے یہ واضح کر دیا جاتا تو ابن زیاد کبھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے قتل کا اقدام نہ کرتا کیونکہ وہ یزید کی حکومت کا پکا وفادار تھا، وہ کسی صورت بھی یزید کی مخالفت نہ کرتا۔

وجہ نمبر 2:

یزید اس سانحے کے وقت حکومت کے سب سے اونچے عہدے پر تھا۔ قاتلوں کو ان کے کیفرِ کردار تک پہنچانے کے مکمل اختیارات اس کے پاس تھے لیکن اختیارات کو بروئے کار لا کر قاتلین اور ذمہ داران کو سزائیں دینے یا کم از کم ان کو عہدوں سے برطرف کرنے کے بجائے محض مذمتی بیان دینے پر اکتفا کرنا اس کا وہ بنیادی جرم ہے جس کا داغ اس کے دامن سے کبھی نہیں دھل سکے گا۔

وجہ نمبر 3:

جب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بجائے یزید کی بیعت کر لی تو یزید نے انہیں شکریہ کا خط لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو خط لکھا جس میں اپنی بیعت کا ذکر کیا کہ میں نے آپ کی بیعت برضا و رغبت نہیں کی بلکہ امت میں انتشار کے ڈر سے کی ہے۔ اس خط میں واضح طور پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور جوانانِ عبد المطلب کا قاتل قرار دیا۔

چنانچہ مشہور مؤرخ ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد الشیبانی الجزری

ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) نقل کرتے ہیں:

فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ جَاءَنِي كِتَابُكَ، فَأَمَّا تَرْكِي بَيْعَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَوَاللهِ مَا أَرْجُو بِذٰلِكَ بِرَّكَ وَلَا حَمْدَكَ، وَلٰكِنَّ اللهَ بِالَّذِي أَنْوِي عَلِيمٌ، وَزَعَمْتَ أَنَّكَ لَسْتَ بِنَاسٍ بِرِّي، فَاحْبِسْ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ بِرَّكَ عَنِّي فَإِنِّي حَابِسٌ عَنْكَ بِرِّي، وَسَأَلْتَ أَنْ أُحَبِّبَ النَّاسَ إِلَيْكَ وَأُبَغِّضَهُمْ وَأُخَذِّلَهُمْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ، فَلَا وَلَا سُرُورَ وَلَا كَرَامَةَ، كَيْفَ وَقَدْ قَتَلْتَ حُسَيْنًا وَفِتْيَانُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَنُجُومُ الْأَعْلَامِ غَادَرَتْهُمْ خُيُولُكَ بِأَمْرِكَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ مُرَمَّلِينَ بِالدِّمَاءِ، مَسْلُوبِينَ بِالْعَرَاءِ، (مَقْتُولِينَ بِالظِّمَاءِ، لَا مُكَفَّنِينَ وَلَا مُوَسَّدِينَ) ، تَسْفِي عَلَيْهِمُ الرِّيَاحُ، وَيَنْشَى بِهِمْ عَرْجُ الْبِطَاحِ، حَتّٰى أَتَاحَ اللهُ بِقَوْمٍ لَمْ يُشْرَكُوا فِي دِمَائِهِمْ كَفَّنُوهُمْ وَأَجَنُّوهُمْ، وَبِي وَبِهِمْ لَوْ عَزَزْتَ وَجَلَسْتَ مَجْلِسَكَ الَّذِي جَلَسْتَ، فَمَا أَنْسَ مِنَ الْأَشْيَاءِ فَلَسْتُ بِنَاسٍ اطِّرَادَكَ حُسَيْنًا مِنْ حَرَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى حَرَمِ اللهِ، وَتَسْيِيرَكَ الْخُيُولَ إِلَيْهِ، فَمَا زِلْتَ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَشْخَصْتَهُ إِلَى الْعِرَاقِ، فَخَرَجَ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ، فَنَزَلَتْ بِهِ خَيْلُكَ عَدَاوَةً مِنْكَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا، فَطَلَبَ إِلَيْكُمُ الْمُوَادَعَةَ وَسَأَلَكُمُ الرَّجْعَةَ، فَاغْتَنَمْتُمْ قِلَّةَ أَنْصَارِهِ وَاسْتِئْصَالَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَتَعَاوَنْتُمْ عَلَيْهِ كَأَنَّكُمْ قَتَلْتُمْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، فَلَا شَيْءَ أَعْجَبُ عِنْدِي مِنْ طِلْبَتِكَ وُدِّي وَقَدْ قَتَلْتَ وَلَدَ أَبِي وَسَيْفُكَ يَقْطُرُ مِنْ دَمِي وَأَنْتَ أَحَدُ ثَأْرِي وَلَا يُعْجِبُكَ أَنْ ظَفِرْتَ بِنَا الْيَوْمَ فَلَنَظْفَرَنَّ بِكَ يَوْمًا، وَالسَّلَامُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص127 ذکر بعض سیرتہ واخبارہ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو خط لکھا۔ اما بعد: تمہارا خط مجھے موصول ہوا، میں نے جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نہیں کی تو واللہ

اس سلسلہ میں؛ میں تم سے حسن سلوک اور تمہاری تعریف کا خواہش مند نہیں ہوں، بلکہ جس نیت سے میں نے ایسا کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ گمان ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کرو گے تو اے انسان! اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس رکھو کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا رکھوں گا اور تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کروں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت دلاؤں اور ان کو رسوا کر دوں ایسا بالکل نہیں ہو سکتا، نہ تمہاری خوشی ہمیں منظور ہے اور نہ ہی تمہارا اعزاز، اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے حالانکہ تم نے حسین کو قتل کیا ہے اور جوانانِ عبد المطلب جو ہدایت کے چراغ اور نامور ستارے تھے انہیں تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے خون میں آلود کھلے میدان میں اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا وہ چھینا جا چکا تھا۔ پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے بجو باری باری سے ان کی لاشوں پر آتے جاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین نہ تھے، ان لوگوں نے آکر ان کو کفن دیا اور دفن کیا۔ حالانکہ اللہ کی قسم انہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے، اب میں خواہ سب چیزیں فراموش کر دوں، پر اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ تو نے ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مجبور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم سے حرم الٰہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل لگا رہا، یہاں تک کہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا۔ چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت میں نکلے کہ ان کو خوف لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے ان کو پکڑ لیا۔ یہ سب کچھ تو نے اللہ، رسول اور ان اہل بیت کی دشمنی میں کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست دور کر

کے ان کو خوب پاک صاف کر دیا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تمہارے سامنے صلح کی بھی پیش کش کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی درخواست کی مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یار و مددگار ہیں اور ان کے خاندان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے؛ موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلاف تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔ اس لیے میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہو گی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔ اب تو تو میرے انتقام کا ہدف ہے، اور اس خیال میں نہ رہنا کہ آج ہم نے فتح پالی ہے ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر فتح پا کر رہیں گے۔ والسلام

وجہ نمبر 4:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اس وقت کوفہ کے حاکم تھے۔ ان کی موجودگی میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ جب یزید کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے حاکمِ کوفہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَبَعَثَ يَزِيدُ فَعَزَلَ النُّعْمَانَ عَنِ الْكُوفَةِ وَضَمَّهَا إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ مَعَ الْبَصْرَةِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 4 ص 548 قصۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: یزید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی امارت سے معزول

کر دیا اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبید اللہ بن زیاد کے ماتحت کر دیا۔

وجہ نمبر 5:

یزید نے جب عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا نیا حاکم مقرر کیا تو اسے خط لکھا کہ کوفہ پہنچتے ہی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر قتل کر دو یا انہیں کوفہ سے نکال دو۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ یزید کا ان کے بارے میں قتل یا شہر بدر کرنے کا حکم دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اس پوری مہم میں برابر کا شریک ہے۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ: إِذَا قَدِمْتَ الْكُوفَةَ فَاطْلُبْ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ فَإِنْ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَاقْتُلْهُ أَوِ انْفِهِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص548 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف خط لکھا کہ جب تم کوفہ جاؤ تو مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرو۔ اگر اس پر قابو پالو تو اسے قتل کر دو یا پھر اسے کوفہ سے نکال دو۔

وجہ نمبر 6:

یزید کو جب علم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ آ رہے ہیں تو اس نے حاکمِ کوفہ عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ اب تمہارا امتحان ہے کہ تم ان حالات میں ان سے کس طرح نبرد آزما ہوتے ہو۔ یزید کا عبید اللہ بن زیاد کو اس طرز کا خط لکھنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے دشمنی کا واضح اظہار تھا۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی

رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ، أَنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوفَةِ وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمَانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَابْتُلِيتَ أَنْتَ بِهِ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُودُ عَبْدًا كَمَا تُرَقُّ الْعَبِيدُ وَ تُعَبَّدُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص561 صفۃ مخرج الحسین

ترجمہ: یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کوفہ آرہے ہیں، اب تمہارا امتحان آن پڑا ہے، جس کے لیے سب زمانوں میں تمہارے زمانے کو، سب شہروں میں سے تمہارے شہر کو اور سب حاکموں میں سے تمہیں آزمایا جائے گا۔ ایسے امتحانات میں ہی لوگ ترقی پاتے ہیں یا غلاموں کی طرح پست ہو جاتے ہیں۔

وجہ نمبر 7:

یزید کے دربار میں اہلِ شام کے ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک کم عمر بیٹی فاطمہ کے بارے میں کہا کہ یہ مجھے دے دیں۔ اس پر زینب بن حسین نے کہا کہ اس کا حق نہ تجھے ہے نہ یزید کو۔ تو اس مقام پر یزید نے اتنی گندی زبان استعمال کی کہ الامان والحفیظ۔ یزید کے اس قسم کی دریدہ دہنی سے گفتگو کرنے سے کیسے سمجھا جائے کہ وہ خاندانِ نبوت کے قتل اور ان کو مجروح کرنے سے بری الذمہ تھا!

چنانچہ امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ: هَبْ لِي هٰذِهِ، يَعْنِي فَاطِمَةَ، فَأَخَذَتْ بِثِيَابِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ، وَكَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا، فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَذَبْتَ

وَلَؤُمتَ، مَا ذٰلِكَ لَكَ وَلَا لَهُ.

فَغَضِبَ يَزِيدُ وَقَالَ: كَذَبْتِ وَاللهِ، إِنَّ ذٰلِكَ لِي وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَفْعَلَهُ لَفَعَلْتُهُ.

قَالَتْ كَلَّا وَاللهِ، مَا جَعَلَ اللهُ لَكَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا وَتَدِينَ بِغَيْرِ دِينِنَا.

فَغَضَبَ يَزِيدُ وَاسْتَطَارَ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّايَ تَسْتَقْبِلِينَ بِهٰذَا؟ إِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّينِ أَبُوكِ وَأَخُوكِ!

قَالَتْ زَيْنَبُ: بِدِينِ اللهِ وَدِينِ أَبِي وَأَخِي وَجَدِّي اهْتَدَيْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ وَجَدُّكَ.

قَالَ: كَذَبْتِ يَا عَدُوَّةَ اللهِ!

قَالَتْ: أَنْتَ أَمِيرٌ تَشْتُمُ ظَالِمًا وَتَقْهَرُ بِسُلْطَانِكَ؟ فَاسْتَحَى وَسَكَتَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص86 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: یزید کے دربار میں ایک شامی شخص نے (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک کم عمر بیٹی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا اور) کہا: یہ مجھے دے دیں۔ یعنی فاطمہ۔ فاطمہ نے یہ سن کر اپنی بہن زینب رضی اللہ عنہا کے دامن کو پکڑ لیا جو عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے جھوٹے اور قابل ملامت انسان! نہ تجھے حق ہے نہ یزید کو۔

یزید نے غصہ میں آکر کہا: تم خود جھوٹی ہو! خدا کی قسم یہ بات میرے اختیار میں ہے، اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

زینب نے کہا: خدا کی قسم! اللہ نے یہ کام تمہارے لیے جائز قرار نہیں دیا، الا یہ کہ تم ہماری ملت (اسلام) سے خارج ہو جاؤ اور ہمارے دین کے سوا کسی اور دین کو اپنا لو۔

یزید اس بات پر غصہ ہو گیا اور دیوانہ بن گیا۔ اس نے کہا: تم مجھ سے اس طرح مقابلہ کرتی ہو؟ دین سے تو خارج ہوا تھا تمہارا باپ اور تمہارا بھائی۔

زینب نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے، میرے باپ، میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ہدایت پائی تھی۔

یزید نے کہا: اے خدا کی دشمن تو جھوٹ بولتی ہے۔

زینب نے کہا: تم امیر ہو، ظالمانہ گالیاں دیتے ہو اور اپنی بادشاہت کی وجہ سے قہر کرتے ہو۔

اس پر یزید شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔

﴿حصہ سوم﴾

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر 1

حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی نہیں

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ رَوٰى صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ فِي الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّهُ تَابِعِيٌّ ثِقَةٌ فَلَأَنْ يَقُولَ فِي الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّهُ تَابِعِيٌّ بِطَرِيقِ الْأَوْلٰى.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: صالح بن احمد اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا کہ وہ ثقہ تابعی تھے، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو بطریقِ اولیٰ تابعی شمار ہوں گے (اس لیے کہ وہ عمر میں ان سے چھوٹے ہیں)

اس عبارت کے پیش نظر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ صحابی نہیں ہیں بلکہ تابعی ہیں۔

جواب نمبر 1:

اگر "البدایۃ والنہایۃ" کی مکمل عبارت دیکھی جائے تو اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ رَوٰى صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ فِي الْحَسَنِ بْنِ

عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّهُ تَابِعِيٌّ ثِقَةٌ وَهٰذَا غَرِيبٌ فَلَأَنْ يَقُولَ فِي الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّهُ تَابِعِيٌّ بِطَرِيقِ الْأَوْلٰى.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: صالح بن احمد اپنے والد امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا کہ وہ ثقہ تابعی تھے، (یہ قول غلط ہونے کی بناء پر) عجیب ہے اس لیے اگر اس قول کو تسلیم کر لیا جائے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق کہنا پڑے گا کہ وہ بھی تابعی تھے (اس لیے کہ وہ عمر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے چھوٹے ہیں)

فائدہ: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ "هٰذَا غَرِيبٌ" کہ کر اس قول کا عجیب ہونا بیان فرما رہے ہیں نہ کہ اس قول کی تائید کر رہے ہیں۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے دیگر کئی مقامات پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا تذکرہ کیا ہے۔ ذیل میں چند عبارات پیش کی جاتی ہیں:

عبارت نمبر 1:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَدْرَكَ الْحُسَيْنُ مِنْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ سِنِينَ أَوْ نَحْوَهَا، وَرَوٰى عَنْهُ أَحَادِيثَ.

وَقَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ: لَهُ رُؤْيَةٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پانچ سال یا اس کے لگ بھگ سال دیکھے ہیں اور احادیث بھی نقل کی ہیں۔ امام مسلم

(بن حجاج القشیری رحمہ اللہ، ت 261ھ) کہتے ہیں: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

عبارت نمبر2:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمَقْصُودُ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَاصَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحِبَهُ إِلٰى أَنْ تُوُفِّيَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ، وَلٰكِنَّهُ كَانَ صَغِيرًا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: اور مقصود یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور صحبت اٹھائی ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس وقت آپ سے راضی تھے البتہ اس وقت عمر میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے۔

عبارت نمبر3:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

فَإِنَّهُ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِهِ، وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًّا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص600 صفۃ مقتلہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سادات مسلمین اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صاحبزادی کے بیٹے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے افضل ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ عبادت گزار،

بہادر اور سخی تھے۔

جواب نمبر 2:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

اس لیے کہ صحابی اسے کہتے ہیں جس میں تین باتیں پائی جائیں:

1: مومن ہو۔

2: حالت ایمان میں نبی سے ملاقات کرے۔

3: ایمان کی حالت میں وفات ہو۔

چنانچہ صحابی کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) صحابی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَهُوَ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ.

نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر: ص 133

ترجمہ: صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور حالت اسلام ہی پر فوت ہو جائے۔

اور یہ تینوں باتیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ بالیقین صحابی ہیں۔

اعتراض نمبر 2

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہلِ بیت میں شامل نہیں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہلِ بیت میں شامل نہیں ہیں، اس لیے کہ اہلِ بیت سے مراد بیوی یا حقیقی بیٹے اور بیٹیاں ہوتی ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حقیقی بیٹے نہیں ہیں بلکہ نواسے ہیں، اس لیے اہل بیت میں شامل نہیں ہوں گے۔

جواب نمبر 1:

معترض کو غلط فہمی اس لئے ہو رہی ہے کہ اس کے پیش نظر؛ یہ ضابطہ ہے کہ اہلِ بیت میں انسان کی مذکر اولاد اور آگے ان کی اولاد ہوتی ہے جبکہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد نہیں یعنی یہ آپ کے پوتے نہیں بلکہ نواسے ہیں، اس لیے انہیں اہلِ بیت میں شامل نہیں کریں گے۔ واضح رہے کہ یہ ضابطہ عام لوگوں کے لیے ہے کہ ان کا نسب باپ سے چلتا ہے جبکہ حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے ضابطہ الگ ہے۔ ان کا نسب؛ والد سے نہیں بلکہ والدہ سے چلتا ہے۔

چنانچہ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:"كُلُّ بَنِي أُنْثَى فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ، مَا خَلَا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا عَصَبَتُهُمْ وَأَنَا أَبُوهُمْ."

المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص178 رقم الحدیث 2565

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر خاتون کے بیٹوں کی نسبت ان کے والد کی طرف ہوتی ہے سوائے فاطمہ کی اولاد کے کیونکہ میں ہی ان کا نسب ہوں اور میں ہی ان کا والد ہوں۔

جواب نمبر2:

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما اہل بیت میں شامل ہیں کیونکہ بعض احادیث میں انہیں صراحت کے ساتھ اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے اور بعض احادیث میں ان کو اولاد شمار کیا گیا ہے۔

اہل بیت میں شامل ہونے کی صراحت:

وہ احادیث جن میں صراحت کے ساتھ انہیں اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

1: امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2424

ترجمہ: صفیہ بنت شیبہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک روز صبح سویرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے۔ (اتفاق سے) حسن بن علی (رضی اللہ عنہما)

بھی وہاں آ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) بھی تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اپنی چادر میں جمع فرمالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مبارکہ ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ تلاوت فرمائی۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والو! آپ کو معصیت ونافرمانی کی گندگی سے دور رکھے اور ظاہراً وباطناً عقیدۃً وعملاً وخُلقاً پاک صاف رکھے۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3772

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سے کون (سے بچے) زیادہ پیارے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما)۔

اولاد ہونے کی صراحت:

وہ احادیث جن میں صراحت کے ساتھ انہیں اولاد میں شمار کیا گیا ہے، ان میں سے چند ایک ذکر کی جاتی ہیں:

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا.

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3774

ترجمہ: حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اسی دوران حسن اور حسین (جو ابھی کم عمر بچے تھے) سرخ رنگ کی قمیص زیب تن کیے ہوئے گرتے پڑتے ہوئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے باعث آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں کو ان کی قمیصوں میں گرتے پڑتے دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اپنی گفتگو وہیں چھوڑ دی اور انہیں اٹھالیا۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي. قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: "هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3769

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک رات کسی کام کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر میں کیا لپیٹا ہوا ہے۔ جب میرا کام پورا ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ نے کیا چیز چادر میں لپیٹی ہوئی ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کولہوں سے چمٹے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان سے محبت فرمائیں اور اس شخص سے بھی محبت فرمائیں جو اِن سے محبت کرتا ہے۔

3: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ (ت405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهَا يَوْمًا فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنَايَ؟" فَقَالَتْ: ذَهَبَ بِهِمَا عَلِيٌّ فَتَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا يَلْعَبَانِ فِي مَشْرُبَةٍ وَبَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَضْلٌ مِنْ تَمْرٍ، فَقَالَ: "يَا عَلِيُّ! أَلَا تَقْلِبُ ابْنَيَّ قَبْلَ الْحَرِّ."

المستدرک علی الصحیحین: ج4 ص155 رقم الحدیث 4827

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ میرے بیٹے (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی کہ علی ان دونوں کو اپنے ساتھ لے گئے

ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تلاش میں تشریف لے گئے تو انہیں ایک پانی پینے والی جگہ (کنویں) کے قریب کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت ان کے سامنے کچھ کھجوریں بچی ہوئی موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! دھیان رکھنا میرے بیٹوں کو تیز دھوپ پڑنے سے پہلے پہلے واپس لے آنا۔

اعتراض نمبر 3

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے متقی امام وقت کے خلاف خروج کیا

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَلَهُ مُصَنَّفٌ فِي فَضْلِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، أَتَى فِيهِ بِغَرَائِبَ وَعَجَائِبَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج6ص859 تحت عبد المغیث بن زہیر الحربی

ترجمہ: ان (شیخ عبد المغیث بن زہیر الحربی) کی یزید بن معاویہ کے فضائل ومناقب پر مستقل ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے اس (یزید) کی زندگی کے عجیب وغریب حالات بیان کیے۔

اس عبارت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ

[1]: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کے فضائل ومناقب میں لکھی جانے والی کتاب کا تذکرہ مدح کے انداز میں کیا ہے۔

[2]: یزید کے فضائل ومناقب کا تذکرہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک متقی امام عادل تھا۔ تو امام عادل کے خلاف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج کرنا درست نہیں ہو سکتا۔

جواب:

[1]: معترض نے یزید کی عدالت کو ثابت کرنے کے لیے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرنے میں بددیانتی کی ہے۔ اس لیے کہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی

مکمل عبارت کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ اس عبارت میں یزید کی عدالت کو ثابت نہیں کر رہے بلکہ اس کا رد کر رہے ہیں۔ چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

الشَّيْخُ عَبْدُ الْمُغِيثِ بْنُ زُهَيْرٍ الْحَرْبِيُّ كَانَ مِنْ صُلَحَاءِ الْحَنَابِلَةِ، وَكَانَ يُزَارُ، وَلَهُ مُصَنَّفٌ فِي فَضْلِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، أَتَى فِيهِ بِغَرَائِبَ وَعَجَائِبَ، وَقَدْ رَدَّ عَلَيْهِ أَبُو الْفَرَجِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَأَجَادَ وَأَصَابَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج6 ص859 تحت عبد المغیث بن زہیر الحربی

ترجمہ: شیخ عبد المغیث بن زہیر الحربی حنبلی صلحاء میں سے تھے، لوگ (دور دور) ان کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے، انہوں (شیخ عبد المغیث بن زہیر الحربی) نے یزید بن معاویہ کے فضائل ومناقب پر مستقل کتاب لکھی، اس کتاب میں ان کی زندگی کے عجیب وغریب حالات بیان کیے۔ اور علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا رد لکھا ہے اور بہت ہی عمدہ تردید کی ہے اور بالکل درست کی ہے۔۔

فائدہ: ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (ت597ھ) کی کتاب کا نام ہے "الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيْدِ الْمَانِعِ مِنْ ذَمِّ يَزِيْدَ"

[2]: یزید متقی اور عادل نہیں بلکہ فاسق وفاجر تھا۔ اس پر علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی چند تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

(1): صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم البزدوی رحمہ اللہ (ت483ھ) لکھتے ہیں:

وَ أَمَّا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ كَانَ ظَالِمًا وَلٰكِنْ هَلْ كَانَ كَافِراً؟ تَكَلَّمَ النَّاسُ فِيْهِ ؛ بَعْضُهُمْ كَفَّرُوْهُ لِمَا حُكِيَ عَنْهُ مِنْ اَسْبَابِ الْكُفْرِ وَبَعْضُهُم لَمْ يُكْفِّرُوْهُ وَقَالُوْا: لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ تِلْكَ الْأَسْبَابُ وَلَا حَاجَةَ بِأَحَدٍ إِلٰى مَعْرِفَةِ حَالِهٖ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى أَغْنَانَا عَنْ ذٰلِكَ.

اصول الدین: ص204

ترجمہ: یزید بن معاویہ ایک ظالم شخص تھا۔ لیکن کیا وہ کافر بھی تھا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض علماء اس کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں منقول ہے کہ اس میں کفر کے اسباب پائے جاتے تھے اور علماء بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ یہ بات کہتے ہیں کہ یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ کسی کو اس کے احوال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔

(2): علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) لکھتے ہیں:

و أَمَّا تَرْكُ مَحَبَّتِهٖ فَلِأَنَّ الْمَحَبَّةَ الْخَاصَّةَ اِنَّمَا تَكُونُ لِلنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَلَيْسَ وَاحِدًا مِنْهُمْ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ" وَمَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَا يَخْتَارُ أَنْ يَكُونَ مَعَ يَزِيدَ وَلَا مَعَ أَمْثَالِهٖ مِنَ الْمُلُوْكِ الَّذِينَ لَيْسُوا بِعَادِلِيْنَ.

مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج4 ص251 کتاب مفصل الاعتقاد

ترجمہ: یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خصوصی محبت تو انبیاء کرام، صدیقین، شہداء وصالحین سے کی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی میں بھی نہیں ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہو گا جن سے اسے محبت ہو گی تو جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن

پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

(3): علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) لکھتے ہیں:

يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ..... كَانَ نَاصِبِيًّا فَظًّا غَلِيْظًا جَلْفًا يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ وَيَفْعَلُ الْمُنْكَرَ افْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الْحُسَيْنِ وَاخْتَتَمَهَا بِوَاقِعَةِ الْحَرَّةِ فَمَقَتَهُ النَّاسُ وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمُرِهِ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4ص316، ص318 ترجمہ یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان

ترجمہ: یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ..... ناصبی، متشدد، سخت اور بد اخلاق قسم کا آدمی تھا، وہ شراب پیتا اور غلط کام کرتا تھا۔ اس نے حکومت کی ابتداء حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے کی اور اپنی حکومت کا اختتام واقعہ ”حرہ“ پر کیا۔ اس لیے لوگ اس سے ناراض تھے اور اس کی عمر میں کوئی برکت نہیں تھی۔

فائدہ نمبر1: علامہ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ نے اس عبارت میں یزید کو ”ناصبی“ کہا ہے۔ اس لیے ذیل میں ناصبی کی تعریف پیش کی جاتی ہے:

ا: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) لکھتے ہیں:

النَّوَاصِبُ: الَّذِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ.

مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج3ص93 کتاب مجمل اعتقاد السلف

ترجمہ: ناصبی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اہلِ بیت کو اپنے قول یا عمل کے ذریعے ایذاء (تکلیف) دیتے ہیں۔

۲: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ

(ت852ھ) لکھتے ہیں:

وَالنَّصْبُ: بُغْضُ عَلِيٍّ وَتَقْدِيمُ غَيْرِهِ عَلَيْهِ.

ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری: ص646 فصل فی تمییز اسباب الطعن

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا اور دوسروں کو آپ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دینا "ناصبیت" ہے۔

۳: علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی رحمہ اللہ (ت817ھ) لکھتے ہیں:

وَالنَّوَاصِبُ وَالنَّاصِبِيَّةُ وَأَهْلُ النَّصْبِ : الْمُتَدَيِّنُونَ بِبَغْضَةِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُمْ نَصَبُوا لَهُ أَيْ: عَادَوْهُ.

القاموس المحیط للفیروزآبادی: ص177 فصل النون

ترجمہ: نواصب، ناصبیت اور اہلِ نصب ان لوگوں کو کہتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کو دین وایمان سمجھتے ہیں۔ انہیں "نواصب" اس لیے کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کا جھنڈا نصب کر رکھا ہے۔

فائدہ نمبر2: یزید بن معاویہ کے دور کے سیاہ ترین واقعات میں سے ایک واقعہ "واقعۂ حرّہ" ہے، جو سن 63ھ میں پیش آیا تھا۔ یزید نے تقریباً دس ہزار اور ایک قول کے مطابق بارہ ہزار شامی افواج کو بھیجا کہ وہ اہل مدینہ کو تین دن تک بیعتِ یزید کی دعوت دیں۔ اگر وہ بیعت نہ کریں تو تین دن تک اہلیانِ مدینہ کو لوٹیں اور قتل و قتال کریں۔ چنانچہ شامی افواج نے ایسا ہی کیا، مدینہ طیبہ میں قتل عام کیا گیا۔ یزید کی بھیجی ہوئی افواج نے تقریباً سات سو سے زائد افراد؛ صحابہ، تابعین اور حفاظ کرام کو شہید کیا، یہاں تک کہ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و نماز بھی نہ ہو سکی۔

فائدہ نمبر3: مدینہ کے جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں جھلسے ہوئے

ٹیلوں کے سلسلے ہیں، کسی زمانہ میں آتش فشاں کی وجہ سے یہ علاقہ جھلس گیا تھا جنہیں "حرہ" کہا جاتا ہے، اس جگہ کی مناسبت سے اس واقعہ کو "واقعۂ حرہ" کہا جاتا ہے۔

(4): علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (ت974ھ) لکھتے ہیں:

وَعَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّهُ مُسْلِمٌ فَهُوَ فَاسِقٌ شَرِيْرٌ سَكِيْرٌ جَائِرٌ.

الصواعق المحرقۃ: ص331 تحت الخاتمۃ

ترجمہ: اس قول (کہ یزید مسلمان ہے) کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، شراب خور تھا، ظالم تھا۔

(5): علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین لکھنوی رحمہ اللہ الملقب بحر العلوم (ت1235ھ) فرماتے ہیں:

وَيَزِيدُ.... كَانَ مِنْ أَخْبَثِ الْفُسَّاقِ وَكَانَ بَعِيدًا بِمَرَاحِلٍ مِنَ الْإِمَامَةِ بَلِ الشَّكُّ فِي إِيْمَانِهِ خَذَلَهُ اللهُ تَعَالَى وَالصَّنِيعَاتُ الَّتِي صَنَعَهَا مَعْرُوفَةٌ مِنْ أَنْوَاعِ الْخَبَائِثِ.

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت: ج2 ص273 الاصل الثالث الاجماع

ترجمہ: یزید؛ فاسقوں میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت سے کوسوں دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے اور جو مختلف قسم کے خبیث کام اس نے کیے ہیں وہ سب مشہور و معروف ہیں۔

(6): حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی رحمہ اللہ (ت1246ھ) لکھتے ہیں:

رفیقِ مَن از جنودِ حسین بن علی است و رفیقِ مخالفِ مَن از زمرہ یزید شقی.

مکتوبات سید احمد: ص149

ترجمہ: میرا دوست حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں داخل ہے اور میرے مخالف کا دوست یزید بدبخت کی جماعت میں داخل ہے۔

(7): قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت1297ھ) لکھتے ہیں:

"ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہشِ نفس اور ہاتھ کو جامِ شراب پر لے گیا۔ فسق کھلم کھلا کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی۔"

مکتوبات قاسم العلوم: ص175 عنوان: حضرت امیر معاویہ کے بعد یزید کی حالت

(8): ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ (ت1304ھ) لکھتے ہیں:

مسلک اسلم آنست کہ آن شقی را بمغفرت وترحم ہرگز یاد نباید کرد وبہ لعن اوکہ درعرف مختص بکفار گشتہ زبان خود راآلودہ نباید کرد.

فتاویٰ عبد الحئی: ج3 ص8، 9

ترجمہ: یزید کے متعلق محتاط ترین مسلک یہ ہے کہ اس بدبخت کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے ہرگز یاد نہ کیا جائے اور نہ ہی اس پر لعنت- جو کافروں کے لیے مخصوص ہے- کر کے اپنی زبان کو گندا کرے۔

(9): قطب الاقطاب فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (ت1323ھ) فرماتے ہیں:

کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا، کفر کا حال دریافت نہیں، کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ: ص49

(10): حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت1362ھ) فرماتے ہیں:

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔

امداد الفتاویٰ: ج4 ص465

فائدہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ کیوں منتخب کیا، اس کی وجوہات کیا تھیں؟ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کے افعال سے بری ہیں..... ان تمام امور کی تفصیلات کے لیے میری کتاب "امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما" کا دوسرا حصہ "اعتراضات وجوابات" ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر 4

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر باغی ہونے کا الزام

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَرْفَجَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ".

صحیح مسلم: رقم الحدیث 1852

ترجمہ: حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص تمہارے پاس آئے، اس سے پہلے ایک شخص کے حق میں خلافت کا معاملہ طے ہو چکا ہو۔ پھر کوئی تمہارے اتحاد کو توڑنے یا تمہاری جماعت میں تفریق ڈالنے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسے قتل کر دو۔

اس حدیث کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب یزید کی امارت طے ہو چکی تھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف خروج کر کے مذکورہ بالا حدیث کی مخالفت کی اور باغی ثابت ہوئے۔

جواب نمبر 1:

احادیث میں جس امام کے خلاف خروج کی ممانعت ہے اس سے مراد امام عادل ہے۔ اگر امام جائر (ظالم وفاسق) ہو تو اس کے خلاف خروج کرنا بغاوت نہیں ہو گا۔

حافظ بدر الدین العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) نے باغی کی تعریف یوں کی ہے۔

فَأَهْلُ الْبُغٰی هُمُ الْخَارِجُوْنَ عَلٰى إِمَامِ الْحَقِّ بِغَيْرِ حَقٍّ.

البنایۃ شرح الہدایۃ: ج7 ص298 باب البغاۃ

ترجمہ: باغی وہ لوگ ہیں جو شرعی حکمران کے خلاف ناحق اٹھ کھڑے ہوں۔

جواب نمبر 2:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ جن میں جماعت سے الگ ہونے والے کے لیے قتل کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے کوئی روایت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر منطبق نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جماعت سے الگ نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ تو عمر بن سعد سے فرما رہے ہیں کہ آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز اختیار کر لیں:

1: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں واپس جانے دیا جائے۔

2: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید سے اس معاملہ میں بالمشافہہ بات کر سکوں۔

3: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں مجھے جانے دیا جائے تاکہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں۔

چنانچہ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا خَرَجَ مُقَاتِلًا وَلٰكِنْ ظَنَّ أَنَّ النَّاسَ يُطِيعُونَهُ، فَلَمَّا رَأَى انْصِرَافَهُمْ عَنْهُ، طَلَبَ الرُّجُوعَ إِلٰى وَطَنِهِ، أَوِ الذَّهَابَ إِلَى الثَّغْرِ، أَوْ إِتْيَانَ يَزِيدَ، فَلَمْ يُمَكِّنْهُ أُولٰئِكَ الظَّلَمَةُ لَا مِنْ هٰذَا وَلَا مِنْ هٰذَا وَلَا مِنْ هٰذَا وَطَلَبُوا أَنْ يَأْخُذُوهُ أَسِيرًا إِلٰى يَزِيدَ، فَامْتَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ مَظْلُومًا شَهِيدًا، لَمْ يَكُنْ قَصْدُهُ ابْتِدَاءً أَنْ يُقَاتِلَ.

منہاج السنۃ النبویۃ: ج2 ص173

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنگ کے ارادے سے نکلے ہی نہیں تھے بلکہ

ان کا تو خیال یہ تھا کہ لوگ ان کی اطاعت کریں گے۔ لہذا جب لوگوں نے ان کے ساتھ غداری کی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے تین باتیں رکھیں:

1: مجھے واپس اپنے وطن جانے دیا جائے۔

2: یا مجھے اسلامی سرحدوں پر بھیج دیا جائے.

3: یا مجھے براہِ راست یزید کے پاس جانے دیا جائے۔

ان ظالموں نے کوئی بات بھی تسلیم نہیں کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ ان کو قیدی بنا کر یزید کے پاس پہنچایا جائے گا۔ تو اس ناگفتہ بہ صورتحال سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کھلے طور پر انکار کر دیا اور جنگ کی یہاں تک کہ ظلماً شہید کر دیے گئے حالانکہ شروع میں آپ کا جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

2: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) لکھتے ہیں:

اَلنَّاصِبَةُ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْحُسَيْنَ مِنَ الْخَوَارِجِ الَّذِينَ شَقُّوا الْعَصَا وَأَنَّهُ يَجُوزُ قَتْلُهُ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ كَائِنًا مَنْ كَانَ" أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَهْلُ السُّنَّةِ يَقُولُونَ: قُتِلَ مَظْلُومًا شَهِيدًا وَقَاتِلُوهُ ظَلَمَةٌ مُعْتَدُّونَ وَأَحَادِيثُ قَتْلِ الْخَارِجِ لَمْ تَتَنَاوَلْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يُفَرِّقِ الْجَمَاعَةَ وَلَمْ يُقْتَلْ إِلَّا وَهُوَ طَالِبٌ لِلرُّجُوعِ أَوِ الْمُضِيِّ إِلَى يَزِيدَ.

المنتقیٰ من منہاج الاعتدال للذھبی: ص306، 307

ترجمہ: ناصبی وہ لوگ ہیں جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان خارجیوں میں سے تھے جنہوں نے جماعت کے ٹکڑے کیے لہٰذا ان کو قتل کرنا جائز ہے۔ بطور دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ جو شخص

تمہارے پاس آئے جبکہ تمہارا ایک شخص پر اتفاق ہو گیا ہو اور وہ مسلمانوں کی جماعت میں دراڑیں ڈالنا چاہتا ہو تو اس کی گردن اڑادو خواہ کوئی بھی ہو۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اھل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ظلماً شہید کیے گئے اور کوفیوں نے ان کے ساتھ ظلماً قتال کیا اور زیادتی کی اور جو احادیث خارجیوں کے بارے منقول ہیں وہ تو ان پر پورا نہیں اترتیں۔ اس لیے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جماعت میں کوئی تفریق نہیں ڈالی۔ وہ واپس (مدینہ منورہ) یا یزید کے پاس جانا چاہتے تھے۔

جواب نمبر 3:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق یزید کی خلافت ابھی منعقد ہی نہیں ہوئی تھی، اس لیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یزید کی ولی عہدی کی جو بیعت لی گئی تھی اس کی حیثیت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک محض ایک مشورہ کی تھی، اس سے یزید کی خلافت ثابت نہیں ہوتی۔

چنانچہ اسلامی سیاست کے مشہور عالم قاضی ابو یعلیٰ محمد بن الحسین الفراء الحنبلی الماوردی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْاِمَامَةَ لَاتَنْعَقِدُ لِلْمَعْهُوْدِ اِلَيْهِ بِنَفْسِ الْعَهْدِ وَ اِنَّمَا تَنْعَقِدُ بِعَهْدِ الْمُسْلِمِيْنَ.

الاحکام السلطانیۃ: ص28 فصول فی الامامۃ

ترجمہ: اس لیے کہ خلافت محض ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہوتی بلکہ مسلمانوں کے اسے قبول کرنے سے منعقد ہوتی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق یزید کی خلافت منعقد ہی نہیں تھی اس لیے یزید کے خلاف خروج کرنا بغاوت نہیں ہے۔

جواب نمبر4:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، وہ باغی کیسے ہو سکتے ہیں؟

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3768

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ وَقَدْ دَخَلَ الْحُسَيْنُ الْمَسْجِدَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص145 ترجمۃ الحسین الشہید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: جو شخص جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہو تو وہ اس نوجوان (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (کہ حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں)

اعتراض نمبر 5

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کوشش قابلِ مدح نہیں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تمام تر مشقت، ان کی شہادت، خاندان کی شہادت کا عملی فائدہ کچھ بھی نہیں ہوا، تو اس لحاظ سے ان کی اس کوشش کی مذمت ہونی چاہیے، نہ کہ تعریف، جب کہ اسے مدح کے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 1:

دنیا دار العمل ہے دار الجزاء نہیں، کتنے انبیاء علیہم السلام ایسے گزرے ہیں جنہوں نے تبلیغ کی لیکن اس پر ظاہری فائدہ مرتب نہیں ہوا کہ ایک شخص نے بھی کلمہ پڑھا ہو۔ تو ظاہری فائدہ نہ ملنا کسی کی ناکامی کی دلیل نہیں ہوتی۔

جواب نمبر 2:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی جان دے کر اُمت کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ خلافت کی بنیاد موروثیت نہیں بلکہ اہلیت ہے۔

جواب نمبر 3:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس موقع پر اپنی جان دے کر اُمت کو یہ سبق دینا چاہتے تھے کہ ظالم کے خلاف عَلم جہاد بلند کرنا چاہیے خواہ اس کے نتیجے میں جان تک چلی جائے۔

اعتراض نمبر 6

حضرت حسین رضی اللہ عنہ بعد میں بیعتِ یزید کے لیے کیوں تیار ہوئے؟

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ شروع میں یزید کی بیعت نہیں کر رہے تھے تو پھر بعد میں یزید کی بیعت کے لیے تیار کیوں ہو گئے تھے، یا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ شروع میں غلطی پر تھے کہ یزید کی بیعت نہیں کی یا پھر آخر میں غلطی پر تھے کہ اخیر میں یزید کو حق پر مان کر بیعت کے لیے تیار ہو گئے۔

جواب نمبر 1:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کے لیے آمادہ نہیں ہوئے تھے،

چنانچہ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت456ھ) لکھتے ہیں:

اِذْ رَاٰی اَنَّهَا بَيْعَةُ ضَلَالَةٍ.

الفصل فی الملل والأهواء والنحل: ج4 ص86 الکلام فی بقاء اھل الجنۃ والنار ابدا

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ یزید کی بیعت؛ بیعت ضلالت (گمراہی) ہے۔

فائدہ: جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کو بیعت ضلالت کہہ رہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے ہوں۔

2: امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ (ت505ھ) حضرت حسین رضی

اللہ عنہ کا خطبہ کربلا نقل کرتے ہیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

لِيَرْغَبِ الْمُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ اللهِ تَعَالٰى وَإِنِّيْ لَا أَرَى الْمَوْتَ إِلَّا سَعَادَةً وَالْحَيَاةَ مَعَ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا جُرْمًا.

احیاء علوم الدین: ج4 ص398 کتاب ذکر الموت، الباب الخامس

ترجمہ: مومن کو چاہیے کہ اللہ سے ملاقات کا شوق رکھے اور میں مرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ جینے کو جرم عظیم سمجھتا ہوں۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ بیعت کے لیے راضی نہیں ہوئے تھے۔

3: امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ سَمْعَانَ أَنَّهُ قَالَ: صَحِبْتُ الْحُسَيْنَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ وَمِنْ مَكَّةَ إِلَى الْعِرَاقِ وَلَمْ أُفَارِقْهُ حَتّٰى قُتِلَ، وَسَمِعْتُ جَمِيْعَ مُخَاطَبَاتِهِ لِلنَّاسِ إِلٰى يَوْمِ مَقْتَلِهِ، فَوَاللهِ مَا أَعْطَاهُمْ مَا يَتَذَاكَرُ النَّاسُ أَنَّهُ يَضَعُ يَدَهُ فِي يَدِ يَزِيْدَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص54 ذکر مقتل الحسین

ترجمہ: حضرت عقبہ بن سمعان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک مسلسل ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کہیں الگ نہیں ہوا۔ میں نے یومِ شہادت تک آپ کی وہ تمام باتیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے کی۔ اللہ کی قسم یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے اور اس سے بیعت کر لیں گے۔

جواب نمبر 2:

حالات کے پیش نظر "درایۃً" (عقلی اعتبار سے) بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کے لیے راضی نہیں ہوئے تھے، اس لیے اگر تیار ہوتے تو درج ذیل مقامات پر تیار ہو جاتے۔

1: جب یزید کی ولی عہدی کا مرحلہ تھا اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کر لیتے، اس وقت نہیں کی اور نہ ہی اس بیعت کو درست سمجھا۔

2: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یزید کی طرف سے مدینہ کے عامل ولید بن عتبہ نے آپ سے یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا کہ تو آپ نے مطالبہ کو منظور نہیں فرمایا اور یزید کی بیعت نہیں کی۔

3: آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ صرف اسی وجہ سے چھوڑا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ پر یزید کی بیعت کے متعلق دباؤ ڈالا جا رہا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت قبول نہیں کی۔

4: اگر آپ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرنا چاہتے تو مدینہ میں ہی بیعت فرما لیتے، ملک شام آنے کی کیا ضرورت تھی؟

5: ابن زیاد وغیرہ بھی تو یزید کی بیعت ہی لے رہے تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا البتہ یزید سے مذاکرات اور بات چیت کرنے کے لیے خود اس کے پاس جانے پر آمادہ تھے۔

اعتراض نمبر 7

یزید کی بیعت کرنے نہ کرنے میں روایات متعارض ہیں

یزید کی بیعت کرنے نہ کرنے میں دو روایات منقول ہیں۔ ایک سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بیعت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے جبکہ دوسری سے بیعت کے لیے تیار ہونا ثابت ہے۔ اس لیے دونوں میں تعارض ہے۔

روایت نمبر 1:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ سَمْعَانَ أَنَّہُ قَالَ: صَحِبْتُ الْحُسَیْنَ مِنَ الْمَدِینَۃِ إِلَی مَکَّۃَ وَمِنْ مَکَّۃَ إِلَی الْعِرَاقِ وَلَمْ أُفَارِقْہُ حَتّٰی قُتِلَ، وَسَمِعْتُ جَمِیعَ مُخَاطَبَاتِہٖ لِلنَّاسِ إِلٰی یَوْمِ مَقْتَلِہٖ، فَوَاللہِ مَا أَعْطَاھُمْ مَا یَتَذَاکَرُ النَّاسُ أَنَّہُ یَضَعُ یَدَہٗ فِي یَدِ یَزِیدَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص54 ذکر مقتل الحسین

ترجمہ: حضرت عقبہ بن سمعان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک مسلسل ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کہیں الگ نہیں ہوا۔ میں نے یومِ شہادت تک آپ کی وہ تمام باتیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے کیں۔ اللہ کی قسم! یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت

حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے اور اس سے بیعت کر لیں گے۔

روایت نمبر2:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لَهُ: اخْتَارُوا مِنِّي وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ أَرْجِعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَقْبَلْتُ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ أَضَعَ يَدِي فِي يَدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَيَرَى فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ رَأْيَهُ، وَإِمَّا أَنْ تَسِيرُوا بِي إِلَى أَيِّ ثَغْرٍ مِنْ ثُغُورِ الْمُسْلِمِينَ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص54 ذکر مقتل الحسین

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر لیں:

1: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں واپس جانے دیا جائے۔

2: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کر لے۔

3: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں (مجھے جانے دیا جائے تاکہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں)۔

مذکورہ بالا دو روایات میں سے پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کے لیے تیار نہیں ہوئے تھے جب کہ دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تیار ہو گئے تھے۔ تو دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔

جواب:

مذکورہ بالا پہلی روایت اور اس مضمون سے ملتی جلتی تمام وہ روایات جن سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ ”حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہوئے تھے“ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:

1: مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور ابتداءً یزید کے ہاتھ پر بغیر مذاکرات، بغیر گفتگو اور بغیر اپنے تحفظات کو دور کیے بیعت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

2: عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ کے واسطہ سے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

دوسری روایت اور اس سے ملتی جلتی تمام وہ روایات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ”حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لیے تیار ہو گئے تھے“ کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ

- یزید سے بالمشافہ بات کر کے
- اپنے تحفظات دور کر کے
- اور کچھ شرائط طے کر کے

بیعت کرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔

لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

اعتراض نمبر 8

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عینِ نبی ماننا

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3775

ترجمہ: حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں جو حسین سے محبت کرتا ہے (یعنی جو شخص دعویٰ محبت میں عملاً سچا ہو)۔

اس حدیث مبارک کو دلیل بنا کر اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عین (ایک ہی ذات) قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حسین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں، دونوں ایک ہی ذات ہیں۔

جواب نمبر 1:

اس جیسی تعبیر کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہمارا راستہ ایک ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں متفق ہیں۔

چنانچہ علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) مَعْنَاهُ الْمُبَالَغَةُ فِي

اتِّحَادِ طَرِيقَتِهِمَا، وَاتِّفَاقِهِمَا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

شرح مسلم للنووی:ج2ص295باب من فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں" کا معنی یہ ہے کہ ہم دونوں کا راستہ ایک ہے اور ہم دونوں اللہ کی اطاعت میں متفق ہیں۔

جواب نمبر2:

اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارا خاندان ایک ہے۔ "حسین مجھ سے ہیں" یعنی میری نسل سے ہیں اور "میں حسین سے ہوں" یعنی میں اس کی اصل (آباء میں سے) ہوں۔

جواب نمبر3:

"مِنِّيْ" کا لفظ متبعین کے لیے بھی آتا ہے۔

آیت نمبر1:

﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ﴾

سورۃ البقرۃ:249

ترجمہ: جب طالوت (بادشاہ) فوجیں لے کر نکلا اور کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ایک نہر کے ذریعے آپ لوگوں کی آزمائش کرنے والا ہے۔ جس نے اس نہر کا پانی پیا وہ میرا نہیں اور جس نے اسے نہ چکھا یقیناً وہ میرا ہے۔

آیت نمبر2:

﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٣٦)﴾

سورۃ ابراہیم:36

ترجمہ: (حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) اے میرے پروردگار! انہی بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے (یعنی گمراہی کا سبب بنے ہوئے ہیں) جو میری بات مانے گا تو وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے گا (اس کا معاملہ آپ کے سپرد ہے چاہیں تو عذاب دیں چاہیں تو انہیں ہدایت کی توفیق دے دیں اور آپ سے امید یہی ہے کہ آپ انہیں ہدایت کی توفیق عطا فرمائیں گے کیونکہ) آپ بہت زیادہ بخشنے والے ہیں (بخشنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ) بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ آیت کا معنی یہ نہیں کہ میرے متبعین اور میں ایک ہی ذات بن گئے ہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ میری بات ماننے والے اور میری اتباع کرنے والے ہیں۔

جواب نمبر4:

اسی طرح کے الفاظ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے لیے بھی ملتے ہیں۔ تو کیا انہیں بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عین (ایک ہی ذات) قرار دیا جائے گا؟ چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں:

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ."

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 119

ترجمہ: حضرت حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔

2: حضرت عباس رضی اللہ عنہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ."

جامع الترمذی: رقم الحدیث 3759

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔

3: حضرت جُلَیْبِیب رضی اللہ عنہ

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ ، فَأَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ : "هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟" قَالُوا: نَعَمْ ، فُلَانًا ، وَفُلَانًا ، وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ : "هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟" قَالُوا : نَعَمْ ، فُلَانًا ، وَفُلَانًا ، وَفُلَانًا ، ثُمَّ قَالَ : "هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟" قَالُوا : لَا ، قَالَ : "لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا ، فَاطْلُبُوهُ." فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى ، فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ، ثُمَّ قَتَلُوهُ ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : "قَتَلَ سَبْعَةً ، ثُمَّ قَتَلُوهُ ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ."

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2472

ترجمہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ میں آپ کو مال عطا فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا تم لوگ اپنے میں سے کسی کو غائب تو نہیں پاتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں! فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ (ان کے علاوہ) کوئی اور تو غائب نہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر جائزہ لیا تو مذکورہ لوگوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی غائب تھے) انہوں نے جواب دیا کہ فلاں فلاں غائب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ (ان کے علاوہ) کوئی اور تو غائب نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جُلَیْبِیب نظر نہیں آرہا۔ انہیں تلاش کرو! چنانچہ انہیں مقتولین کے اندر تلاش کیا گیا تو ان کی لاش کو (کفار کی) سات لاشوں کے پاس پایا۔ جنہیں حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔ ان سات کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو چکے تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: اس (جلیبیب رضی اللہ عنہ) نے سات (کافروں) کو قتل کیا، پھر کفار نے انہیں شہید کر دیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

4: یمنی اشعریین

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو مُوسٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ."

صحیح البخاری: کتاب المغازی بَاب قُدُومِ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (اشعریین اور اہلِ یمن) کے بارے میں فرمایا: وہ مجھ سے ہیں اور میں ان

سے ہوں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2486

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قبیلہ اشعر کے لوگ جہاد میں (مشغولیت کی وجہ سے کچھ کما نہیں سکتے اور) ضرورت مند بن جاتے ہیں۔ یا مدینہ منورہ میں ان کے اہل وعیال کے پاس کھانا کم رہ جاتا ہے تو سب لوگ اپنا اپنا موجودہ کھانے پینے کا سامان ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر آپس میں ایک پیمانے سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں (ان کے اس جذبہ خیر خواہی اور بوقت حاجت مساوات والے عمل سے میں اتنا خوش ہوں کہ) وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

اعتراض نمبر 9

"واقعہ کربلا" پیش نہیں آیا

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَخَرَجَ مُتَوَجِّهًا إِلَيْهِمْ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَسِتِّينَ شَخْصًا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ صُحْبَتِهِ وَذٰلِكَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ فِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص561 صفۃ مخرج الحسین الی العراق

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہلِ بیت اور کوفہ کے ساٹھ افراد سمیت دس ذوالحجہ کو ان (اہلِ عراق) کی طرف روانہ ہوئے۔

بعض لوگوں نے اس عبارت کی بنیاد پر کربلا کی ایک نئی صورت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید میں کوئی اختلاف نہ تھا، کربلا میں جنگ نہیں ہوئی تھی بلکہ (بقول معترضین کے) اصل واقعہ یہ ہے مکہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساٹھ کوفی چلے تھے۔ کوفہ کے قریب حضرت حسین رضی اللہ نے مخالف حالات دیکھ کر واپسی کا ارادہ کیا تو انہی کوفیوں نے اصرار کر کے آپ کا ارادہ تبدیل کروادیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ دمشق کی طرف چلے تو یہی کوفی تھے جنہوں نے اپنا راز ظاہر ہو جانے کے ڈر سے آپ پر کربلا میں اچانک حملہ کر کے شہید کیا۔ عبید اللہ بن زیاد کی بھیجی گئی سرکاری فوج آپ کی حفاظت کے لیے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ ان حفاظتی فوج کے پہنچتے پہنچتے آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ یزید اور عمر بن سعد وغیرہ کا اس واقعہ میں کوئی عمل دخل نہیں تھا اور نہ ہی جو واقعہ مشہور ہے کربلا کا وہ پیش آیا تھا۔

جواب نمبر 1:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) نے یہ روایت بغیر سند کے نقل کی ہے، تو ایسی بلا سند روایت جو معتبر تاریخی اسناد کے خلاف ہو کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟ نیز آپ ساتویں ہجری کے مورخ ہیں اور آپ سے پہلے کسی بھی مورخ و محدث نے اس طرح کی یا اس مضمون کی موید روایت نقل نہیں کی۔

جواب نمبر 2:

واقعہ کربلا کی یہ نئ شکل محض قیاسی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ بالکل تعلق نہیں ہے، کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا اختلاف اور عمر بن سعد کی کمان میں جانے والی سرکاری فوج کے ہاتھوں آپ کی شہادت مشہور تاریخی روایات سے ثابت ہے جنہیں اکثر مورخین نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور مکہ سے ساٹھ کوفیوں کے ساتھ چلنا ایک افسانہ ہی ہے، نہ کہ حقیقت۔ صحیح تو کیا کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی واقعہ کربلا کو اس انداز میں ثابت نہیں کرتی۔

چند روایات پیش کی جاتی ہیں:

[1]: امام ابو الحسن ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَحَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَضَرَبَ زُرْعَةُ بْنُ شَرِيكٍ التَّمِيمِيُّ عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرَى وَضَرَبَ أَيْضًا عَلَى عَاتِقِهِ ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ وَهُوَ يَقُومُ وَيَكْبُو، وَحَمَلَ عَلَيْهِ فِي تِلْكَ الْحَالِ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ النَّخَعِيُّ فَطَعَنَهُ بِالرُّمْحِ فَوَقَعَ، وَقَالَ لِخَوَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الْأَصْبَحِيِّ: احْتَزَّ رَأْسَهُ. فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ فَضَعُفَ وَأُرْعِدَ، فَقَالَ لَهُ سِنَانٌ: فَتَّ اللَّهُ عَضُدَكَ! وَنَزَلَ إِلَيْهِ فَذَبَحَهُ وَاحْتَزَّ رَأْسَهُ فَدَفَعَهُ إِلَى خَوَلِيٍّ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص78 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: اس کے بعد آپ پر ہر طرف سے حملہ ہوا، زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ پر وار کیا اور اس نے آپ کے کندھے پر بھی حملہ کیا۔ اس کے بعد سب لوگ ہٹ کر ایک طرف ہو گئے، آپ اٹھنے کی کوشش کرتے لیکن اٹھ نہیں سکتے تھے۔ اسی حالت میں تھے کہ سنان بن انس نخعی نے آپ پر نیزے سے وار کیا اور آپ گر گئے۔ اس نے خولی بن یزید اصبحی کو کہا اس کا سر کاٹ دو! اس نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور وہ سر نہ کاٹ سکا۔ سنان بن انس نے اس سے کہا کہ اللہ تیرے بازو کو توڑ دے یہ کہا اور (گھوڑے سے) نیچے آپ کی طرف آیا آپ کا سر؛ گردن سے الگ کر دیا اور خولی کی طرف پھینک دیا۔

[2]: امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ عِدَّةُ مَنْ قُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ رَجُلًا. وَدَفَنَ الْحُسَيْنَ وَأَصْحَابَهُ أَهْلُ الْغَاضِرِيَّةِ مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَعْدَ قَتْلِهِمْ بِيَوْمٍ- وَقُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ ثَمَانِيَةٌ وَثَمَانُونَ رَجُلًا سِوَى الْجَرْحَى فَصَلَّى عَلَيْهِمْ عُمَرُ وَدَفَنَهُمْ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص80 ذکر مقتل الحسین

ترجمہ: میدان کربلا میں قافلہ حسینی کے شہداء کی تعداد بہتر 72 تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے قافلہ کے شہداء کو قبیلہ بنو اسد کی شاخ اہل غاضریہ نے ایک دن کے بعد دفن کیا جبکہ عمر بن سعد کی فوج کے زخمیوں کے علاوہ اٹھاسی 88 افراد مارے گئے۔ ان کی نماز جنازہ عمر بن سعد نے پڑھائی اور انہیں دفن کر دیا۔

اعتراض نمبر 10

حسین رضی اللہ عنہ جنگِ قسطنطنیہ میں شہید ہو گئے تھے

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَلَمَّا تُوُفِّيَ الْحَسَنُ كَانَ الْحُسَيْنُ يَفِدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فِي كُلِّ عَامٍ فَيُعْطِيهِ وَيُكْرِمُهُ، وَقَدْ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ غَزَوُا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ مَعَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ يَزِيدَ، فِي سَنَةِ إِحْدَى وَخَمْسِينَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص546 قصۃ الحسین بن علی وسبب خروجہ من مکۃ

ترجمہ: جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہر سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کا اکرام کرتے، اور آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر میں بھی موجود تھے جس لشکر نے جنگ قُسْطَنْطِينِيَّةَ میں یزید بن معاویہ کے ساتھ سن 51 ہجری میں جنگ کی۔

اس عبارت کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنگ قسطنطنیہ میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے تھے، جنگ قسطنطنیہ سن 51 ہجری میں ہوئی، اور واقعہ کربلا (بقول معترض کے) جو ایک افسانہ پیش کیا جاتا ہے وہ سن 61 ہجری میں ہے، لہذا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اس وقت زندہ ہونا بھی ثابت نہیں تو واقعہ کربلا میں شرکت کیسے ثابت ہو گی؟

جواب نمبر 1:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ

اللہ (ت 774ھ) نے یہ روایت بغیر سند کے نقل کی ہے اور بلا سند روایت قابلِ اعتبار نہیں۔

جواب نمبر 2:

کسی بھی معتبر روایت سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی جنگ قسطنطینیہ میں شرکت ثابت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے پہلے سات صدیوں کے مورخین و محدثین میں سے کسی نے بھی اس طرح کی روایت نقل نہیں کی۔

جواب نمبر 3:

بالفرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جنگ قسطنطینیہ میں شریک ہونا ثابت ہو بھی جائے تو جنگ میں شہید ہونا کیسے ثابت ہوا؟

اعتراض نمبر 11

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کیوں کی؟

اگر یزید بر حق نہیں تھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت سے انکار کیوں نہیں کیا؟ مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیعت کی تھی۔ ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یزید کی بیعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یزید بر حق تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ خطا پر تھے۔

جواب:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یزید کی بیعت کرنے کی کئی وجوہات تھیں۔

[1]: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے اتفاق

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور رائے یہ تھی کہ خلیفہ کی اہلیت کی بنیاد قوتِ تدبیر، معاملہ فہمی اور انتظامی امور میں مہارت رکھنا ہے اگرچہ مد مقابل تقویٰ و عبادت میں افضل ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ رَأْيُ مُعَاوِيَةَ فِي الْخِلَافَةِ تَقْدِيمَ الْفَاضِلِ فِي الْقُوَّةِ وَالرَّأْيِ وَالْمَعْرِفَةِ عَلَى الْفَاضِلِ فِي السَّبَقِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالدِّينِ وَالْعِبَادَةِ فَلِهٰذَا أَطْلَقَ أَنَّهُ أَحَقُّ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر: ج7 ص404

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملہ میں رائے یہ تھی کہ قوت،

تدبیر اور (انتظامی) معاملہ فہمی میں ماہر شخص کو اس شخص پر ترجیح حاصل ہے جو قبولِ اسلام میں سبقت، دین دار اور عبادت گزاری میں فضیلت رکھتا ہو۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے (یزید کو) خلافت کا زیادہ حق دار قرار دیا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جس کسی کو مملکت کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو اگر اس سے افضل موجود ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا افضل ہے۔"

مکتوبات قاسم العلوم: ص 175

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس اجتہادی رائے کی موافقت کرتے ہوئے یزید کی بیعت کر لی۔

[2]: امت میں انتشار سے بچنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے کہ اس وقت حکومت کا دارومدار بنو امیہ اور اہل شام کی طاقت پر ہے۔ اگر خاندان بنو امیہ اور اہل شام سے باہر کسی بھی شخص کو ولی عہد بنا دیا تو یہ امت کے لیے خانہ جنگی کا باعث بنے گا۔ اور یہی بات ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیش نظر تھی جو یزید کی بیعت کر رہے تھے۔

1: چنانچہ ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتُخْلِفَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَتَقُوْلُوْنَ إِنَّ يَزِيْدَ لَيْسَ بِخَيْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ لَا أَفْقَهَ فِيْهَا فِقْهًا وَلَا أَعْظَمَهَا فِيهَا شَرَفًا؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: وَأَنَا أَقُوْلُ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ وَاللهِ لَئِنْ تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ

تَفْتَرِقَ.

تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص133 سنۃ احدی و خمسین

ترجمہ: حضرت حمید بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جس وقت یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنایا گیا تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے: آپ یہ کہتے ہیں کہ یزید اس امت کا بہترین فرد نہیں ہے اور فقیہ بھی نہیں ہے اور شرافت کے اعتبار سے زیادہ اچھا بھی نہیں ہے تو ہم نے کہا: جی ہاں! ایسا ہی ہے۔ تو وہ کہنے لگے میں بھی یہی بات کہتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! میں امت محمدیہ کے متحد رہنے کو اس کے منتشر ہونے پر ترجیح دیتا ہوں (اس لیے میں نے یزید کی بیعت کی ہے تاکہ امت میں افتراق وانتشار پیدا نہ ہو)۔

2: امام ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمی رحمہ اللہ (ت808ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِیْ دَعَا مُعَاوِیَۃَ لِاِیْثَارِ ابْنِہٖ یَزِیْدَ بِالْعَھْدِ دُوْنَ مَنْ سِوَاہُ اِنَّمَا ھُوَ مُرَاعَاۃُ الْمَصْلَحَۃِ فِیْ اجْتِمَاعِ النَّاسِ وَاتِّفَاقِ اَھْوَائِھِمْ بِاتِّفَاقِ اَھْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلَیْہِ حِیْنَئِذٍ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ اِذْ بَنُوْ اُمَیَّۃَ یَوْمَئِذٍ لَا یَرْضَوْنَ سِوَاھُمْ وَھُمْ عِصَابَۃُ قُرَیْشٍ وَاَھْلُ الْمِلَّۃِ اَجْمَعَ وَاَھْلُ الْغَلْبِ مِنْھُمْ فَآثَرَہٗ بِذٰلِکَ دُوْنَ غَیْرِہٖ مِمَّنْ یُّظَنُّ اَنَّہٗ اَوْلٰی بِھَا.

تاریخ ابن خلدون: ج1 ص263 تحت الفصل الثلاثون فی ولایۃ العھد

ترجمہ: جو چیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوسروں کے بجائے یزید کو ولی عہد بنانے کا سبب بنی وہ امت کے اتحاد اور اتفاق کی مصلحت تھی۔ بنو امیہ کے ارباب حل وعقد اسی پر متفق ہو سکتے تھے، اس وقت وہ اپنے علاوہ کسی اور کے خلیفہ بننے پر راضی نہیں ہو رہے تھے۔ وہ قریش کا سب سے مضبوط گروہ تھے اور اہل ملت کی اکثریت

انہیں سے تعلق رکھتی تھی۔اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ان لوگوں پر ترجیح دی جن کے بارے میں گمان کیا جاتا تھا کہ وہ خلافت کے اہل ہیں۔

[3]: یزید کا فسق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ظاہر نہیں تھا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یزید کا فسق اور فجور اس حد تک ظاہر نہیں ہوا تھا جتنا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا۔ جن روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان حرکتوں کا عادی تھا وہ ضعیف اور درایتاً مشکوک ہیں۔ اگر وہ روایات درست مان بھی لی جائیں تو پھر بھی یزید ولی عہد بننے تک ایسا کھلم کھلا بدکردار نہ تھا کہ اسے ولی عہد بنانے کی سرے سے گنجائش ہی نہ ہوتی۔ خصوصاً جس وقت یزید کو ولی عہد بنایا جارہا تھا اس وقت یزید کی شہرت اس حیثیت سے نہیں تھی جس حیثیت سے آج ہے۔ ظاہر ہے اس وقت تو وہ خلیفہ وقت اور صحابیِ رسول کا بیٹا تھا۔ اس کے ظاہری حالات اور اس کی انتظامی صلاحیتوں کی بناء پر یہ رائے قائم کرنے کی پوری گنجائش تھی کہ وہ خلافت کا اہل ہے۔ اسی وجہ سے دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ بھی یہی رائے رکھتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی۔ چنانچہ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَامِرُ بْنُ مَسْعُودٍ الْجُمَحِيُّ: إِنَّا لَبِمَكَّةَ إِذْ مَرَّ بِنَا بَرِيْدٌ يَنْعِى مُعَاوِيَةَ، فَنَهَضْنَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ وَقَدْ وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ وَلَمْ يُؤْتَ بِالطَّعَامِ فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ! جَاءَ الْبَرِيْدُ بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ فَوَجَمَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لِمُعَاوِيَةَ. أَمَّا وَاللهِ مَا كَانَ مِثْلَ مَنْ قَبْلَهُ وَلَا يَأْتِيْ بَعْدَهُ مِثْلُهُ، وَإِنَّ ابْنَهُ يَزِيْدَ لَمِنْ صَالِحِيْ أَهْلِهِ فَالْزِمُوا مَجَالِسَكُمْ وَأَعْطُوا طَاعَتَكُمْ

وَبَيْعَتَكُمْ.

أنساب الاشراف للبلاذری: ج5 ص289، 290 امر یزید بن معاویۃ

ترجمہ: حضرت عامر بن مسعود جمحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب ایک قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر لے کر آیا تو اس وقت ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ ہم اُٹھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے۔ وہ بھی مکہ میں تھے۔ ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور دستر خوان لگ چکا تھا مگر ابھی تک کھانا نہیں آیا تھا۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو عباس! (یہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لے کر آیا ہے۔ اس پر وہ کافی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے کہا: یا اللہ! حضرت معاویہ کے لئے اپنی رحمت کو وسیع فرمادے، خدا کی قسم! وہ ان خلفاء کی طرح نہ تھے جو ان سے پہلے تھے اور نہ ہی ان کے بعد ان جیسا کوئی آئے گا۔ بلاشبہ ان کا بیٹا یزید ان کے نیک اہل خانہ میں سے ہے۔ لہذا تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اپنی طاعت اور بیعت اسے دے دو۔

2: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) حضرت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَجَعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ مَشَى عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ وَأَصْحَابُهُ إِلَى مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَأَرَادُوهُ عَلَى خَلْعِ يَزِيدَ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ. فَقَالَ ابْنُ مُطِيعٍ: إِنَّ يَزِيدَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَتْرُكُ الصَّلَاةَ وَيَتَعَدّٰى حُكْمَ الْكِتَابِ. فَقَالَ لَهُمْ: مَا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا تَذْكُرُونَ، وَقَدْ حَضَرْتُهُ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَرَأَيْتُهُ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلَاةِ، مُتَحَرِّيًا لِلْخَيْرِ، يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ، مُلَازِمًا لِلسُّنَّةِ. قَالُوا: فَإِنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ تَصَنُّعًا لَكَ. فَقَالَ: وَمَا الَّذِي خَافَ مِنِّي أَوْ رَجَا حَتّٰى يُظْهِرَ إِلَيَّ

الْخُشُوعَ؟ ! أَفَأَطْلَعَكُمْ عَلَى مَا تَذْكُرُونَ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ ؟ فَلَئِنْ كَانَ أَطْلَعَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِنَّكُمْ لَشُرَكَاؤُهُ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَطْلَعَكُمْ فَمَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا بِمَا لَمْ تَعْلَمُوا. قَالُوا : إِنَّهُ عِنْدَنَا لَحَقٌّ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَأَيْنَاهُ. فَقَالَ لَهُمْ : أَبَى اللهُ ذٰلِكَ عَلَى أَهْلِ الشَّهَادَةِ. فَقَالَ: ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص631 ترجمۃ یزید بن معاویۃ

ترجمہ: جب اہل مدینہ یزید سے مل کر واپس آئے تو عبد اللہ بن مطیع اور ان کے ساتھی حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی چاہت یہ تھی کہ حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی یزید کو معزول کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات نہ مانی۔ تو عبد اللہ بن مطیع نے عرض کیا: یزید شراب پیتا ہے، نمازیں چھوڑ دیتا ہے اور کتاب اللہ کے فیصلے سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: جو باتیں تم بیان کر رہے ہو میں نے یہ باتیں اس میں نہیں دیکھیں، میں تو خود اس کے پاس گیا تھا اور اس کے پاس قیام بھی کیا، میں نے اسے نماز کا پابند اور نیکی پر کاربند پایا، وہ فقہ کے مسائل پوچھتا رہتا تھا اور سنت کا پابند تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یزید نے آپ کے سامنے یہ کام تصنع سے کیے ہیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یزید کو مجھ سے کیا خوف یا امید ہو سکتی ہے کہ وہ میرے سامنے عجز و انکساری ظاہر کر رہا تھا۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ جس شراب کا تم ذکر کر رہے ہو کیا یزید نے تم لوگوں کو اس کی اطلاع دی ہے؟ اگر اس نے اطلاع دی ہے تو تم بھی اس کے ساتھ اس گناہ میں شریک ہو اور اگر اس نے تمہیں اس بات کی اطلاع نہیں دی تو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم بغیر علم کے اس بات کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم نے اسے نہیں دیکھا لیکن ہم اس بات کو بالکل سچ سمجھتے ہیں۔ اس پر حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گواہوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بالکل تسلیم نہیں کیا کہ وہ بغیر علم

کے گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ وہ لوگ علم کے ساتھ درست گواہی دیں۔

[4]: صحابہ کرام کی بیعت رضا اور رغبت والی نہیں تھی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیعت رضا و رغبت والی نہیں تھی بلکہ امت مسلمہ کو خونریزی سے بچانے کے لیے بادلِ نخواستہ تھی۔ چنانچہ اس پر دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

1: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان

ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حِيْنَ بُوِيعَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: إِنْ كَانَ خَيْرًا رَضِينَا وَإِنْ كَانَ بَلَاءً صَبَرْنَا.

تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص 133 سنۃ احدی وخمسین

ترجمہ: محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ کی بیعت خلافت لی گئی تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر یزید حکومت کا اہل ہے تو ہماری بیعت ٹھیک ہے اور اگر نااہل ہے تو ہم امت کے وسیع تر مفاد میں اس پر صبر کریں گے (تاکہ امت میں اختلاف وافتراق اور انتشار پیدا نہ ہو)۔

2: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یزید کو خط

جب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بجائے یزید کی بیعت کرلی تو یزید نے انہیں شکریہ کا خط لکھا۔ جواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو خط لکھا جس میں اپنی بیعت کا ذکر کیا کہ میں نے آپ کی بیعت برضا ورغبت نہیں کی بلکہ امت میں انتشار کے ڈر سے کی ہے، ذیل میں وہ مکمل خط نقل کیا جاتا ہے۔

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) نقل کرتے ہیں:

فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ جَاءَنِي كِتَابُكَ، فَأَمَّا تَرْكِي بَيْعَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَوَاللهِ مَا أَرْجُو بِذٰلِكَ بِرَّكَ وَلَا حَمْدَكَ، وَلٰكِنَّ اللهَ بِالَّذِي أَنْوِي عَلِيمٌ، وَزَعَمْتَ أَنَّكَ لَسْتَ بِنَاسٍ بِرِّي، فَاحْبِسْ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ بِرَّكَ عَنِّي فَإِنِّي حَابِسٌ عَنْكَ بِرِّي، وَسَأَلْتَ أَنْ أُحَبِّبَ النَّاسَ إِلَيْكَ وَأُبَغِّضَهُمْ وَأُخَذِّلَهُمْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ، فَلَا وَلَا سُرُورَ وَلَا كَرَامَةَ، كَيْفَ وَقَدْ قَتَلْتَ حُسَيْنًا وَفِتْيَانُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَصَابِيحُ الْهُدٰى وَنُجُومُ الْأَعْلَامِ غَادَرَتْهُمْ خُيُولُكَ بِأَمْرِكَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ مُرَمَّلِينَ بِالدِّمَاءِ، مَسْلُوبِينَ بِالْعَرَاءِ، (مَقْتُولِينَ بِالظِّمَاءِ، لَا مُكَفَّنِينَ وَلَا مُوَسَّدِينَ)، تَسْفِي عَلَيْهِمُ الرِّيَاحُ، وَيَنْشَى بِهِمْ عَرَجُ الْبِطَاحِ، حَتّٰى أَتَاحَ اللهُ بِقَوْمٍ لَمْ يُشْرَكُوا فِي دِمَائِهِمْ كَفَّنُوهُمْ وَأَجَنُّوهُمْ، وَبِي وَبِهِمْ لَوْ عَزَزْتَ وَجَلَسْتَ مَجْلِسَكَ الَّذِي جَلَسْتَ، فَمَا أَنْسَ مِنَ الْأَشْيَاءِ فَلَسْتُ بِنَاسٍ اطِّرَادَكَ حُسَيْنًا مِنْ حَرَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى حَرَمِ اللهِ، وَتَسْيِيرَكَ الْخُيُولَ إِلَيْهِ، فَمَا زِلْتَ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَشْخَصْتَهُ إِلَى الْعِرَاقِ، فَخَرَجَ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ، فَنَزَلَتْ بِهِ خَيْلُكَ عَدَاوَةً مِنْكَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا، فَطَلَبَ إِلَيْكُمُ الْمُوَادَعَةَ وَسَأَلَكُمُ الرَّجْعَةَ، فَاغْتَنَمْتُمْ قِلَّةَ أَنْصَارِهِ وَاسْتِئْصَالَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَتَعَاوَنْتُمْ عَلَيْهِ كَأَنَّكُمْ قَتَلْتُمْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، فَلَا شَيْءَ أَعْجَبُ عِنْدِي مِنْ طِلْبَتِكَ وُدِّي وَقَدْ قَتَلْتَ وَلَدَ أَبِي وَسَيْفُكَ يَقْطُرُ مِنْ دَمِي وَأَنْتَ أَحَدُ ثَأْرِي وَلَا يُعْجِبُكَ أَنْ ظَفِرْتَ بِنَا الْيَوْمَ فَلَنَظْفَرَنَّ بِكَ يَوْمًا، وَالسَّلَامُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص127 ذکر بعض سیرتہ واخبارہ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو خط لکھا۔ اما بعد: تمہارا خط مجھے

موصول ہوا، میں نے جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نہیں کی تو واللہ اس سلسلہ میں؛ میں تم سے حسن سلوک اور تمہاری تعریف کا خواہش مند نہیں ہوں، بلکہ جس نیت سے میں نے ایسا کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ گمان ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کروگے تو اے انسان! اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس رکھو کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا رکھوں گا اور تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کروں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت دلاؤں اور ان کو رسوا کر دوں ایسا بالکل نہیں ہو سکتا، نہ تمہاری خوشی ہمیں منظور ہے اور نہ ہی تمہارا اعزاز، اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے حالانکہ تم نے حسین کو قتل کیا ہے اور جوانانِ عبد المطلب جو ہدایت کے چراغ اور نامور ستارے تھے انہیں تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے خون میں آلود کھلے میدان میں اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا وہ چھینا جا چکا تھا۔ پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے بجو باری باری سے ان کی لاشوں پر آتے جاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین نہ تھے، ان لوگوں نے آکر ان کو کفن دیا اور دفن کیا۔ حالانکہ اللہ کی قسم انہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے، اب میں خواہ سب چیزیں فراموش کر دوں، پر اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ تو نے ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مجبور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم سے حرم الٰہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل لگا رہا، یہاں تک کہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا۔ چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت میں نکلے کہ ان کو خوف لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے ان کو پکڑ لیا۔ یہ سب کچھ تو نے

اللہ، رسول اور ان اہل بیت کی دشمنی میں کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست دور کر کے ان کو خوب پاک صاف کر دیا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تمہارے سامنے صلح کی بھی پیش کش کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی درخواست کی مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یار و مدد گار ہیں اور ان کے خاندان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے؛ موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلاف تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔ اس لیے میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہو گی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔ اب تو تو میرے انتقام کا ہدف ہے، اور اس خیال میں نہ رہنا کہ آج ہم نے فتح پالی ہے ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر فتح پا کر رہیں گے۔ والسلام

فائدہ: مذکورہ بالا خط سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت برضا و رغبت نہیں کی تھی۔

اعتراض نمبر 12

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں تنہا چھوڑنا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کربلا میں آپ اپنے خاندان کے ساتھ تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آپ کے ساتھ شریک نہیں تھے، تو کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آپ کو باطل پر سمجھتے تھے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کی دشمنی تھی؟

جواب نمبر 1:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنگ کے ارادہ سے نکلے ہی نہیں تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے بلایا تھا کہ آپ آجائیں، ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس بنیاد پر آپ نکلے تھے۔

چنانچہ علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا خَرَجَ مُقَاتِلًا ، وَلٰكِنْ ظَنَّ أَنَّ النَّاسَ يُطِيعُونَهُ، فَلَمَّا رَأَى انْصِرَافَهُمْ عَنْهُ، طَلَبَ الرُّجُوعَ إِلَى وَطَنِهِ، أَوِ الذَّهَابَ إِلَى الثَّغْرِ، أَوْ إِتْيَانَ يَزِيدَ، فَلَمْ يُمَكِّنْهُ أُولٰئِكَ الظَّلَمَةُ لَا مِنْ هٰذَا وَلَا مِنْ هٰذَا وَلَا مِنْ هٰذَا وَطَلَبُوا أَنْ يَأْخُذُوهُ أَسِيرًا إِلَى يَزِيدَ، فَامْتَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ مَظْلُومًا شَهِيدًا، لَمْ يَكُنْ قَصْدُهُ ابْتِدَاءً أَنْ يُقَاتِلَ.

منہاج السنۃ النبویۃ: ج2 ص173

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنگ کے ارادے سے نکلے ہی نہیں تھے بلکہ ان کا تو خیال یہ تھا کہ لوگ ان کی اطاعت کریں گے۔ لہٰذا جب لوگوں نے ان کے

ساتھ غداری کی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے تین باتیں رکھیں۔

1: مجھے واپس اپنے وطن جانے دیا جائے۔

2: یا مجھے اسلامی سرحدوں پر بھیج دیا جائے.

3: یا مجھے براہِ راست یزید کے پاس جانے دیا جائے۔

ان ظالموں نے کوئی بات بھی تسلیم نہیں کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ ان کو قیدی بنا کر یزید کے پاس پہنچایا جائے گا۔ تو اس ناگفتہ بہ صورتحال سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کھلے طور پر انکار کر دیا اور جنگ کی یہاں تک کہ ظلماً شہید کر دیے گئے حالانکہ شروع میں آپ کا جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنگ کے ارادے سے نکلے ہی نہیں اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہیں چلے۔

جواب نمبر 2:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو اس موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ان کو مشورہ تھا کہ آپ نہ جائیں۔ تو جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ان کو جانے سے روک رہے تھے اور ان کے کوفہ جانے کے حق میں نہیں تھے اس لیے خود ان کے ساتھ کیسے جاتے؟

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اسْتَشَارَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْخُرُوجِ فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ بِي وَبِكَ النَّاسُ لَشَبِثْتُ يَدِي فِي رَأْسِكَ فَلَمْ أَتْرُكْكَ تَذْهَبُ، فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: لَأَنْ أُقْتَلَ فِي مَكَانِ

كَذَا وَ كَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقْتَلَ بِمَكَّةَ قَالَ: فَكَانَ هٰذَا الَّذِيْ سُلِّيَ نَفْسِيْ عَنْهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص555 صفۃ مخرج الحسین الی العراق

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنی روانگی سے متعلق مشورہ لیا۔ میں نے کہا کہ اگر لوگ میرے اور آپ کے بارے میں بد گوئی نہ کریں تو میں اپنا ہاتھ آپ کے سر میں پیوست کر دوں اور آپ کو نہ جانے دوں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ فلاں فلاں مقام پر قتل ہو جانا مجھے مکہ میں قتل ہو جانے سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے میرے دل کو تسلی ہوئی۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت فرماتے ہیں:

عَنِ الشَّعبِيِّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ بِمَكَّةَ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ قَدْ تَوَجَّهَ إِلَى الْعِرَاقِ فَلَحِقَهُ عَلَى مَسِيرَةِ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: الْعِرَاقَ وَإِذَا مَعَهُ طَوَامِيرُ وَ كُتُبٌ فَقَالَ: هٰذِهِ كُتُبُهُمْ وَبَيْعَتُهُمْ فَقَالَ: لَا تَأْتِهِمْ فَأَبَى فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا، إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ وَلَمْ يُرِدِ الدُّنْيَا وَإِنَّكَ بَضْعَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللهِ مَا يَلِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ أَبَدًا وَمَا صَرَفَهَا اللهُ عَنْكُمْ إِلَّا لِلَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ، فَأَبَى أَنْ يَرْجِعَ قَالَ فَاعْتَنَقَهُ ابْنُ عُمَرَ وَبَكَى وَقَالَ: أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ مِنْ قَتِيلٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص556 صفۃ مخرج الحسین رضی اللہ عنہ الی العراق

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ تو وہ تین دن کی مسافت پر آپ رضی اللہ عنہ سے آکر ملے اور پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عراق۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس (کوفیوں کے لمبے لمبے اور جھوٹے) خطوط بھی تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ان کے خطوط ہیں اور یہ ان کی طرف سے بیعت (کی یقین دہانی)۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی رائے کو قبول نہ کیا۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ حضرت جبرئیل ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور (بحکم خدا) آپ کو دنیا یا پھر آخرت میں رہنے کا اختیار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کر لیا اور دنیا میں رہنے کا ارادہ ترک فرما دیا۔ اے حسین بن علی! آپ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشے ہیں اور اللہ کی قسم! آپ میں کوئی شخص کبھی دنیا کا حکمران نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے ہٹا کر اس چیز کی طرف پھیر دیا ہے جو آپ کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واپس پلٹ جانے سے یکسر انکار کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو گلے لگایا، زار و قطار رو دیے اور فرمایا: شہادت کے راستے پر جانے والے میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

فائدہ: مخلص احباب آپ کو محبت کی بنیاد پر کوفہ جانے سے روکتے رہے مگر آپ اپنی خلوص نیت کی بنیاد پر یہ سمجھتے تھے کہ میرے جانے سے وہاں کے لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ اس لیے ان کے مشوروں کے باوجود بھی کوفہ تشریف لے گئے۔

اعتراض نمبر 13

اھل السنۃ والجماعۃ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کیوں نہیں کرتے؟

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ! إِنَّهَا رَحْمَةٌ." ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1303

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس گئے۔ یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں) کو دودھ پلانے والی کے خاوند تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد دوبارہ ہم ان کے پاس گئے۔ دیکھا کہ اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ یا رسول اللہ!

آپ بھی اور لوگوں کی طرح آنسو بہاتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ روئے اور فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، لیکن پھر بھی ہم زبان سے وہی بات کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے۔ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر رونا چاہیے، ظاہر ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مظلومانہ ہے، کتنی بڑی مصیبت ہے تو اس پر ماتم کرنا چاہیے اور اپنے غم کا اظہار کر کے ان کے ساتھ اظہار محبت کرنا چاہیے جبکہ اھل السنہ والجماعۃ کی طرف سے ماتم نہیں کیا جاتا۔

جواب:

ایک ہوتا ہے صدمہ پر طبعی غم، اس غم کا رونے سے اظہار کرنا اور بوقت غم آنسوؤں کا خود بخود نکلنا، یہ جائز ہے اور حدیث بالا سے یہی ثابت ہے۔

ایک ہے سال بھر پُر سکون رہنا اور محرم کے آجانے پر قصداً رونا، ماتم کرنا، سیاہ لباس پہننا، نوحہ کرنا، زنجیر زنی کرنا، بیڑیاں پہننا، چہرہ پیٹنا اور واویلا کرنا یہ سب امور اہلِ اسلام کے ہاں ناجائز ہیں، ان کا ناجائز ہونا کتبِ اہل السنت اور کتبِ اہلِ تشیع دونوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ ذیل میں دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

کتبِ اھل السنۃ والجماعۃ:

1: امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ .... لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهِ

فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَقَالَ: "مَهْلًا يَا عُمَرُ!" ثُمَّ قَالَ: "ابْكِينَ وَإِيَّاكُنَّ وَنَعِيقَ الشَّيْطَانِ." ثُمَّ قَالَ: "إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَالْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَاللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ."

مسند احمد: ج2 ص530 رقم الحدیث 2127

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو کوڑے سے مارنے لگے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں سے فرمایا: کہ تم رو لو لیکن شیطانی آواز مت نکالو۔ پھر فرمایا: جو رونا آنکھ اور دل سے ہو وہ جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطانی فعل ہے۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1297

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور زمانہ جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہماری شریعت کے طریقے پر نہیں ہے۔)

3: امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ." وَقَالَ: "النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ."

صحیح مسلم: رقم الحدیث 934

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گے۔

☼ حسب پر فخر کرنا

☼ نسب پر طعن کرنا

☼ ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا

☼ نوحہ کرنا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اگر موت سے پہلے پہلے توبہ نہ کرلے تو قیامت کے دن اس پر گندھک کی قمیص ہوگی اور خارش کا کرتہ ہوگا۔

3: امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يَا أُخَيَّةُ! إِنِّي أُقْسِمُ عَلَيْكِ لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا، وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا، وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ إِنْ أَنَا هَلَكْتُ.

الکامل فی التاریخ: ج4 ص59 ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا) میری بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری وجہ سے تم اپنے کپڑے نہ پھاڑنا، اپنا چہرہ نہ نوچنا اور میری شہادت کی خبر سن کر مجھ پر آہ

وزاری نہ کرنا۔

کتبِ اہلِ تشیع:

1: (شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی (ت 328ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: "إِذَا أَنَا مِتُّ فَلَا تَخْمِشِيْ عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَنْشِرِيْ عَلَيَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِيْ بِالْوَيْلِ وَلَا تُقِيْمِيْ عَلَيَّ نَائِحَةً."

الفروع من الکافی: ج5 ص527 کتاب النکاح باب صفۃ مبایعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم النساء

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کہ میری وفات پر منہ نہ پیٹنا، بال نہ بکھیرنا، واویلا نہ کرنا اور نہ ہی کسی نوحہ کرنے والی کو بلانا۔

2: (شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی (ت 328ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: الصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَهَبَ الرَّأْسُ ذَهَبَ الْجَسَدُ كَذٰلِكَ اِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ الْاِيْمَانُ.

الاصول من الکافی: ج2 ص89 کتاب الایمان والکفر باب الصبر

ترجمہ: امام ابو عبد اللہ (جعفر صادق رحمہ اللہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسے سر کا جسم کے ساتھ، جب سر نہ رہے تو جسم نہیں رہتا۔ اسی طرح جب صبر نہ رہے تو ایمان بھی نہیں رہتا۔

3: (شیعہ مصنف) محمد بن حسین بن موسیٰ سید شریف رضی شیعی (ت 406ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰى قَدْرِ الْمُصِيْبَةِ وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ عِنْدَ مُصِيْبَتِهٖ حَبِطَ اَجْرُهٗ.

شرح نہج البلاغہ لابن الحدید: ج18 ص342 نبذة من الوصايا الحكمية

ترجمہ: صبر مصیبت کے مطابق ملتا ہے۔ تو جس نے مصیبت کے وقت اپنی ران پر مارا تو اس کا اجر و ثواب ضائع ہو گیا۔

تعارف مؤلف

نام محمد الیاس گھمن

ولادت 12-04-1969

مقام ولادت 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم حفظ القرآن الکریم جامع مسجد بوہڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن امام اهل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی (آغاز) جامعہ خیر المدارس کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ (حالاً) مرکز اهل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب سرپرست: مرکز اهل السنۃ والجماعۃ وخانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان

بانی وامیر: عالمی اتحاد اهل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بیعت وخلافت الشیخ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) الشیخ عبد الحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ)

الشیخ عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ (اسلام آباد) الشیخ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال)

الشیخ قاضی محمد مہربان رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان) الشیخ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ (جھنگ)

الشیخ محمد یونس پالنپوری مدظلہ (گجرات ہندوستان)

چند تصانیف: دروس القرآن، خلاصۃ القرآن، دورس الحدیث، اسلامی عقائد، کتاب العقائد

شرح العقیدۃ الحسنہ، شرح العقیدۃ النسفیہ، شرح عقیدہ طحاویہ، شرح فقہ الاکبر

تبلیغی اسفار خلیجی ممالک، ملائیشیا، جنوبی افریقہ، سنگاپور، ہانگ کانگ، ترکیہ وغیرہ (23 ممالک)